اُردو کی پہلی کتاب

مولانا محمد حسین آزاد

کی درسی کتابوں کا سلسلہ

حصہ

اول تا چہارم

ڈاکٹر اسلم فرخی نے

ترقی اُردو بورڈ کراچی

کے لئے مرتب کیا

ترقی اُردو بورڈ

URDU DEVELOPMENT BOARD

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

اردو کی پہلی کتاب

مولانا محمد حسین آزاد کی درسی کتابوں کا سلسلہ

حصہ اول تا چہارم

ذخیرہ

URDU DEVELOPMENT BOARD

ڈاکٹر اسلم فرخی

نے

ترقی اردو بورڈ، کراچی

کے لئے مرتب کیا

Marfat.com

موجودہ نسخے کے جملہ حقوق ترقیٔ اردو بورڈ، کراچی
کے پاس محفوظ ہیں۔

136894

تعداد: دو ہزار

ناشر: ترقیٔ اردو بورڈ
اردو منزل جمشید روڈ، کراچی ۵

مطبع: فیروز سنز، کراچی

جون ۱۹۶۳ع

Marfat.com

اردو کی پہلی کتاب

حصۂ اول تا چہارم

اس کتاب کے چار حصے ہیں، جو علی الترتیب مولانا آزاد کی حسب ذیل کتابوں پر مشتمل ہیں اور پہلی بار یکجا شائع کئے جا رہے ہیں:

حصۂ اول	اردو کی پہلی کتاب
حصۂ دوم	اردو کی دوسری کتاب
حصۂ سوم	اردو کی تیسری کتاب
حصۂ چہارم	اردو کی چوتھی کتاب

پورے سلسلے کا نام "اردو کی پہلی کتاب" رکھا گیا ہے، جس میں سہولت کے علاوہ یہ مناسبت بھی ہے کہ یہ اردو کی ابتدائی درسی کتابوں کا پہلا سلسلہ ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

اردو کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کتاب محمد حسین آزاد کی اہم ترین تصانیف میں سے ہیں۔ اگرچہ میں نے ذاتی طور پر اس بات کی تحقیق نہیں کی لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ یہ اردو زبان کی سب سے پہلی درسی کتابیں ہیں جو ابتدائی مدارس کے لئے لکھی گئیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو 'اردو کی پہلی کتاب' کو اردو کی پہلی درسی کتاب کہنا صحیح ہوگا۔

آزاد سا صاحب طرز انشا پرداز نہ ہر زبان کو میسر ہوتا ہے، نہ ہر ملک کو۔ یہ اردو زبان کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایسا اہل قلم ملا۔ اس باکمال کے کمال کا کیا کہنا۔ تاریخ ہو کہ افسانہ، فلسفہ ہو کہ ادب، علمی مقالات ہوں کہ نجی مکتوبات، انداز تحریر کا ہر جگہ یہ عالم ہے جیسے یہ انداز خاص طور پر اسی موضوع کے لئے تخلیق ہوا تھا۔ فصاحت اور بلاغت کے تقاضے تاریخ نویسی کے لئے اور ہیں اور ادبی تذکرہ نگاری کے لئے کچھ اور، لسانی تحقیق کے لئے کچھ اور ہیں، اور بچوں کی درسی کتابوں کے لئے کچھ اور۔ یہ آزاد کی فنی عظمت کی دلیل ہے کہ اس نے ان مختلف النوع تقاضوں کو اپنے انداز کی انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے ہر جگہ کمال خوبی سے پورا کیا ہے۔ اس جادو نگار کے قلم میں وہ جادو ہے، کہ اس کی ایک جنبش سے حقیقت افسانہ بن جاتی ہے، اور افسانہ حقیقت۔ اب آپ لاکھ کہیں کہ یہ واقعہ یوں نہیں یوں ہے۔ دل وہی مانے گا، جو آزاد

Marfat.com

نے کہا ۔ محقق جو چاہے جتن کرے، آزاد کا لکھا مٹ نہیں سکتا ۔

اسی اردو کی پہلی کتاب ہی کو لے لیجئے ۔ ''ماں بچے کو گود میں لئے بیٹھی ہے، باپ حقہ پی رہا ہے''۔ اگر آپ نے بچپن میں یہ پڑھا ہے، توکیا آپ اسے بھول سکتے ہیں۔ دنیا بدل گئی، معاشرہ کچھ کا کچھ ہوگیا، مگر آج بھی جب پڑھی لکھی مائیں بچوں کو گود میں لینے کی بجائے انہیں اکثر آیاؤں اور پنگوروں کے سپرد کر دیتی ہیں، اور پڑھے لکھے خوشحال باپ حقے سے زیادہ سگرٹ اور پائپ کی طرف مائل نظر آتے ہیں، ہمیں تو یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے، کہ ماں بچے کو گود میں لے کر بیٹھے اور باپ حقہ نوشی کرے۔ یہی حال مولوی صاحب کے گھوڑے کا ہے۔ پروفیسر صاحب جتنا چاہیں اپنی کار میں گھومتے پھرتے نظر آئیں، مولوی صاحب اور اُن کے گھوڑے کی گرد کو بھی نہیں پہنچ پائیں گے۔

سچ تو یہ ہے کہ جب ہم آزاد کو جادو بیان کہتے ہیں، تو اس میں مبالغے کا شائبہ بھی نہیں ہوتا، وہ واقعی ایک جادو نگار اور معجز بیان اہل قلم ہے۔ بچوں کے لئے اُس نے جو کچھ لکھا، کیا موضوع کے لحاظ سے اور کیا طرز بیان کے اعتبار سے، ایسا تھا کہ جس بچے نے پڑھا، اُس کے ذہن میں تصویر کی طرح نقش ہوگیا۔ فقرے کے فقرے ازبر ہوگئے، اب چاہو بھی تو یاد سے نہیں اترتے، کیا اردو زبان اور ادب کی بنیاد اس سے زیادہ مستحکم ہوسکتی ہے؟ آزاد کے بعد بے شمار درسی کتابیں بچوں کے لئے لکھی گئیں، اور ٹیکسٹ

Marfat.com

بک کمیٹیوں نے منظور فرمائیں، مگر کیا ایک بھی کتاب ایسی لکھی گئی ہے، جو آزاد کی تصنیف تک پہنچ سکے۔

آزاد کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کتاب محض اپنے طرز تحریر اور انداز بیان ہی کے سبب قابل قدر نہیں ہیں، ان میں اس سے بھی زیادہ اہم ان کے موضوعات ہیں، اور وہ قدریں ہیں، جن پر ہمارا معاشرہ قائم تھا، اور جنہیں ہم آج ڈھونڈتے ہیں اور نہیں پاتے۔ ماں باپ کی محبت، بچوں کی سعادت مندی، استاد کی شفقت، شاگردوں کی عقیدت، میاں بیوی کا رشتہ، دوستوں کی دوستی، خدا پر ایمان، اپنے مذہب اور ثقافت سے وابستگی، یہ سب تصورات یہ سب اقدار ان کتابوں میں اس طرح سموئے گئے ہیں کہ وعظ و نصیحت کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور وہ دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔

یہی نہیں، ان کتابوں کو غور سے دیکھئے، ان میں مظاہر قدرت، حیوانات اور نباتات کی دنیا کا نقشہ ایسے دلکش انداز میں کھینچا گیا ہے کہ بچوں کے لئے اس میں تفریح کا سامان بھی ہے، اور علمی دلچسپیوں کا ذخیرہ بھی۔ اس کے علاوہ معاشرے کے مختلف پہلوؤں کی تصویریں اس کمال فن سے پیش کی گئی ہیں کہ انہیں ایک بار دیکھ کر دوبارہ دیکھنے کی ہوس باقی رہتی ہے۔ ''کھانا پک رہا ہے۔'' ''پسنہاری آٹا پیس رہی ہے۔'' ''پہلوان کشتی لڑ رہے ہیں۔'' ''مچھلی والے مچھلیاں پکڑتے ہیں۔'' ''دریامیں تیراک تیر رہے ہیں۔'' غرض کون سی تصویر ہے جسے دیکھو اور بھول سکو۔ یہ دل فریب نقاشی بچوں کے دل میں اپنے ماحول سے دلچسپی پیدا کرنے

Marfat.com

کا وسیلہ ، بلکہ یوں کہئے کہ تیر بہدف نسخہ ہے۔ ہماری قومی زندگی ، قومی اصلاح ، قومی بہبودی ، سب کا انحصار اسی دلچسپی پر ہے ، اگر ہمیں اپنے ماحول سے دلچسپی بلکہ دلبستگی نہیں ہوگی تو ہم اپنے معاشرے کی فلاح اور اصلاح کو اہمیت نہیں دیں گے ، اور جیسا کہ ہم آج کل دیکھ رہے ہیں ، ہم میں سے اکثر لوگ یورپ اور امریکہ کی طرف عمر بھر ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہیں گے ، اور اپنے گھر کی خبر تک نہ ہوگی۔

پھر ان کتابوں میں یہ بھی دیکھئے کہ بچوں کے لئے اچھی اور صحت مندانہ ورزشوں اور کھیلوں کی ترغیب جابجا موجود ہے۔ "آؤ! دریا کی سیر کریں ۔اوہو! کیا چڑھا ہوا ہے۔ تیراکوں کی بن آئی ہے ، کسی نے مشک پھلائی ہے ، چھاتی تلے دبائی ہے۔ بہاؤ پر چلا جاتا ہے۔" اور اس کے بعد باتوں ہی باتوں میں یہ نصیحت بھی موجود ہے کہ "بھائی گھاٹ کے آس پاس تیرنا اچھا ہے اور ایسا تیرا کچھ نہیں کہ پانی کی مچھلی بن جائے۔" آزاد نے مسلسل یہ کوشش کی ہے کہ بچوں کی جسمانی ، ذہنی اور روحانی صحت کی پرورش کی جائے۔ کھیلوں ہی کو لیجئے۔ صبح کی سیر ، تیراکی ، پہلوانی اور نیزہ بازی کا ذکر بڑے ذوق شوق سے کیا ہے۔ تاش ، چوسر ، گنجفہ ، شطرنج کا کہیں نام بھی نہیں لیا۔

جب سے یہ کتابیں نصاب تعلیم سے خارج ہوئی ہیں ، ابتدائی مدارس میں اردو کی تعلیم آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہی ہٹی ہے۔ بقول محمود شیروانی مرحوم "خدا جانے ہمارے بچے کیوں ان لافانی شاہکاروں کے مطالعے سے محروم کردیئے

Marfat.com

گئے ہیں۔،، آج حالت یہ ہے کہ ان کتابوں کا ایک آدھ نسخہ بھی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ کہیں سے مل جائے، تو اسے اپنی خوش قسمتی سمجھئے۔

میری ایک مدت سے آرزو تھی کہ آزاد کے ان شاہکاروں کو دوبارہ شائع کر کے موجودہ نسل کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ پہلے پہل یہ کتابیں میری درخواست پر اردو ٹرسٹ کے اشاعتی پروگرام میں شامل کی گئیں لیکن جب اردو ٹرسٹ مرحوم ہوگیا تو انہیں ترقیٔ اردو بورڈ کے پروگرام میں منتقل کیا گیا۔ اب کسی مرتب کی ضرورت تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اسلم فرخی صاحب نے جو آزاد کے ادبی کارنامے کے بارے میں ایک محقق کی حیثیت رکھتے ہیں، اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ ترقیٔ اردو بورڈ آن کی توجہ اور کوشش کا ممنون ہے۔

ان کتابوں میں تیسری کتاب کے متعلق شک تھا کہ یہ آزاد کی تصنیف ہے یا نہیں۔ حسن اتفاق سے اصل مسودے کے چند اجزا جناب آغا باقر کے پاس محفوظ تھے، جن سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اردو کی پہلی، دوسری اور چوتھی کتاب کی طرح تیسری کتاب بھی آزاد ہی کی تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ اس امر کی شہادت ڈائرکٹر سررشتہ' تعلیم سابق صوبہ' پنجاب کے دفتر میں بھی موجود ہے۔

بہر حال یہ چاروں کتابیں اب آپ کے سامنے ہیں، خوش قسمت تھے کرنل ہالرائڈ اور انگریزی حکومت جنھوں نے یہ کتابیں آزاد سے لکھوائیں اور شہرت عام اور بقائے دوام کے دربار میں اپنے لئے ایک جگہ حاصل کرلی۔ اگرچہ آزاد جدید اردو نظم کی تحریک کے بھی بانی ہیں، اور ان کی نظم

Marfat.com

کے چند نمونے ان چاروں کتابوں میں بھی موجود ھیں ، مگر واقعہ یہ ھے کہ ان کا اصل میدان نثر تھا، اور نثر کے اعتبار سے یہ کتابیں صرف بچوں کی درسی کتابیں ھی نہیں بلکہ ان کی ادبی حیثیت بھی غیر معمولی طور پر بلند اور پائیدار ھے۔ یہ وہ ادب ھے جو زندگی سے بہت قریب ھے، اور جس سے بچے، جوان اور بوڑھے یکساں لطف اٹھا سکتے ھیں۔ یہ بھی آزاد کے کمال کا ایک پہلو ھے۔ سچ یہ ھے کہ اردو نثر میں وہ یکتا ھیں ، اور ان سا کوئی اور نہ ھوا ھے، نہ ھوگا۔

کراچی ۲- جون ۱۹۶۳ء

Marfat.com

مولانا محمد حسین آزاد

Marfat.com

Marfat.com

آزاد کی درسی کتابیں

''بڑا حصہ عمر گراں بہا کا سررشتۂ تعلیم کی ابتدائی کتابوں کی تصنیف میں صرف ہوا۔ وہ کتابیں نام کو ابتدائی ھیں مگر مجھ سے انھوں نے انتہا سے بڑھ کر محنت لی۔ جاننے والے جانتے ھیں کہ جب تک انسان خود بچہ نہ بن جائے تب تک بچوں کے مناسب حال کتاب نہیں لکھ سکتا۔ پھر انھیں بار بار کاٹنا اور بنانا، لکھنا اور مٹانا، بڈھا ھوکر بچہ بننا پڑا۔ پھرتے، چلتے، جاگتے، سوتے بچوں کے ھی خیالات میں رھا۔ مہینوں نہیں بلکہ برسوں صرف ھوئے جب وہ بچوں کے کھلونے تیار ھوئے۔ خیر۔ میرے پیارے اھل وطن! تمھاری خدمت نہ کی، تمھارے بچوں کی خدمت کی،'' ....

(محمد حسین آزاد۔ مکتوبات)

''آقائے اردو،، آزاد صرف عظیم المرتبت انشا پرداز ھی نہیں اھم تعلیمی مصنف بھی ھیں۔ انھوں نے درسی کتابوں میں ادب اور افادیت کو جس خوبی سے ھم آھنگ کیا ھے وہ ان کے بعد کسی اور سے ممکن نہ ھوا۔ آزاد نے درسی کتابوں کو بے کیفی اور بے رنگی کے دائرے سے نکال کر تخلیق کی صف میں جگہ دی۔ یہ ان کا بہت اھم کارنامہ ھے لیکن

Marfat.com

افسوس یہ ہے کہ اب تک ان کی شخصیت کے اس پہلو کا پورا جائزہ نہیں لیا گیا۔

آزاد کو بچپن ہی سے تعلیمات سے دل چسپی تھی اور علم کی ترویج و اشاعت کو وہ اپنی زندگی کا مقصد بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس زمانے کا ایک واقعہ خود انھیں کی زبانی یوں ہے: ''جب دھلی کالج مرحوم زندہ تھا اور میری تحصیل اس کے دامن تربیت میں پرورش پا رھی تھی تو ڈاکٹر مووات صاحب کمشنر مدارس کلکتے سے تشریف لائے۔ جب کالج میں آئے تو میری جماعت کا بھی جزوی سا امتحان لیا اور ھر طالب علم سے پوچھا کہ تم مدرسے سے نکل کر کیا کرو گے۔ ایک ایک نے اپنا خیال بیان کیا۔ اے میرے پیارے اھل وطن! تمھارے آزاد کی زبان سے اس وقت بھی یہی لفظ نکلا کہ تحصیل علم کروں گا اور جو کچھ خیالات ھیں اور ھوں گے انھیں اپنے اھل وطن میں پھیلاؤں گا۔'' بظاھر یہ واقعہ معمولی سا ہے لیکن اس سے آزاد کے رجحان طبع کا اندازہ ھوسکتا ہے۔

آزاد کی تصنیفی زندگی کا آغاز درسی کتابوں ھی سے ھوا تھا۔ ادبی تصانیف کے وجود میں آنے سے پہلے ان کی درسی کتابیں قبول عام کا خلعت حاصل کر چکی تھیں۔ آزاد

Marfat.com

یکم فروری ۱۸۶۴ء کو محکمۂ تعلیمات پنجاب میں ۳۵ روپے ماہوار پر اہل مد تنخواہ مقرر ہوئے تھے ۔ محکمۂ تعلیم کی ملازمت شروع ہی سے ان کا مطمح نظر تھی لیکن ان کا منصب اہل مدیٔ تنخواہ سے بہت بلند تھا۔ اہل مدی کے باوجود وہ اپنے منصب سے غافل نہیں ہوئے اور محکمے سے منسلک ہونے کے چند مہینے بعد یعنی ۱۸ ۔ جون ۱۸۶۴ء کو انھوں نے عربی قواعد کا ایک مسودہ محکمے کے سامنے پیش کیا ۔ ۲۔ جولائی ۱۸۶۴ء کو انھوں نے منطق کی ایک کتاب تالیف کرنے کی اجازت طلب کی۔ محکمے نے آزاد کی صلاحیتوں کا اندازہ کر لیا تھا لیکن ۱۸۶۵ء میں آزاد بخارا اور ترکستان کے سیاسی سفر پر روانہ ہوگئے اور یہ سلسلہ وقتی طور پر ختم ہوگیا ۔

۱۸۶۷ء میں آزاد لاہور واپس آئے ۔ کچھ عرصے انجمن پنجاب سے وابستہ رہے اور پھر محکمۂ تعلیمات میں درسی کتابوں کی تصنیف و تالیف پر مامور ہوگئے ۔ یہ سلسلہ ۲۔ اگست ۱۸۶۹ء تک جاری رہا ۔ اردو کی درسی کتابیں قصص ہند اور فارسی کی پہلی دوسری اسی دور کی یادگار ہیں ۔ ۲۔ اگست ۱۸۶۹ء کو آزاد گورنمنٹ کالج لاہور سے وابستہ ہوئے لیکن محکمۂ تعلیم کے ارباب حل و عقد تدریس کے علاوہ درسی کتابوں کی تیاری میں بھی ان سے مدد لیتے رہے۔ چنانچہ ۱۸۷۹ء میں محکمے کے حکم پر انھوں نے قواعد فارسی مرتب

Marfat.com

کی اور ۱۸۸۴ء میں ''جامع القواعد،، تالیف کی۔

آزاد کی تعلیمی تصانیف کی فہرست خاصی طویل ہے۔ ہمیں ان کی مندرجۂ ذیل تعلیمی تصانیف کا علم ہے:۔

(۱) اردو کی پہلی کتاب سلسلۂ قدیم (۲) اردو کی دوسری کتاب
(۳) فارسی کی پہلی کتاب (۴) فارسی کی دوسری کتاب
(۵) اردو کی پہلی کتاب (۶) اردو کی دوسری کتاب
(۷) اردو کی تیسری کتاب (۸) اردو کی چوتھی کتاب
(۹) قصص ہند حصہ دوم (۱۰) Translation of the Arabic Entrance Course
(۱۱) جامع القواعد (۱۲) فارسی قواعد
(۱۳) اردو قواعد (۱۴) ترکی قواعد
(۱۵) عربی قواعد (۱۶) قواعد فارسی برائے مڈل اسکول
(۱۷) آئینۂ صحت (۱۸) نصیحت کا کرن پھول
(۱۹) قند پارسی (۲۰) آموزگار پارسی
(۲۱) کائنات عرب (۲۲) تذکرۂ علما
(۲۳) حکایات آزاد (۲۴) شہزادہ ابراھیم کی کہانی
(۲۵) لغت آزاد

اس فہرست سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ آزاد کے دائرۂ مضامین میں زبان ، قواعد ، تاریخ ، جغرافیہ اور حفظان صحت سب ھی کچھ شامل ہے۔ اردو کے کسی دوسرے تعلیمی

Marfat.com

مصنف کے یہاں مضامین کا یہ تنوع ذرا مشکل ہی سے ملے گا۔ یوں تو آزاد نے اپنی ہر کتاب پر محنت کی ہے لیکن قصص ہند اور اردو کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کتابوں میں ان کا فن اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ قصص ہند آزاد کے اسلوب کا نکھار اور ہماری قدیم تہذیب کا وہ حسن ہے جو پوری طرح کاغذ پر منتقل ہو گیا ہے۔ آزاد تہذیب کہن کے عکاس اور طرح نو کے نقیب تھے۔ قصص ہند ان کی شخصیت کا پہلا رخ ہے اور اردو کی کتابیں دوسرا۔

آزاد نے اردو کی کتابوں کے دو سلسلے مرتب کئے تھے، قدیم اور جدید۔ سلسلۂ قدیم پہلی اور دوسری کتاب پر مشتمل تھا۔ اس سلسلے کی کوئی کتاب اب دست یاب نہیں ہوتی۔ سلسلۂ جدید پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کتاب پر مشتمل ہے۔ آغا محمد باقر صاحب کے بقول یہ کتابیں ۱۸۶۷ء سے لے کر ۱۸۶۹ء تک کے زمانے میں مرتب ہوئی تھیں۔ آزاد کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ یہ کتابیں اس عہد کے ناظم تعلیمات کرنل ہالرائڈ کے نام سے شائع ہوئیں۔ کرنل ہالرائڈ کے نام کے باوجود ان کتابوں کو آزاد کی تصنیف ماننے میں کبھی شبہ نہیں کیا گیا۔ اس دعوے کی خارجی شہادت ''تاریخ گورنمنٹ کالج لاہور، مؤلفہ پروفیسر گیرٹ کے یہ جملے ہیں۔ ''پروفیسر صاحب (آزاد)

Marfat.com

کا ایک مضحک پہلو بھی ہے جسے میں نظر انداز نہیں کرسکتا۔ وہ چغہ پہنا کرتے تھے جس کی ایک آستین خالی رہتی تھی۔ اور ان کے پاس سواری کے لئے ایک گھوڑا بھی تھا لیکن میں نے انھیں کبھی گھوڑے پر سوار نہیں دیکھا۔ گھوڑا ہمیشہ ان کے پیچھے پیچھے آتا تھا۔ یہی اردو کی پہلی کتاب میں مولوی صاحب کا گھوڑا تھا،،[1] داخلی شہادت ان کتابوں کے وہ مسودات ہیں جو آغا محمد باقر صاحب کے پاس اب بھی محفوظ ہیں۔ راقم الحروف نے چاروں کتابوں کے مسودے بخط آزاد خود دیکھے ہیں (ہر کتاب کے بعض اسباق کا عکس اس نسخے میں شامل بھی ہے) بہر حال نام ہالرائڈ کا تھا ، کام آزاد کا۔

ابتدائی اشاعتوں میں ان کتابوں کے سرورق کے بعد ایک وضاحتی نوٹ تھا جو بعد کی اشاعتوں سے خارج کر دیا گیا۔ یہ نوٹ ان کتابوں کے نصب العین کو بخوبی ظاہر کرتا ہے چنانچہ اسے یہاں نقل کرنا ضروری ہے۔

"اردو کی پہلی ، دوسری ، تیسری وغیرہ کتابوں میں دو باتوں کا بڑا خیال رکھا ہے۔ اول تو عبارت ایسی ہو کہ لڑکے آسانی سے پڑھنے لگیں ، دوسرے ابتدا میں ان چیزوں کا بیان ہو جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں اور بیان

1. History of the Govt: College, Lahore, by Garrett p.32

Marfat.com

اس طرح ہو جس کے پڑھنے سے ان چیزوں کے باب میں سوچنے کی عادت پڑے تاکہ جب نئی چیزیں دیکھیں تو آگے غور کرنے کا رستہ دلوں میں پیدا ہو۔ اس طرح آہستہ آہستہ حیوانات، نباتات، معدنیات کا علم حاصل کریں۔ زراعت اور دنیا کے کاروبار کی مفید مفید باتیں معلوم ہوں اور قدرتی ظہور مثلاً صبح، شام، سورج، چاند، ہوا، ابر، مینہ، برف وغیرہ کے حالات روشن ہوں اور لڑکے سمجھنے لگیں کہ موسم کیوں بدلتے رہتے ہیں۔ دن رات کیوں گھٹتے بڑھتے ہیں۔ بادل کیونکر بنتے ہیں۔ مینہ کیوں برستا ہے۔ ہوا کیوں چلتی ہے۔ اس کے علاوہ جو ملک نہیں دیکھے ان کے حالات آسان آسان بیانوں سے بتائے جائیں۔ بیان کا ڈھنگ ایسا رکھا ہے جس سے لڑکوں کو راستی کی طرف توجہ ہو اور نیک اور پاکیزہ باتوں کی محبت دل میں بیٹھے۔

''ان سب کتابوں میں بہت سی تصویریں ہیں کہ آپ اپنے بیان کی حالتیں دکھاتی ہیں۔ یورپ کا بچہ بچہ فقط تصویر کے دیکھنے سے بہت سی باتیں سمجھ جاتا ہے۔ اور جو لوگ سفر نہیں کرتے وہ گھر بیٹھے تصویروں ہی سے ملکوں کی اصل کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ لیکن اکثر اہل ھند کو تصویر کی باریکیاں سمجھنی ایسی مشکل ہیں جیسے غیر زبان کی کتابیں۔ ایک بیل یا گھوڑے یا کتے کا صاف صاف خاکہ

Marfat.com

کھنچا ہو تو فقط اتنا پہچان لیتے ہیں کہ یہ اس جانور کی تصویر ہے لیکن اگر وہ کسی جگہ کی تصویر ہو تو اتنا نہیں بتا سکتے کہ اس میں زمین کہاں ہے۔ پانی کہاں ہے۔ بادل کون سا ہے۔ پہاڑ کون سا ہے۔ کس کس قسم کے درخت ہیں۔ کیا چیز پاس ہے۔ کیا دور ہے۔ جب یہاں بھی یورپ کی طرح بچپن ہی میں تصویروں کا رواج ہوجائے گا تو سب اسی طرح سمجھنے لگیں گے اور اس کا لطف اٹھائیں گے۔

''عبارت صاف اور صحیح پڑھنے کے واسطے ان باتوں کی رعایت رکھی ہے۔ ایک ایک لفظ الگ الگ لکھا ہے۔ اپنے اپنے موقعے پر وقف کی علامتیں دی ہیں۔ املا میں تمیز رکھی ہے۔ لفظوں پر کہیں کہیں اعراب دئے ہیں مگر اعرابوں کے قاعدے ایسے باندھے ہیں کہ جہاں اعراب نہیں لکھے وہاں بھی سمجھ میں آتے ہیں، گویا سارے حرفوں پر اعراب آگئے ہیں۔''

یہ سارا بیان بہت واضح اور اہم ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ آزاد کے ذہن میں تعلیم کا واضح نصب العین موجود تھا۔ ان کی کتابیں اس کی وضاحت کرتی ہیں۔ آج کے دور میں تعلیم باضابطہ اور سائنٹیفک انداز کی حامل بن چکی ہے لیکن کوئی واضح نصب العین ہمارے سامنے نہیں رہا۔

Marfat.com

هم پرانی قدروں اور قدیم ضابطۂ اخلاق سے کنارہ کشی اختیار کر چکے ہیں۔ نئی قدریں اور نئے ضابطۂ اخلاق پوری طرح تشکیل پا کر ظاہر نہیں ہوئے۔ اس لئے ہماری تعلیم فی الحال خلا میں معلق ہے۔ آزاد کے عہد میں تعلیم کا مقصد بہتر انسان کی تشکیل اور ذہن انسانی کو جلا دینا تھا۔ ہمارے عہد میں تعلیم کا سب سے بڑا مقصد (جملہ مقاصد نہیں) روزی کمانا ہے۔ آزاد کے زوال آمادہ معاشرے میں روحانی قدروں پر نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اعتبار کیا جاتا تھا۔ ہمارے ترقی پذیر معاشرے میں نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ زندگی کی کسی قدر پر بھی اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اس وجہ سے ہماری موجودہ درسی کتابوں میں کوئی واضح نصب العین نہیں ملتا۔ اس کمی نے اکثر درسی کتابوں کو خشک اور بے جان بنا دیا ہے۔ ہمارے بیش‌تر تعلیمی مصنف صرف جلب منفعت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ آزاد کے سامنے جلب منفعت کا کوئی سوال نہیں تھا۔ ان کے عہد میں اسے بنیادی حیثیت بھی حاصل نہیں تھی۔ پھر یہ کہ ان کے دل میں ایک امنگ اور لگن تھی۔ طالب علمی ہی کے زمانے سے انہیں تعلیم کی ترویج و اشاعت کا شوق تھا۔ وہ اسی مقصد کو اپنی زندگی سمجھتے تھے اور جب انہیں درسی کتابوں کی ترتیب کا موقع ملا تو انہوں نے اپنے نصب العین کی وضاحت کے لئے اپنی

Marfat.com

پوری شخصیت اور فن کو ان کتابوں میں سمو دیا۔ اردو میں درسی کتابوں کے دو سلسلے بہت مشہور ہیں۔ پہلا سلسلہ آزاد کا ہے دوسرا اسمعیل میرٹھی کا۔ دونوں کی بنیادی خوبی واضح تعلیمی نصب العین ہے۔

تعلیمی نصب العین کے ساتھ ساتھ آزاد کے تعلیمی اور نفسیاتی اصول بھی واضح ہیں۔ انھوں نے اپنے وضاحتی نوٹ میں تین منزلوں، تخیئل، تعقل اور تجربے کی نشان دھی کی ہے۔ ان منزلوں سے گزرنے کے بعد طلبہ کے ذھن میں پختگی پیدا ھوتی ہے۔ آزاد کی کتابوں میں یہ تینوں منزلیں بڑی خوبی سے پیش کی گئی ھیں۔ وہ قریبی ماحول اور اجسام کے تذکروں سے خیال آفرینی کے عمل کی ابتدا کرتے ھیں۔ قریبی ماحول اور اجسام کے یہ تذکرے خشک اور بے کیف نہیں۔ ان میں زندگی کی حرارت بھی ہے اور زندگی کا سنگھار بھی ہے۔ اردو میں قریبی ماحول اور اجسام کو آزاد کے سوا کسی نے بھی اس خوبی سے پیش نہیں کیا۔ یہ تذکرے دل موہ لینے والے انداز اور دل چسپی کی وجہ سے ننھے ننھے ذھنوں میں غور و فکر کی نئی راھیں کھول دیتے ھیں۔ پہلی اور دوسری کتابیں اسی طرح کے نادر اور دل چسپ بیانوں پر مشتمل ھیں۔ ان دونوں کتابوں میں آزاد نے صرف قریبی ماحول کی اشیا سے واسطہ رکھا ہے اور روزمرہ کی جانی

Marfat.com

پہچانی چیزوں سے خیال آفرینی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ انھوں نے روزمرہ کی چیزوں میں نیا حسن اور دل کشی پیدا کی ہے اور ان کے ذریعے سے تخئیل کو بیدار کیا ہے۔

تخئیل سے تعقل کی طرف بڑھنے کا عمل بتدریج شروع ہوتا ہے۔ طلبہ پہلے اپنے جانے پہچانے ماحول اور روزمرہ کی چیزوں کو نئے انداز سے دیکھتے ہیں اور پھر انھیں چیزوں کے ذریعے سے بہت سی نئی باتیں سیکھتے ہیں۔ اس سے آگے بڑھ کر قریبی اجسام، ان کی صفات اور خواص کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے تجربے کی منزل کا آغاز ہوتا ہے اور اس طرح تخئیل، تعقل اور تجربے کی تینوں منزلیں بہ آسانی طے ہوجاتی ہیں۔ جانوروں، پرندوں، درختوں اور موسموں کے بیان اسی تعقل اور تجربے کی منزل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ عمل بتدریج آگے بڑھتا ہے۔ دماغ کی نشو و نما کے ساتھ ترقی کرتا جاتا ہے۔ مشاہدے اور تجربے کی کارفرمائی بڑھتی جاتی ہے۔ تاریخی اور جغرافیائی معلومات اسے اور آگے بڑھاتی ہیں اور صحیح معنوں میں ذہن کو بیدار کر دیتی ہیں۔ آزاد کی ان کتابوں میں ادب اور سائنس کا بڑا خوش گوار امتزاج ملتا ہے۔ سائنس کی بنیاد مشاہدات و تجربات پر ہے۔ آزاد نے مشاہدات و تجربات کو اشیا کی صفات و خواص کے سلسلے میں ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ اس وجہ سے یہ کتابیں

Marfat.com

ادب اور سائنس دونوں پر حاوی ہیں۔

آزاد کی ان کتابوں میں اخلاقی تلقین بڑے صاف اور واضح انداز میں ملتی ہے۔ ۱۹٦۳ء کی درسی کتابوں میں بھی یہ تلقین موجود ہے لیکن دونوں میں فرق ہے۔ آزاد کی اخلاقی تلقین خلوص اور نیک نیتی پر مبنی ہے۔ آج کی کتابوں میں یہ تلقین محض ضابطے کی خانہ پری ہے۔ معاشرے کا مزاج اس طرح تبدیل ہوگیا ہے کہ آج اخلاقیات کی تلقین محض ایک کھوکھلا نعرہ معلوم ہوتی ہے۔ آزاد کے عہد میں اخلاقیات کی تعلیم بنیادی حیثیت رکھتی تھی۔ اس لئے انہوں نے صاف اور واضح طریقہ اختیار کیا ہے۔ آج اس کی حیثیت بنیادی نہیں ثانوی ہے۔ اس وجہ سے موجودہ دور کی درسی کتابوں میں اخلاقی تلقین کو نمایاں حیثیت حاصل نہیں ہے۔

ان کتابوں کی ابتدائی اشاعتوں میں نظم کا حصہ نہیں تھا۔ اس کی وجہ بظاہر تو یہی ہوسکتی ہے کہ ان میں سائینس کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ نظموں کا ہونا نہ ہونا اس حیثیت پر اثر انداز نہیں ہوتا لیکن بعد کی اشاعتوں میں حصۂ نظم کا اضافہ کردیا گیا۔ اب یہ بتانا مشکل ہے کہ اضافہ کب ہوا۔ البتہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ حصۂ نظم بھی آزاد ہی کے قلم کا مرہون منت ہے۔ اس

Marfat.com

دعوے کا ثبوت پہلی کتاب کی نظم 'ہمدردی' کا وہ عکس ہے جو اس نسخے کی زینت ہے۔ آزاد کے اس مسودے کی روشنی میں حصہ نظم کو کسی اور سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

اگرچہ موجودہ نسخے کا متن قدیم ترین اشاعتوں پر مبنی ہے لیکن نظم کا حصہ جدید اشاعتوں سے لے کر یہاں شامل کر لیا گیا ہے۔ چوتھی کتاب کا کوئی جدید ایڈیشن دست یاب نہ ہونے کی وجہ سے اس میں حصۂ نظم کا اضافہ نہیں کیا جاسکا۔

آزاد کی نثر کے مقابلے میں ان کی نظم پھیکی اور بے کیف ہے۔ ان کی نظمیں بچوں کے تخیل میں گدگدی نہیں کرتیں بلکہ بے کیفی اور بیرنگی کا مرقع بن کر سامنے آتی ہیں۔

آزاد کی کتابوں کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کا رچا ہوا اسلوب اور سلیس انداز ہے۔ وہ آزاد جن کی نثر سر تا پا شعر کے قالب میں ڈھلی ہوئی ہے یہاں بالکل نئے انداز سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ یہاں ان کے انداز میں وضاحت، سادگی اور تحلیل ہے۔ آزاد کی رنگینی میں بھی حسن ہے اور ان کی سادگی میں بھی ایک آن ہے۔ لیکن رنگینی کا حسن مصنوعی ہے اور اس سادگی کی آن میں فطرت کی معصومیت جھلکتی ہے۔ پہلی کتاب کی لفظی تصویریں اردو میں اب تک عدیم المثال

Marfat.com

ھیں۔ آزاد نے موضوع سے ہم آھنگ ھوکر جو تصویریں مرتب کی ھیں ان کی سادگی اور دل آویزی پر ھزاروں رنگینیاں قربان کی جا سکتی ھیں۔

اگرچہ ان کتابوں میں آزاد نے تشبیہ و استعارہ سے کنارہ کشی اختیار کی ھے تاھم ان کی شخصیت یہاں بھی اپنی پوری جھلک دکھا رھی ھے۔ تخئیل کی کرشمہ سازی اور اپنانے کا جذبہ دونوں پوری طرح نمایاں ھیں۔ آزاد اپنے اسلوب کے زور سے قاری کی تخئیل کو اپنا ھم نوا بنا لیتے ھیں اور وقتی طور پر ذھن کو پس پشت ڈال دیتے ھیں۔ یہ کیفیت یہاں بھی موجود ھے۔ یہاں بھی وہ اپنے رچے ھوئے اسلوب کے زور اور براہ راست تصویر کشی کے سحر سے طلبہ کی تخئیل کو اپنی مٹھی میں لے لیتے ھیں۔ یہاں بھی ان کی نثر میں موسیقیت اور توازن ھے لیکن یہاں وہ تخئیل کی بے اعتدالی کا شکار نہیں ھونے پائے۔ موضوعات کا محدود دائرہ انہیں ایک لمحے کے لئے بھی اپنے آپ سے علیحدہ نہیں ھونے دیتا۔

آزاد نے چھوٹے چھوٹے جملوں اور آسان زبان میں بانکپن پیدا کیا ھے۔ کہیں کہیں انہوں نے قافیہ پیمائی سے بھی کام لیا ھے۔ مثلاً ”کشتی صاف ھوئی اور کچھ جھگڑا نہ رھا تو لوگ تالیاں بجائیں گے، واہ واہ کا شور مچائیں گے۔

Marfat.com

جو میاں پچھاڑیں گے وہ پھولے نہ سمائیں گے ۔ جو پچھڑیں گے وہ شرم کے مارے سر نہ اٹھائیں گے۔،، ’’دم ٹوٹ جائے تو غوطے کھائے، بھنور میں آجائے تو ڈوب جائے۔،، ’’ادھر دین لڑ رہا تھا ادھر دھرم مقابلے پر اڑ رہا تھا۔،، لیکن اس قافیہ پیمائی میں تکلف اور آورد کا کوئی شائبہ نہیں بلکہ بے ساختگی اور برجستگی نمایاں ہے ۔ یہ بے ساختگی اور برجستگی تخئیل کو فورا اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے اور یہ احساس نہیں ہوتا کہ انشا پرداز نے اس برجستگی کو بڑی کاوش سے وجود بخشا ہے ۔ یہ بے ساختگی اور برجستگی قدرتی اور فطری نہیں، بڑے غور و فکر اور ریاضت کا نتیجہ ہے ۔ لیکن آزاد کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اسے ’فطری، بنا دیا ہے ۔ یہ قافیہ پیمائی کہیں کہیں ملتی ہے ورنہ عام طور پر آزاد نے سادگی کا جادو جگایا ہے ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہاں اکثر وہ بذات خود بچہ بن کر سامنے آئے ہیں ۔ آزاد جو ظہوری، ابوالفضل اور نعمت خان عالی سے پہلو مارتے تھے ان کتابوں میں گھٹنوں کے بل چلنے پر مجبور ہوئے ہیں ۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ باکمال انشا پرداز جب گھٹنوں کے بل چلنے پر مجبور ہوتا ہے تو ایجاد کی ٹہنی میں کمال کے وہ پھول کھلاتا ہے جن کی مہک لازوال ہوتی ہے ۔ آزاد کی انفرادیت اور ان کے اسلوب کا بانکپن ان کتابوں میں

Marfat.com

ھر جگه نمایاں ھے۔ انھوں نے تشبیه، استعارے اور تلازمے سے گریز کرنے کے باوجود اپنی انفرادیت برقرار رکھی ھے۔ جگه جگه اس قسم کی عبارتیں ملتی ھیں۔ ”خدا جانے رات کتنی اوس پڑی ھوگی، سارے کھیت میں موتی سے شبنم کے قطرے ھی قطرے جھلک رھے ھیں۔ سویرے سویرے جب پھول کھلے ھوتے ھیں، ننھے ننھے، اودے اودے، ان کے چمکتے دمکتے چہرے، ھرے ھرے پتوں میں کیا بہار دیتے ھیں۔ یه درخت نہروں اور کنووں کے پیاسے نہیں۔ شبنم ان کی جان ھے۔ اس کی بدولت پھلتے پھولتے ھیں۔ دن بدن بڑھتے اور مضبوط ھوتے جاتے ھیں۔ اوس راتوں میں برابر پڑتی رھے تو کسانوں کے گھرے ھیں۔“ ”روشنی کے نیچے جہاں زمین آسمان ملے ھوئے معلوم ھوتے ھیں وھاں سے ایک سونے کا تھال ڈلک کرتا ابھرتا چلا آتا ھے۔“ ”ھائے گرمی، جوں جوں دھوپ چڑھتی ھے منه اترتے جاتے ھیں۔ سورج نکلتے ھی کیسی ھوا گرم ھوگئی۔ دھوپ کی چمک آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی۔ کیا کوئی لکھے، کیا پڑھے۔ ھوش ٹھکانے نہیں۔ پسینے بہتے ھیں۔ مکھیاں ستاتی ھیں۔ زمین آسمان تپ رھے ھیں۔ درخت زرد ھیں۔ جانور بچاروں کا دم گھٹتا ھے تو چونچیں کھول دیتے ھیں۔ دھوپ سے بچاؤ کے لئے ٹہنیوں میں گھسے جاتے ھیں۔“ ”وہ ھمت والا

Marfat.com

پچیس برس تک ایسی لڑائیوں میں پھنسا رہا جن میں اس کی طاقت اور حریف کے زور میں پاسنگ کی نسبت تھی۔ اس پر بھی کبھی میدانوں میں دھاوے مارتا اور جو سامنے آتا اسے فنا کر دیتا۔ کبھی ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ جا نکلتا۔ کنبے کو پہاڑی اناجوں سے پالتا۔ وہ بھی نہ ہوتا تو جنگل کے پھل پیدوار سے گزارا کرتا۔،،

یہ مثالیں کسی کاوش کے بغیر جمع کی گئی ھیں۔ چاروں کتابیں اسی منفرد اسلوب سے مالا مال ھیں۔ ان کے ایک ایک لفظ سے احساس ھوتا ھے کہ یہ ایک صاحب طرز انشا پرداز، ایک قادر الکلام ادیب کی تحریر ھے۔ اس تحریر میں جو توازن اور قوت ھے وہ ایک عمر کی محنت اور ریاضت کا نتیجہ ھے۔ ان کتابوں میں آزاد نے رنگینی اور تشبیہ و استعارہ کے بجائے 'بیان واقعی، کو اپنایا ھے۔ اس طرح وہ بچوں کے دل میں گھر بھی کر گئے ھیں اور درسی کتابوں کے صحیح اسلوب کا راستہ بھی دکھا گئے ھیں۔

آزاد کے اسلوب پر سب سے بڑا اعتراض یہ ھوتا ھے کہ وہ ھماری قوت مدرکہ کی تسکین نہیں کرتا۔ اس اعتراض کی صحت میں شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ واقعہ بھی یہی ھے کہ آزاد کا اسلوب ذھن کو سوچنے کا موقع نہیں دیتا۔ لیکن ان کتابوں میں آزاد کا اسلوب تخئیل سے تعلق رکھنے کے

Marfat.com

باوجود قوت مدرکہ کو تشنہ نہیں رہنے دیتا۔ اگر قوت مدرکہ تشنہ رہ جاتی تو پھر تعقل کی منزل بھی طے نہ ہوتی۔ آزاد عام طور پر نثر میں شاعری کرتے ہیں۔ ان کی نثر میں وضاحت، تشریح اور تجزئے کے عناصر عام طور پر نہیں ملتے کیونکہ ان کا طریقۂ کار مجازات پر مبنی ہے۔ ان کتابوں میں انہوں نے وضاحت، تشریح اور تجزئے سے کام لیا ہے لیکن یہ تینوں عناصر تخئیل میں ڈوب کر ایک نئے حسن کے حامل ہوگئے ہیں۔ ان میں بداھت اور قوت کے ساتھ ایک خاص طرح کا رچاؤ بھی ملتا ہے۔ اردو میں بہت سی درسی کتابیں تالیف ہوئی ہیں لیکن ان میں سے بیش تر معلومات کے ذخیروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ ان کا اسلوب یکسر خشک اور بے کیف ہوتا ہے۔ اسلوب کا وہ رچاؤ جو آزاد کی کتابوں کی خصوصیت ہے اسمعیل میرٹھی کی کتابوں میں بھی موجود نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اسمعیل کی کتابوں میں نظم کا حصہ بڑا جان دار ہے۔ لیکن نثر میں آزاد کا پلہ بھاری ہے۔ بچوں کی دل چسپی قائم رکھنے اور تخیئل کو بیدار کرنے کے لئے انہیں کی زبان میں باتیں کرنا پڑتی ہیں۔ آزاد نے یہی کوشش کی ہے لیکن اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اسلوب کی دل آویزی میں اردو کی کوئی درسی کتاب اب تک آزاد کی کتابوں کی حریف نہیں ہوسکی۔

136894

Marfat.com

درسی کتابوں کے سلسلے میں مقامی ضروریات کی کفالت کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی درسی کتاب اپنے ماحول، مقام اور علاقے سے پوری پوری مطابقت نہیں رکھتی تو اس کا افادی پہلو بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ کتابیں مثال کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں جو بر صغیر کے انگریزی اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں سے بیش‌تر کتابیں انگلستان کے ماحول کی عکاسی کرتی ہیں اور وہاں کی ضروریات کے پیش نظر معرض وجود میں آتی ہیں۔ ہمارے نو عمر طلبہ ان کتابوں کے ماحول اور اپنی روزانہ زندگی میں نمایاں فرق محسوس کرتے ہیں۔ یہ فرق آہستہ آہستہ ایک ذہنی کشمکش کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ دل و دماغ مسموم ہو جاتے ہیں اور نتیجہ 'ٹیڈی ازم، کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ آزاد کی کتابوں میں مقامی ضروریات کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ یہ کتابیں اس دور میں بھی مقامی ضروریات کی کفالت کرتی ہیں اور آج بھی ان کی افادیت کا یہ پہلو برقرار ہے۔ پہلی کتاب کے بعض مناظر اپنی افادیت کھو چکے ہیں لیکن ان کی شگفتگی میں کوئی شبہ نہیں۔ بعد میں محکمۂ تعلیمات نے تصرف کرکے انہیں زمانۂ حال سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں کسی قدر کامیابی بھی ہوئی ہے۔ دوسری کتاب سے قریبی اجسام کا

Marfat.com

سلسلہ شروع ہوتا ہے جس کی افادیت آج بھی مسلم ہے۔

درسی کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس کی تدریس میں کم سے کم نگرانی کی ضرورت پیش آئے اور ناتجربے کار اساتذہ بھی پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اسے پڑھا سکیں۔ تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی آج بھی ہے اور آزاد کے عہد میں بھی تھی۔ اس وجہ سے یہ مسئلہ ہر دور میں پریشان کن ثابت ہوا ہے۔ مسئلے کی اس اہمیت کے باوجود ایسی درسی کتابیں خال خال ھی نظر آئیں گی جن میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہو۔ آزاد کی کتابوں میں جانے پہچانے ماحول اور دل چسپی کے عنصر نے اس خوبی کو بہت نمایاں کردیا ہے۔ ان کی تدریس میں کم سے کم نگرانی کی ضرورت پیش آتی ہے اور نا تجربے کار اساتذہ بھی انہیں پورے اعتماد کے ساتھ پڑھا سکتے ہیں۔

معنوی حیثیت سے قطع نظر صوری اعتبار سے بھی یہ کتابیں نئی اور انوکھی تھیں۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ ان کتابوں کی طباعت کے لئے اوقاف و رموز کے سائنٹیفک اصول وضع کئے گئے تھے۔ اردو عبارت کو سائنٹیفک انداز میں لکھنے کا یہ پہلا تجربہ تھا جو اس حد تک کامیاب ہوا کہ آج بھی اس کی پیروی کی جاتی ہے۔ شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آزاد کی کتابیں معنوی اور صوری دونوں اعتبار

Marfat.com

سے سائینسی بنیاد رکھتی ھیں۔ دوسری خصوصیت ان کتابوں کی خوب صورت اور موزوں تصویریں تھیں جنھیں بڑے اھتمام سے بنوایا گیا تھا۔ راقم الحروف کی نگاہ سے ان کتابوں کے جو قدیم ترین نسخے گزرے ھیں ان کی تصاویر مشہور انگریزی مصنف Rudyard Kipling کے والد John Lockwood Kipling کی بنائی ھوئی تھیں۔ بچوں کی کتابوں میں تصویروں کو بڑی اھمیت حاصل ہے۔ آزاد کی کتابیں اردو کی پہلی درسی کتابیں ھیں جن میں تصویروں کی اھمیت کو مدنظر رکھا گیا ہے اور تخئیل کو مہمیز کرنے کے لئے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

اردو کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کتاب اردو درسیات میں اولیت کا شرف رکھتی ھیں۔ ان کی تاریخی اور افادی حیثیت مسلم ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نادر اور پرکار اسلوب کی وجہ سے اردو ادب میں بھی ان کو خاص مقام حاصل ہے۔ یہ کتابیں ایک جلیل القدر فن کار کے اسلوب کی بے تکلفی ھیں۔ وہ تبسم ھیں جن میں فطرت کی معصومیت اور سادگی جھلکتی ہے۔ ان میں قوس قزح کے رنگ اور گلوں کی خوشبو ہے۔ آزاد نے یہ کتابیں فرائض منصبی کے سلسلے میں مرتب کی تھیں۔ وہ بڑی آسانی سے اس کام کو معمولی طریقے پر انجام دے سکتے تھے لیکن ایک سچے فن کار کی

Marfat.com

طرح انہوں نے ان کھلونوں کی تعمیر میں بھی اپنی پوری قوت اور فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسی فن کاری اور خلوص کی وجہ سے یہ کتابیں درسی کتابوں میں کلاسیکی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کی ادبی حیثیت بھی مسلم ہے۔

اس سلسلے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ تیسری کتاب آزاد کی تصنیف نہیں ہے۔ راقم الحروف نے یہ بات بعض ایسے ثقہ بزرگوں سے بھی سنی ہے جن کی ادبی دید و دریافت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن تحقیق کی رو سے تیسری کتاب بھی آزاد ھی کی ملک ٹھرتی ہے۔ اس دعوے کا پہلا ثبوت تیسری کتاب کا وہ مسودہ ہے جو آج بھی آغا محمد باقر صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ راقم الحروف نے بچشم خود اس مسودے کو دیکھا ہے اور اس کے ایک صفحہ کا عکس اس کتاب میں بھی شامل ہے۔ دوسری دلیل محکمۂ تعلیمات پنجاب کی ایک دستاویز ہے جس میں بصراحت مرقوم ہے کہ .....''انہوں (آزاد) نے محکمے کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں تالیف کیں :-

سلسلۂ قدیم

(۱) اردو کی پہلی کتاب	(۲) اردو کی دوسری کتاب
(۳) فارسی کی پہلی کتاب	(۴) فارسی کی دوسری کتاب
(۵) اردو کی پہلی کتاب	(۶) اردو کی دوسری کتاب۔

Marfat.com

(۷) اردو کی تیسری کتاب (۸) اردو کی چوتھی کتاب

(۹) قصص ہند حصہ دوم (۱۰) Translation of the Arabic Entrance Course

(۱۱) جامع القواعد،،[1]

تیسری دلیل اس کتاب کا اسلوب ہے۔ آزاد کا اسلوب مشک کی طرح خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے تاریخی حالات بھی لکھے ہیں جو قصص ہند حصہ دوم کے بعض تاریخی قصوں کا عکس لطیف ہیں۔ یہ بھی ایک بڑی مستحکم شہادت ہے جو آزاد کے حق میں ہے۔ بہر حال یہ بات یقینی ہے کہ تیسری کتاب بھی آزاد ہی کی تصنیف ہے۔ اسے آزاد کی تصنیف نہ ماننا آزاد کے فن کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔

زیر نظر اشاعت میں کتابوں کے متن قدیم ترین نسخوں سے مرتب کئے گئے ہیں۔ پہلی کتاب کا متن جس نسخے پر مبنی ہے وہ ۱۸۸۳ء کا مطبوعہ ہے۔ یہ اس سلسلے کا قدیم ترین نسخہ ہے جو راقم الحروف کی نظر سے گزرا ہے۔ دوسری کتاب کا کوئی قدیم نسخہ دست یاب نہیں ہو سکا۔ اس کا متن جس نسخے پر مبنی ہے وہ مفید عام پریس، لاہور میں طبع

۱- یہ دستاویز جس پر ۹- جون ۱۸۹۲ء کی تاریخ درج ہے آغا محمد باقر صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

Marfat.com

ہوا ہے۔ اس پر تاریخ طباعت درج نہیں ہے۔ تیسری کتاب کا متن ۱۸۸۵ء کے مطبوعہ نسخے پر مبنی ہے۔ اس سے بعض دل چسپ باتوں کا پتا چلتا ہے۔ پہلی تو یہ کہ یہ اس کتاب کی تیرھویں اشاعت تھی۔ دوسرے یہ کہ اس زمانے میں اس کتاب کی قیمت دو آنے نو پائی تھی۔ قیمت کا یہ تصور آج کے عہد میں یکسر محال ہے۔ چوتھی کتاب کا متن جس نسخے پر مبنی ہے وہ ۱۸۸۷ء کا مطبوعہ اور منشی گلاب سنگھ کا شائع کردہ ہے۔ یہ چوتھی کتاب کا اٹھارواں ایڈیشن ہے جو دس ہزار نسخوں پر مشتمل تھا۔

آزاد اس لحاظ سے خوش نصیب تھے کہ ان کی کتابیں صرف اہل ملک ہی میں مقبول نہیں ہوئیں بلکہ انگریزوں نے بھی انہیں پسند کیا۔ چنانچہ یہ کتابیں فوجی افسروں کے امتحان میں مدت تک رائج رہیں۔ کرنل فلٹ نے ''اردو روزمرہ'' کے نام سے فوجی افسروں اور دوسرے انگریزوں کے لئے جو کتاب مرتب کی تھی اس کا پہلا حصہ تمام و کمال پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کتاب کے بعض اسباق پر مشتمل ہے اور تیسرے حصے میں تیسری کتاب کے تاریخی حالات کو شامل کر لیا گیا ہے۔ کرنل فلٹ نے اپنی کتاب کا ترجمہ انگریزی میں بھی کیا تھا۔ اردو والے نسخے میں اس نے جابجا الفاظ کی تشریح انگریزی

Marfat.com

میں کی ہے۔ راقم الحروف کی نگاہ سے اس کتاب کا جو نسخہ گزرا ہے وہ ۱۹۱۴ء میں کلکتے سے شائع ہوا تھا۔

آزاد کی یہ کتابیں اپنی غیر معمولی مقبولیت اور زبان زد خاص و عام ہونے کے باوجود مدت سے کم یاب تھیں۔ ترقیٔ اردو بورڈ انہیں از سر نو شائع کرکے یقیناً ایک اہم خدمت انجام دے رہا ہے۔ میں اس ضمن میں بورڈ کے صدر جناب ممتاز حسن صاحب اور معتمد جناب شان الحق صاحب حقی کا بطور خاص ممنون ہوں جن کی دل چسپی اور تعاون سے یہ نسخہ مرتب ہوکر شائع ہوا۔ آغا محمد باقر صاحب کے لطف و کرم سے میری رسائی آزاد کے مسودوں اور ان کتابوں کی قدیم اشاعتوں تک ہوئی۔ موصوف نے مجھے اس گنج گراں مایہ سے استفادے کا پورا موقع عطا کیا۔ لطف و کرم کی یہ ارزانی رسمی شکریے سے بالاتر ہے۔ جناب ڈاکٹر ابواللیث صاحب صدیقی اور جناب ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں صاحب کے مفید مشوروں کا اعتراف بھی ضروری ہے۔ شاید ان کے بغیر یہ کتاب مکمل نہ ہو پاتی۔

روشن سراج
ناظم آباد ۳۔ کراچی
۹۔ فروری ۶۳ء

اسلم فرخی

Marfat.com

Marfat.com

اعرابوں کے قاعدے

نمبر شمار	قاعدے	مثالیں
۱	مخلوط ھے دو چشمی لکھی گئی ھے -	گھر
۲	نون غنہ جو لفظ کے درمیان ھے اس پر الٹا جزم دیا ھے اور جو آخر میں ھے اس میں نقطہ نہیں دیا -	ھنسا، ھیں -
۳	یائے معروف جو لفظ کے آخر ھے وہ دائرے کی لکھی گئی ھے -	بھلی
۴	یائے معروف کے سوا باقی سب یے لمبی لکھی گئیں -	کے ، ھے ، گائے، اولے -
۵	جو واو بولی نہیں جاتی اس کے نیچے آڑی لکیر ھے-	خود ، خویش
۶	حرف مفتوح پر وھیں زبر لکھا ھے جہاں واو یا یے کے معروف اور مجہول ھونے کا شبہ پڑتا ھے -	ھمالیہ ، روپیہ - زیور ، غور- سیر-
۷	حرف مکسور کے نیچے دو جگہ کے سوا سب جگہ زیر لکھا گیا اول یائے مجہول کے ما قبل دوسرے یا یے معروف کے ما قبل جو لفظ کے آخر ھے-	دیر ، دے - دی -
۸	حرف مضموم کے بعد اگر واو مجہول نہیں ھے تو اس پر پیش لکھا گیا -	شکر
۹	واو معروف کے ماقبل پیش لکھا گیا -	دور

Marfat.com

نمبر شمار	قاعدے	مثالیں
۱۰	واو مجہول کے ما قبل پیش نہیں لکھا گیا۔	سول
۱۱	الف، واو اور ے کے سوا لفظ کے درمیان جو حرف ساکن ہے اس پر جزم لکھا گیا۔	صبر
۱	استفہام کی علامت	؟
۲	ندا ، تعجب ، حسرت ، دعا ، قسم۔ خوشی کی علامت	!
۳	تھوڑے وقفے کی علامت	-
۴	پورے وقفے کی علامت	+

ہدایت: جہاں پورا وقفہ ہے وہاں پڑھنے میں زیادہ ٹھیرنا چاہئے ، باقی جگہ کم۔

(اعرابوں کے یہ قاعدے یادگار کے طور پر شامل کئے گئے ہیں موجودہ اشاعت میں ان کی پابندی ضروری نہیں سمجھی گئی ہے

Marfat.com

تعلیم المبتدی کا سلسلہ ۔ ابتدائی مدرسوں کے واسطے

اس سلسلے میں یہ کتابیں ہوں گی: اردو کا قاعدہ ۔ اردو کی پہلی ۔ دوسری ، تیسری ۔ چوتھی ، پانچویں ۔ چھٹی ، ساتویں اور آٹھویں کتاب ۔ مساحت، حساب، صرف و نحو اور جغرافیے کے رسالے۔

اردو کی پہلی ، دوسری ، تیسری وغیرہ کتابوں میں دو باتوں کا بڑا خیال رکھا ہے۔ اول تو عبارت ایسی ہو کہ لڑکے آسانی سے پڑھنے لگیں۔ دوسرے ابتدا میں ان چیزوں کا بیان ہو جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں اور بیان اس طرح ہو جس کے پڑھنے سے ان چیزوں کے باب میں سوچنے کی عادت پڑے تاکہ جب نئی چیزیں دیکھیں تو آگے غور کرنے کا رستہ دلوں میں پیدا ہو ۔ اس طرح آہستہ آہستہ حیوانات ۔ نباتات ۔ معدنیات کا علم حاصل کریں ۔ زراعت اور دنیا کے کاروبار کی مفید مفید باتیں معلوم ہوں اور قدرتی ظہور مثلا صبح ۔ شام ، سورج ۔ چاند ، ہوا ، ابر ۔ مینہ ۔ برف وغیرہ کے حالات روشن ہوں اور لڑکے سمجھنے لگیں کہ موسم کیوں بدلتے رہتے ہیں ۔ دن اور رات کیوں گھٹتے بڑھتے ہیں ۔ بادل کیونکر بنتے ہیں ۔ مینہ کیوں برستا ہے ۔ ہوا کیوں چلتی ہے ۔ اس کے علاوہ جو ملک نہیں دیکھے ان کے حالات آسان آسان

Marfat.com

بیانوں سے بتائے ہیں - بیان کا ڈھنگ ایسا رکھا ہے جس سے لڑکوں کو راستی کی طرف توجہ ہو اور نیک اور پاکیزہ باتوں کی محبت دلوں میں بیٹھے -

ان سب کتابوں میں بہت سی تصویریں ہیں کہ آپ اپنے بیان کی حالتیں دکھاتی ہیں - یورپ کا بچہ بچہ فقط تصویر کے دیکھنے سے بہت سی باتیں سمجھ جاتا ہے اور جو لوگ سفر نہیں کرتے وہ گھر بیٹھے تصویروں ہی سے ملکوں کی اصل کیفیت معلوم کر لیتے ہیں - لیکن اکثر اہل ہنر کو تصویر کی باریکیاں سمجھنی ایسی مشکل ہیں جیسے غیر زبان کی کتابیں - ایک بیل یا گھوڑے یا کتے کا صاف صاف خاکہ کھچا ہو تو فقط اتنا پہچان لیتے ہیں کہ یہ اس جانور کی تصویر ہے لیکن اگر وہ کسی جگہ کی تصویر ہو تو اتنا نہیں بتا سکتے کہ اس میں زمین کہاں ہے ، پانی کہاں ہے ، بادل کون سا ہے ، پہاڑ کون سا ہے ، کس کس قسم کے درخت ہیں ، کیا چیز پاس ہے ، کیا دور ہے . جب یہاں بھی یورپ کی طرح بچپن ہی میں تصویروں کا رواج ہو جائے گا تو سب اسی طرح سمجھنے لگیں گے اور اس کا لطف اٹھائیں گے -

عبارت صاف اور صحیح پڑھنے کے واسطے ان باتوں کی

Marfat.com

رعایت رکھی ہے۔ ایک ایک لفظ الگ الگ لکھا ہے۔ اپنے اپنے موقع پر وقفے کی علامتیں دی ہیں۔ املا میں تمیز رکھی ہے۔ لفظوں پر کہیں کہیں اعراب دئے ہیں مگر اعرابوں کے قاعدے ایسے باندھے ہیں کہ جہاں اعراب نہیں لکھے ہیں وہاں بھی سمجھ میں آتے ہیں۔ گویا سارے حرفوں پر اعراب آگئے ہیں۔ یہ سب باتیں اردو کے قاعدے میں موجود ہیں، پر آسانی کے لئے یہاں بھی لکھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

حصۂ اول

اردو کی پہلی کتاب

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ

ماں کی محبت	۳۷
کھانا پک رہا ہے	۳۹
لڑکا مدرسے جاتا ہے	۴۱
لڑکے کھیل رہے ہیں	۴۲
پنڈت جی کی بہلی	۴۵
مولوی صاحب کا گھوڑا	۴۷
نیزہ بازی	۴۹
پہلوان کشتی لڑ رہے ہیں	۵۱
دریا میں تیراک تیر رہے ہیں	۵۳
لوگ ناؤ میں بیٹھ کر دریا سے پار اتر رہے ہیں	۵۵
سانڈنی سوار	۵۷
اونٹ لد رہا ہے	۵۹
یکے کی سواری	۶۱
بگی کا گھوڑا	۶۳
راجہ صاحب کا ہاتھی	۶۵
امیر کی سواری گاؤں میں سے جارہی ہے	۶۷
کسان ہل جوت رہا ہے	۶۹
کسان کنواں چلا رہا ہے	۷۱
درزی کپڑے سی رہا ہے	۷۳
پسنہاری آٹا پیس رہی ہے	۷۵

Marfat.com

	صفحہ
دھوبی کپڑے دھو رھا ھے	۷۷
مچھلی والے مچھلیاں پکڑتے ھیں	۷۹
بنئے کی دکان	۸۰
گھوڑے کے نعل بندھ رھے ھیں	۸۲
آرہ کش لکڑیاں چیر رھے ھیں	۸۴
جلاھا کپڑا بن رھا ھے	۸۶
کولھو چل رھا ھے	۸۸
صبح کی ھوا خوری	۹۰
سویرے اٹھنا	۹۱
سورج کے فائدے	۹۳
جھوٹ کی برائی	۹۵
سچائی	۹۷
گنبد کی آواز	۹۹
خدا کی شکر گذاری	۱۰۱
ھمدردی	۱۰۳
مری پیاری اماں	۱۰۷

Marfat.com

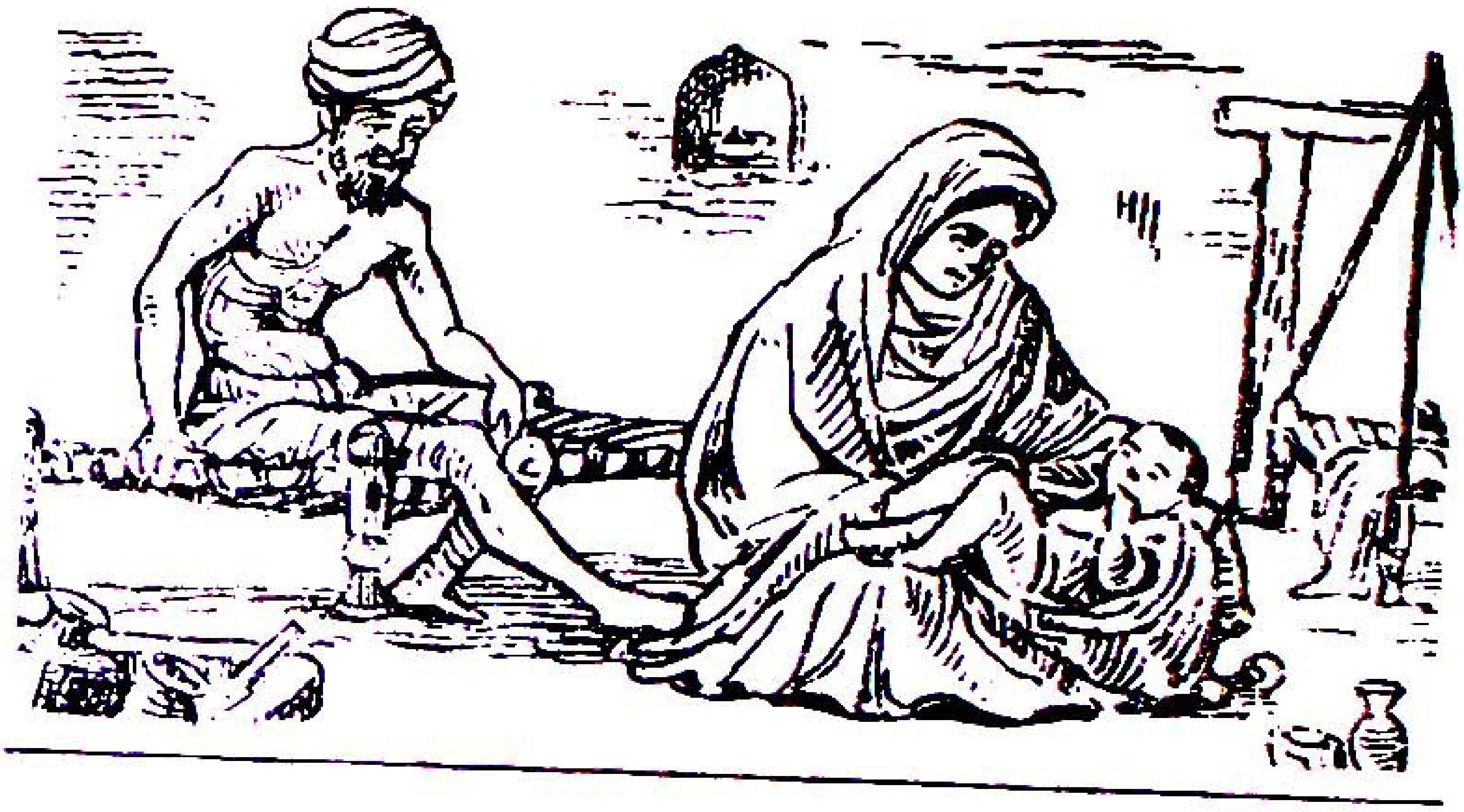

ماں کی محبّت

ماں بچے کو گود میں لئے بیٹھی ہے۔ باپ حقہ پی رہا ہے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے[1]۔ بچہ آنکھیں کھولے پڑا ہے۔ انگوٹھا چوس رہا ہے۔ ماں محبت بھری نگاہوں سے اس کے منہ کو تک رہی ہے. اور پیار سے یہ کہتی ہے. میری جان! وہ دن کب آئے گا کہ میٹھی میٹھی باتیں کرے گا! بڑا ہوگا! سہرا بندھے گا! دولہا بنے گا! دلہن بیاہ لائے گا! ہم بڈھے

۱- بعد کے نسخوں میں یہ عبارت بدل کر یوں کردی گئی۔ ''باپ دیکھ رہا ہے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے''

Marfat.com

ہوں گے ! تو کمائے گا ! آپ کھائے گا ! ہمیں کھلائے گا ! بچہ مسکراتا ہے تو ماں کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ جب ننھا سا ہونٹ نکال کر رونی صورت بناتا ہے تو یہ بے چین ہو جاتی ہے۔ سامنے پنگورا [1] لٹک رہا ہے۔ سلانا ہوتا ہے تو اس میں لٹا دیتی ہے۔ رات کو اپنے ساتھ سلاتی ہے۔ جاگ اٹھتا ہے تو جھٹ چونک پڑتی ہے۔ کچی نیند میں رونے لگتا ہے تو آدھی رات تک یہ بچاری ماںتا کی ماری لئے بیٹھی رہتی ہے۔ صبح جب بچے کی آنکھ کھلتی ہے تو آپ بھی اٹھ بیٹھتی ہے۔ دن چڑھے منہ دھلاتی ہے۔ آنکھوں میں کاجل لگاتی ہے، اور یہ کہتی ہے، کیا چاند سا مکھڑا نکل آیا ! واہ وا واہ !

۱- جھولا، پنجابی پنگھوڑا۔ (مصنف کا نوٹ)

Marfat.com

کھانا پک رہا ہے

دیکھنا! بیوی آپ بیٹھی پکا رہی ہے۔ ہر چیز کیا قرینے سے رکھی ہے۔ دھوئے دھائے برتن صندوق پر چنے ہیں۔ ایک طرف نیچے اوپر مٹی کے برتن دھرے ہیں۔ کسی میں دال ہے، کسی میں آٹا، کسی میں چاول، پھکنی[1]۔ دسپنا اور پانی کا لوٹا پاس ہے۔ آٹا گندھا رکھا ہے۔ چاول پک چکے ہیں۔ نیچے اتار کر رکھے ہیں۔ دال چولھے پر چڑھی ہے۔ نیچے آنچ ہو رہی ہے۔ آپ پاس بیٹھی ہے کہ آگ نہ بجھ

۱۔ وہ چیز جس سے پھونکیں مار مار کر آگ جلائیں
(مصنف کا نوٹ)

Marfat.com

جائے یا دال نہ جل جائے۔ اب چٹنی اتوائی ہے۔ دال دیکھ رہی ہے کہ گل گئی ہو تو نیچے اتار کر رکھے۔ کرچھے میں گھی گرم کرے، کتر کر پیاز ڈالے۔ جب لال ہو جائے تو دال بگھارے۔ پھر توا چڑھائے۔ روٹی پکائے۔ میاں جب آتا ہے تو کھانا لاکر سامنے رکھتی ہے۔ کھا چکتا ہے تو کھانا اٹھا لیتی ہے۔ کھانے پکانے سے فارغ ہوتی ہے تو کبھی سینا لے بیٹھتی ہے، کبھی چرخا کاتنے لگتی ہے۔ کیوں نہ ہو؟ بڑی سلیقے والی ہے۔ ماں بہنوں کی بدولت یہ ساری باتیں سیکھی ہیں۔ آپ ہاتھ پاؤں نہ ہلائے تو گھر کا کام کیونکر چلے؟

Marfat.com

لڑکا مدرسے جاتا ہے

دیکھنا ! کیا جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہے کیسے شوق سے چلا جاتا ہے ! کہ وقت پر پہنچ جائے۔ ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے۔ ہاتھ میں جزدان ہے۔ دل میں یہی دھیان ہے کہ کل کا سبق خوب سنائے، جو پوچھیں سب بتائے۔ لڑکوں میں نام پائے۔ استاد بھی اسے شوقین جانتا ہے۔ بڑی خوشی سے پڑھاتا ہے۔ یہ جماعت میں اول رہتا ہے۔ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر پاتا ہے۔ استاد کا بڑا ادب کرتا ہے۔ بے اجازت باہر نہیں جاتا۔ شریر لڑکے لڑتے جھگڑتے

Marfat.com

ہیں ۔ یہ ان سے الگ رہتا ہے ۔ جو بات پوچھو سچ سچ کہہ دیتا ہے ۔ انہی عادتوں سے لوگوں میں تعریفیں ہوتی ہیں ۔ ماں باپ بھی اس کی خوشی چاہتے ہیں ۔ وقت پر کھیلنے کودنے سے نہیں روکتے ۔ ہاں ! ٹھیک ہے محنت کے بعد کھیلنا بھی اچھا ہے ۔ ہاتھ پاؤں چالاک ہوتے ہیں ۔ جی خوش رہتا ہے[1] ۔ بے شک یہ لڑکا ہونہار نظر آتا ہے ۔ تھوڑی مدت میں علم حاصل کرلے گا ۔ بڑی عزت پائے گا ۔ دولت کمائے گا ۔ باپ دادا کا نام روشن کرے گا ۔

۱- بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد ''صحت اچھی رہتی ہے،، کا اضافہ ملتا ہے ۔

Marfat.com

لڑکے کھیل رہے ہیں

ایک نہ ایک وقت کھیلنا بھی ضرور چاہئیے۔ اس سے جی خوش ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کھلتے ہیں۔ بدن میں چستی آتی ہے[1]۔ دیکھنا! لڑکے مدرسے سے پڑھ کر نکلے ہیں۔ میدان میں کھیل رہے ہیں۔ کیا خوش ہیں! کیسے نچنت اور

۱۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد یہ عبارت ملتی ہے ''بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ دیکھنا لڑکے میدانوں میں درختوں کے نیچے کھیل رہے ہیں مگر درخت گھن کے نہیں کہ ان کی چھاؤں ہو۔ لڑکوں کے چہرے کیسے بشاش ہیں۔ کیا نچنت اور بے فکر معلوم ہوتے ہیں۔ ماں باپ . . .''

Marfat.com

بے فکر ہیں ۔ ان کے چہرے کیا تر و تازہ ہیں ! ماں باپ کے پیارے ہیں ۔ گھر کے لاڈلے ہیں ۔ اچھلتے ہیں ۔ کودتے ہیں ۔ دوڑتے ہیں ۔ گیند بلا کھیلتے ہیں ۔ اسے دیکھو ! زمین پر پاؤں نہیں ٹکاتا ۔ وہ لڑکا بڑا چالاک ہے ۔ یہ تو بھدا[۱] ہے ۔ خوب دوڑ نہیں سکتا ۔ پھر بھی دوڑتا پھرتا ہے ۔ اے لو ! وہ گر پڑا ۔ کیا ہوا ۔ پھر اٹھ کر دوڑنے لگے گا ۔ لڑکپن عجب نعمت ہے ۔ اچھا میاں ! کھیلو ، کودو ، اچھلو ، دوڑو مگر سارے دن کھیل ہی کے دھیان میں نہ رہو ۔ جو لڑکے دن بھر کھیل کے دھیان میں رہتے ہیں ، جب استاد کے سامنے سبق سنانے آتے ہیں تو منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں ۔ استاد خفا ہوتا ہے ۔ ماں باپ پیار نہیں کرتے ۔ علم بڑی دولت ہے ۔ اس سے بے نصیب رہتے ہیں ۔

۱۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد یہ عبارت ملتی ہے ''دبلا پتلا اور کمزور ہے ۔ پھر بھی دوڑتا پھرتا ہے ۔ اے لو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ''

Marfat.com

پنڈت جی کی بہلی

کیا ہلکی بنی ہے! کتنی خوب صورت ہے! رنگ بھی اچھا بھرا ہے۔ کسی کاریگر نے بنائی ہے۔ اجلا بچھونا ہے۔ سفید پردے ہیں[1]۔ ایک طرف کا پردہ چھوڑ رکھا ہے کہ دھوپ نہ آئے۔ دوسرا الٹ دیا ہے[2] کہ ہوا لگتی جائے۔ بیل بھی اچھے ہیں۔ ناگوری معلوم ہوتے ہیں۔ سینگوں پر سنگوٹیاں چڑھی ہیں۔ گلے میں گھنگھرو پڑے ہیں۔ بیچ میں پنڈت جی مہاراج بیٹھے ہیں[3]۔ ایک لڑکا بہلی کے پیچھے کھڑا ہے۔ پنڈت جی نے بہلی روک دی۔ مڑ کر اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ دیکھنا۔ کتا کیسا لپک کر آیا ہے! بیلوں پر بھونکتا ہے مگر یہ بے کھٹکے کھڑے ہیں۔ ذرا نہیں

۱۔ ن ''سرخ نہاروے کا پردہ ہے''
۲۔ ن ''دوسری طرف سے الٹ دیا ہے''
۳۔ ن '' شاگردوں کو پڑھانے مدرسے جا رہے ہیں۔

بہلی درختوں کے نیچے نیچے چلی جاتی ہے مگر درخت کچھ گھن کے نہیں۔ سایہ اچھا نہیں پڑتا۔ سڑک اچھی ہے۔ بہلی بے تکان جا رہی ہے۔ ہچکولے نہیں لگتے...

Marfat.com

جھجکتے - پہلے اس ملک کے امیر رتھوں میں سوار ہوتے تھے ، اور آدمی[1] بہلیوں میں بیٹھتے تھے - یہ اگلے وقتوں کی سواریاں ہیں - سہج سہج چلتی ہیں - ھچکولے بھی لگتے ہیں - جب سے بگی اور ریل[2] کا یہاں رواج ہوا ان کی وہ قدر نہ رہی[3] - اب تو بنئے سہاجنوں کے پاس دیکھی جاتی ہیں یا براتوں میں کام آتی ہیں -

۱- ن ''لوگ،، ۲- ''ٹمٹم تانگے فٹن اور موٹر،،
۳- ''ان کو کوئی نہیں پوچھتا،،

Marfat.com

مولوی صاحب کا گھوڑا

مولوی صاحب گھوڑے پر سوار ہیں۔ مدرسے جاتے ہیں۔ دو تین شاگرد ساتھ ہیں۔ ایک کے ہاتھ میں کتاب ہے۔ ایک کی بغل میں جزدان ہے[1]۔ ایک نے سامنے سے آکر سلام

۱۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد عبارت یوں ہے۔ "ایک برابر آکر کچھ پوچھ رہا ہے۔ مولوی صاحب نے گھوڑا روک لیا ہے۔ اسے بتا رہے ہیں۔ دوسرا پیچھے کھڑا ہے کہ یہ ہٹے تو پھر میں پوچھوں۔ ایک نے سامنے سے آکر سلام کیا ہے۔ یہ لڑکے بڑے شوقین ہیں۔ مولوی صاحب کے گھر جاکر بھی پڑھتے ہیں۔ راستے میں بھی پوچھتے جاتے ہیں۔

Marfat.com

کیا ہے ۔ مولوی صاحب نے گھوڑا روک لیا ۔ شاید کچھ اس سے باتیں کریں گے ۔ یہ لڑکے بڑے شوقین ہیں ۔ ایک کچھ پوچھ رہا ہے ۔ دوسرا برابر لگا ہے کہ یہ کب ہٹے اور میرا وار آئے ۔ مولوی صاحب بھی دل سے چاہتے ہیں کہ ان کو کچھ آ جائے ۔ گھر پر بھی پڑھاتے ہیں ۔ رستے میں بھی بتاتے ہیں ۔ مدرسے کا بھی خیال ہے کہ وقت پر پہنچ جائیں ۔ وہاں بہت سے شاگرد بیٹھے راہ دیکھ رہے ہوں گے ۔ مولوی صاحب بڑے لئیق اور محنتی ہیں ۔ ہمیشہ ان کی جماعت کے لڑکے امتحان میں پاس ہوتے ہیں ۔ سنو میاں لڑکو ! علم بڑی دولت ہے ۔ جہاں تک ہوسکے حاصل کئے جاؤ ۔ اٹھتے ، بیٹھتے ، چلتے ، پھرتے ، گھر ہو یا مکتب[1] ہو وقت کو ضائع نہ ہونے دو ۔ پڑھنے لکھنے کی یہی عمر ہے ۔ پھر ایسی بے فکری کہاں ؟ بڑے ہوگے تو دنیا کے دھندوں میں پھنس جاؤ گے ۔ اس وقت نہ پڑھا تو عمر بھر پچھتاؤ گے ۔

صفحہ ۴۷ کا بقیہ

مولوی صاحب بھی دل سے چاہتے ہیں کہ ان کو کچھ آ جائے ۔ کبھی پڑھانے اور سمجھانے میں دریغ نہیں کرتے ۔ گھر ہو یا باہر ہو ۔

۱ ۔ ن " مدرسہ "

نیزہ بازی

یہاں کیا ہو رہا ہے؟ اتنی خلقت کیوں جمع ہے؟ آہا! نیزہ بازی کے سامان ہیں۔ جبھی لوگ قطار باندھے کھڑے[1] ہیں۔ آؤ! تماشا دیکھیں۔ بھائی قطار سے آگے نہ بڑھنا۔ ایسا نہ ہو گھوڑے کی جھپٹ میں آجاؤ۔ دیکھنا! وہ سوار نیزہ تانے گھوڑا اڑائے چلا آتا ہے۔ کیسا سرپٹ دوڑایا ہے! سوار بھی پورا سوار ہے۔ کیا جما بیٹھا ہے! ذرا نہیں ہلتا۔ گھوڑا بھی نہایت تیز ہے۔ کیا تیر سا چلا آتا ہے۔ دیکھو! اب میخ کے قریب آیا۔ کس طرح لپکا ہے! گویا پیٹ زمین سے لگ گیا۔ اب سوار ایسا تاک کر نیزہ لگائے گا کہ میخ صاف اکھیڑ لے جائے گا۔ سب میں واہ وا کا غل مچ جائے گا[2]۔ گاڑی کے سامنے وردی پہنے ایک صاحب کھڑے ہیں۔ یہ رسالے کے افسر ہیں۔ ان کے ہاتھ میں کتاب ہے۔ نام لکھ رہے ہیں۔ جو سوار جیتیں گے، انہیں انعام ملے گا۔ نیزہ بازی سپاہ گری

۱۔ ن ''بیٹھے ہیں۔ بعضے ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔ آؤ ہم بھی تماشا دیکھیں''

۲۔ ن ''میخ سے تھوڑی ہی دور ایک افسر کھڑا ہے کہ دیکھے کون کون سا سوار میخ اکھیڑ لے جاتا ہے۔ جو سوار میخ اکھیڑ لے جائیں گے انہیں انعام ملے گا''

Marfat.com

کا ایک فن ہے ۔ اس میں دونوں باتیں ہیں ، کھیل کا کھیل ، ورزش کی ورزش ۔ یہ کرتب رسالوں میں اکثر ہوا کرتا ہے [۱] ۔ کیوں نہ ہو انہی باتوں سے سپاہیوں کی چستی چالاکی بڑھتی ہے اور وقت پر کام آتی ہے ۔

۱۔ بعد کے نسخوں میں "اس سے سپاہیوں کی صحت اچھی رہتی ہے اور وقت پر کام آتی ہے"

Marfat.com

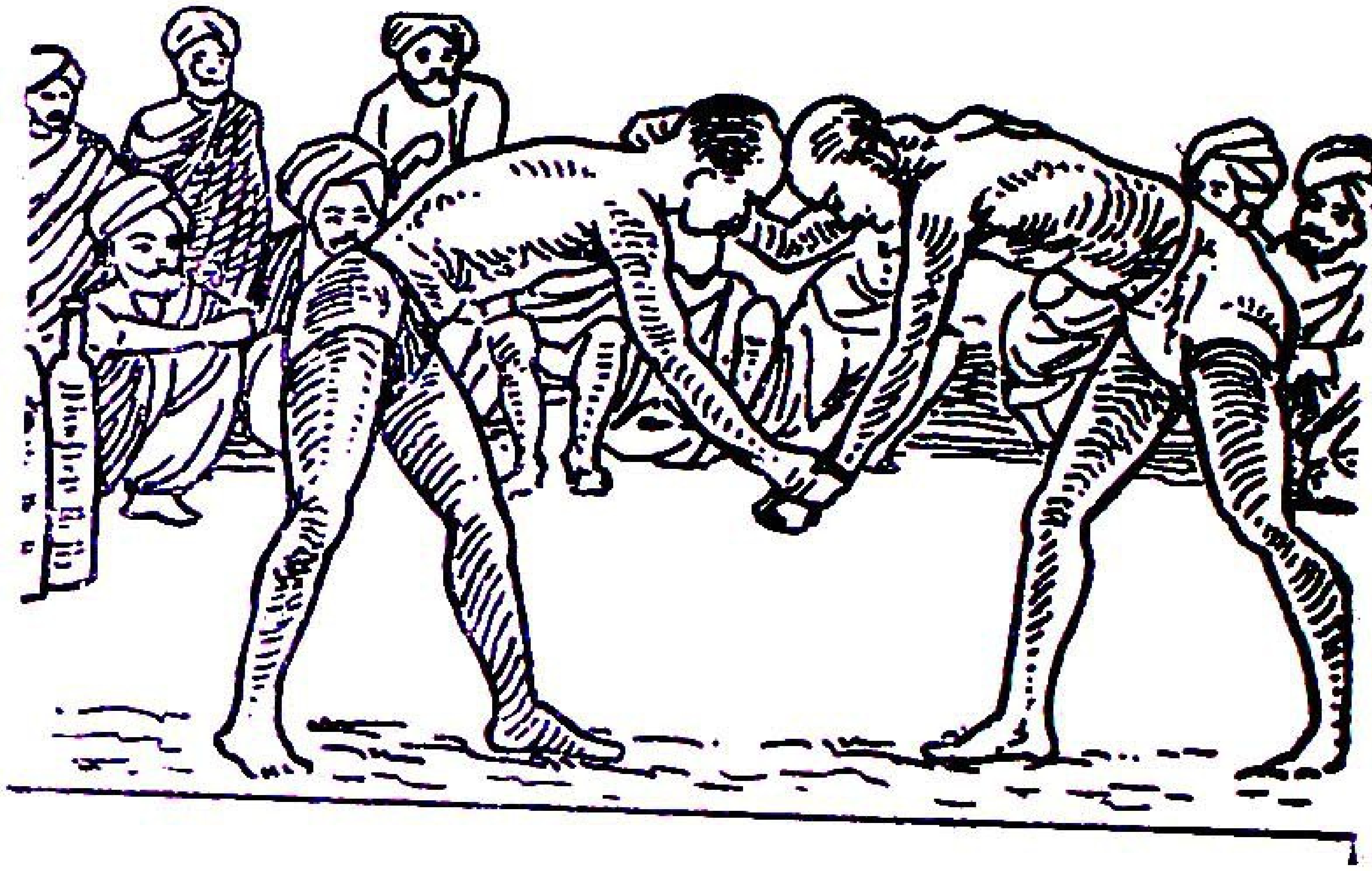

پہلوان کشتی لڑ رہے ہیں

اکھاڑے کے آس پاس تماشا دیکھنے والے جمع ہیں۔ مگدروں کی جوڑی رکھی ہے۔ وہ دو پہلوان اترے۔ کپڑے اتار ڈالے۔ لنگر لنگوٹے کس لئے۔ کیا ڈیل ڈول ہیں! گویا سانچے میں ڈھلے ہیں۔ کیا بدن ہیں کہ شیشے کی طرح چمک رہے ہیں۔ ورزش عجب چیز ہے۔ آدمی تندرست رہتا ہے۔ بدن خوبصورت نکل آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤ ہضم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں پھرتی آتی ہے۔ جی میں امنگ پیدا ہوتی ہے۔ خواہ مخواہ زور کرنے کو دل

Marfat.com

چاھتا ھے۔ لو! وہ دونو خم[۱] ٹھوک کر سامنے آئے۔ وہ ھاتھ سلائے۔ کبھی وہ دھکیل کر ھٹاتا ھے، کبھی یہ ریل کر لے جاتا ھے۔ ھر ایک اسی داؤں میں ھے کہ موقع بنے تو ایسا پیچ کرے کہ دوسرا چاروں شانے چت گرے۔ کشتی صاف ھوئی اور کچھ جھگڑا نہ رھا تو لوگ تالیاں بجائیں گے۔ واہ وا کا شور مچائیں گے۔ جو میاں پچھاڑیں گے وہ پھولے نہ سمائیں گے۔ جو پچھڑیں گے وہ شرم کے مارے سر نہ اٹھائیں گے۔

۱۔ تھاپی مار کر، پنجابی (مصنف کا نوٹ)

Marfat.com

دریا میں تیراک تیر رہے ہیں

آؤ! دریا کی سیر کریں۔ اوہو! کیا چڑھا ہوا ہے۔ تیراکوں کی بن آئی ہے۔ کسی[1] نے مشک پھلائی ہے۔ چھاتی تلے دبائی ہے۔ بہاؤ پر چلا جاتا ہے۔ کوئی تونبوں کے سہارے تیر رہا ہے[2]۔ مگر تیراک وہی ہے جس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، اپنے ہاتھ پاؤں کے بل پر تیرتا ہے۔ تیرنا بہت اچھا ہنر ہے۔ کبھی ناؤ نہیں ملتی۔ تیراک چار ہاتھ مارتا ہے، اور پار جا کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی ناؤ ڈوب جاتی ہے،

۱۔ بعد کے نسخوں میں ''ایک نے'' ۲۔ ن: ''اور تونبوں کے سہارے تیر رہے ہیں۔ تین یوں ہی تیر رہے ہیں۔ تیراک یہی ہیں کہ انہیں سہارے کی ضرورت نہیں۔ ایک آدمی کنارے پر بیٹھا ہے۔ اس کے تونبے پیچھے رکھے ہیں۔ دو آدمی کھڑے ہیں۔ ایک نے کپڑے اتار لئے ہیں۔ اب دریا میں کود پڑے گا۔ دوسرا ابھی آیا ہے۔ تونبے پیٹھ پر لٹک رہے ہیں۔ دریا کے پار کیسی خوب صورت بارہ دری بنی ہوئی ہے۔ اس کے گرد درختوں کی کیابہار ہے۔ دیکھنا بارہ دری اور درختوں کا عکس دریا میں پڑ رہا ہے۔ کیا بہار دے رہا ہے تیرنا بہت اچھا ہنر ہے۔''

Marfat.com

تو بڑی مصیبت آتی ہے۔ جو تیرنا نہیں جانتے[1] ان کی جانیں جاتی ہیں۔ تیراک تیر کر آپ[2] نکل جاتے ہیں ۔ اور بھی ایک دو کو بچا لاتے ہیں ۔ یہ[3] بھی ایک قسم کی ورزش ہے ۔ اس سے کھانا پچتا ہے ۔ بدن ہلکا رہتا ہے ۔ آؤ ! ہم تم دونو تیریں ۔ دیکھیں دور تک کون تیرتا ہے ؟ بڑے بڑے غوطے کون لگاتا ہے[4]؟ بھائی ! گھاٹ کے آس پاس تیرنا اچھا ہے ۔ اور ایسا تیرنا کچھ نہیں کہ پانی کی مچھلی بن جائے ۔ پہروں پانی میں پڑا رہے ۔ کوسوں بہتا پھرے ۔ دم ٹوٹ جائے تو غوطے کھائے ۔ بھنور میں آجائے تو ڈوب جائے ۔

۱۔ ن ''وہ ڈوب جاتے ہیں،،

۲۔ ن ''بھی،، ۳۔ ن یہاں سے ۴ تک کی عبارت شامل نہیں ہے ۔

Marfat.com

لوگ ناؤ میں بیٹھ کر دریا سے پار اُتر رہے ہیں

آج دریا چڑھاؤ پر ہے۔ کہیں زور کا مینہ برسا ہے۔ کتنا بڑا پاٹ ہو گیا ہے! اب لوگ ناؤ بغیر نہ ادھر آسکتے ہیں نہ ادھر جاسکتے ہیں۔ دیکھو! ناؤ ادھر کے کنارے سے چلی۔ ملاح بلیوں سے کھیتے[۱] جاتے ہیں۔ کیسی کھچا کھچ بھری ہوئی ہے! مرد ہیں، عورتیں ہیں، بچے ہیں۔ ایک بہلی بھی

۱۔ دھکی، پنجابی۔ (مصنف کا نوٹ)

Marfat.com

ہے ، اور بیل بھی ہیں ۔ اب دریا کے بیچ میں ناؤ آگئی۔ ایلو ! ایکا ایکی ناؤ والے چیخنے لگے ۔ کیا ہوا ؟ کہیں ناؤ ڈوبتی تو نہیں ؟ نہیں ۔ جب ناؤ بیچ میں پہنچتی ہے تو پانی کا زور بہت ہوتا ہے ۔ ملاح خوب زور لگاتے ہیں ۔ غل مچاتے ہیں ، اور لوگ بھی ان کے ساتھ چلاتے ہیں ۔ لو اب ناؤ گہرے پانی سے نکل گئی ۔ تھوڑی دیر میں کنارے پر جا لگے گی ۔ لوگ پھر گھبرائیں گے ۔ ہر ایک یہی چاہے گا کہ میں سب سے پہلے اتروں مگر جلدی نہیں چاہئے ۔ ناؤ میں چڑھئے سب سے پہلے ۔ اترئے سب سے پیچھے ۔ تم تیرنا بھی جانتے ہو؟ ہاں ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ ناؤ ڈوبنے لگی ۔ ہم چار آدمی تیراک تھے ۔ تیر کر نکل آئے ۔ بلکہ دو اور آدمیوں کو اپنے ساتھ بچا لائے ۔

Marfat.com

سانڈنی سوار [1]

دیکھنا! سانڈنی سوار جاتا ہے[2] - کیا عمدہ سانڈنی ہے[3]! کیسی بے تکان جا رہی ہے! گردن تو دیکھو کیسی پیچھے کو جھکی ہوئی ہے! واہ وا! جیسے مور ناچتا چلا جاتا ہے - سانڈنی کی کیا بات ہے! ریت کے جنگلوں میں نہ یکا چل سکتا ہے نہ گاڑی - گھوڑے ٹٹو بھی جی چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، اور گھٹنوں نہیں اٹھتے - وہاں چلنا اسی کا کام ہے - پھر چلنے والی بھی ایسی کہ اچھی سانڈنی ہو تو پچاس پچاس کوس کا دھاوا کرتی ہے[4] - یہ سانڈنی[5] سوار کہاں جاتا ہے[6]؟

۱- ن ''شترسوار''

۲- ن ''شتر سوار جا رہا ہے''

۳- ن ''کیسا تیار اونٹ ہے - کیسی موٹی گردن ہے - منہ کے نیچے بڑے بڑے بال ایسے لٹکتے ہیں جیسے داڑھی ہوتی ہے - اونٹ کی کیا بات ہے - ریت کے جنگلوں میں'' . . .

۴- ن ''پھر چلنے والا بھی ایسا کہ اچھا اونٹ ہو تو تیس تیس کوس کا دھاوا کرتا ہے''

۵- ن '' شتر''

۶- ن '' اور پرے کی طرف یہ کالی دیوار سی کیا ہے - شتر سوار سفر کرتا ہوا جنگل میں جا رہا ہے اور پرے کی طرف یہ کالا کالا پہاڑ ہے جہاں نہ ریل ہے نہ ڈاک - ''

Marfat.com

کوئی ضروری چیز لے چلا ہوگا۔ جہاں نہ ریل ہے نہ ڈاک ریتلی زمین اور خراب رستے ہیں وہاں ہمیشہ سے سانڈنی[۱] سوار ہی خط پتر لے کر اکثر جایا کرتے ہیں۔ سہاجنوں کی ہنڈیاں ہزاروں روپے، سیکڑوں اشرفیاں، بھاری بھاری زیور اور جواہرات لے جاتے ہیں اور جوں کے توں پہنچا دیتے ہیں۔ اکثر راتوں کو چلتے ہیں۔ دھوپ سے بچاؤ رہتا ہے۔ اندھیرے اندھیرے نکل جاتے ہیں اور ٹھنڈے ٹھنڈے منزل پر جا پہنچتے ہیں۔

۱۔ ن ''شتر''

Marfat.com

اُونٹ لد رہا ہے

اناج کی بوریاں نیچے دھری ہیں - اب اونٹ[1] پر لادیں گے - جب لادتے ہیں تو بچارا[2] منہ پھاڑ پھاڑ کر چلاتا ہے - کبھی گردن اٹھاتا ہے ، کبھی جھکاتا ہے - شاید فریاد کرتا ہے کہ ظالم ساربان ہمیں ناحق ستاتا ہے - یہ بھاگ کیوں

۱- ن ''ان،،
۲- ن ''بچارے منہ پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں - کبھی گردن اٹھاتے ہیں - کبھی جھکاتے ہیں - فریاد کرتے ہیں کہ ظالم ساربان ہمیں ستاتا ہے یہ بھاگ کیوں نہیں جاتے؟ بھاگیں کیونکر؟ گھٹنے بندھے ہیں - ''

Marfat.com

نہیں جاتا؟ بھاگے کیوں کر گھٹنا[۱] بندھا ہے۔ بعض اونٹوں پر اسباب نہیں لادتے، کجاوے باندھتے ہیں۔ ان میں دونوں طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ بڑا آرام پاتے ہیں۔ چاہیں لیٹیں، چاہیں سوئیں۔ اونٹ گردن ہلاتا سیدھا چلا جاتا ہے۔ قطار میں اونٹنیاں بھی ہوتی ہیں۔ اور ان کے بچے بھی۔ بچہ ماں کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے۔ وہ بھی مڑ مڑ کر محبت کی نگاہوں سے دیکھتی جاتی ہے۔ ذرا پیچھے رہ جاتا ہے تو بے چین ہو جاتی ہے۔ کیا کرے؟ بے بس ہے۔ ٹھیر نہیں سکتی۔ قطار میں نکیل بندھی ہے۔ ریت کے[۲] ملکوں میں اونٹ بڑا کام دیتا ہے۔ ایک تو ریت میں خوب چلتا ہے، دوسرے وہاں پانی بہت کم ملتا ہے۔ یہی بچارا ہے کہ بن پانی کئی کئی دن گزار دیتا ہے۔

۱۔ گوڈے۔ پنجابی۔ (مصنف کا نوٹ)

۲۔ ریتیلے۔ (مصنف کا نوٹ)

Marfat.com

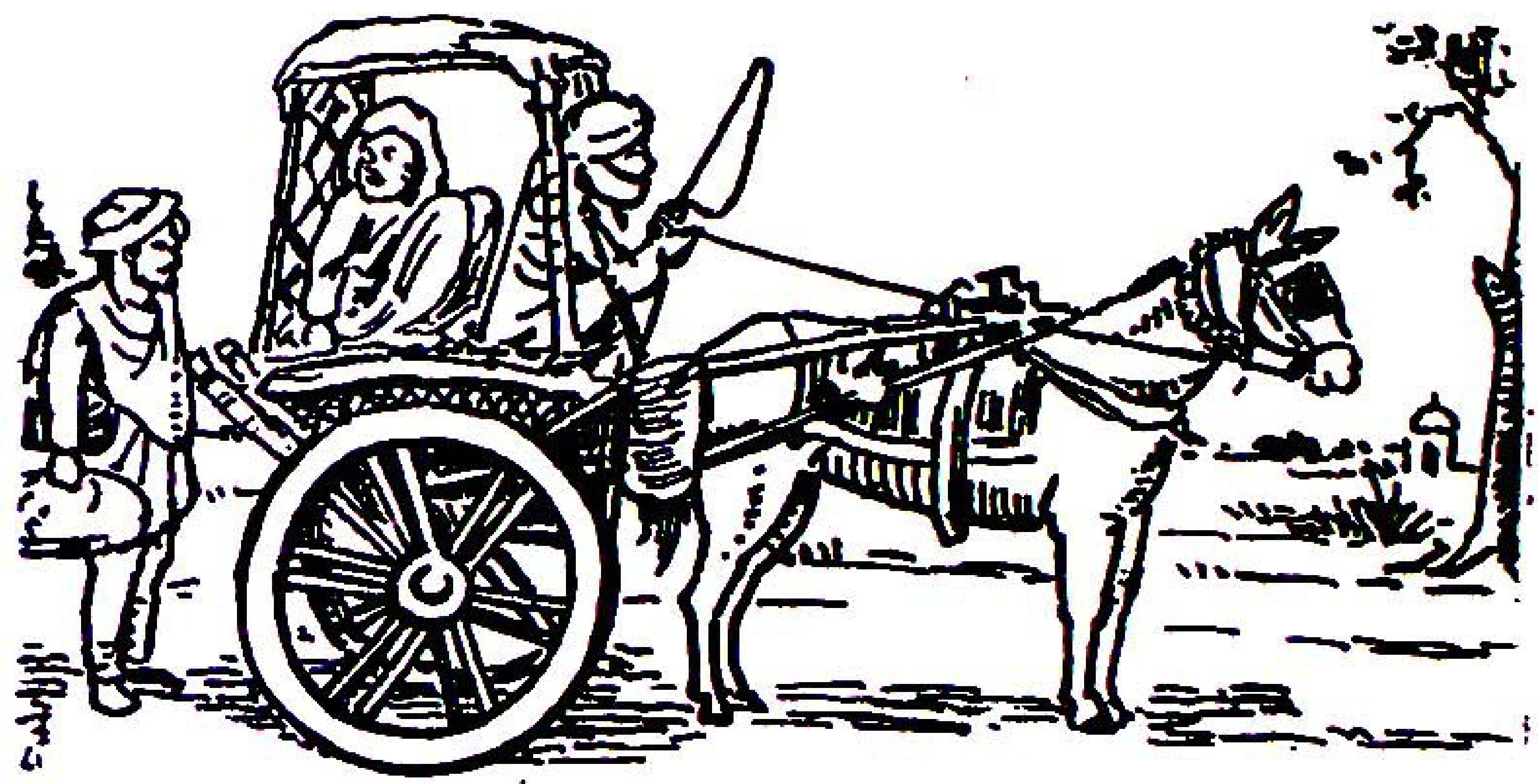

یکّے کی سواری

یکا سرائے[1] سے چلا ہے۔ ایک آدمی بیٹھ گیا۔ دوسرا اور آیا ہے۔ ایک گٹھڑی بغل میں ہے، دوسری ہاتھ میں۔ یکے والے نے گھوڑا روک لیا ہے۔ اب اسے بٹھا کر چل دے گا۔ رستے میں ایک دو آدمی اور ملیں گے تو انہیں بھی بٹھالے گا۔ میاں یکے والے! اس تھیلے میں کیا ہے؟ حقہ اور چلم ہے۔ مسافروں کی جوتیاں کہاں رکھتے ہو؟ وہ بھی اسی میں رکھ لیتا ہوں۔ یہ سواریاں کہاں لے جاؤ گے؟ میاں میر[2]۔ کتنی

۱۔ ن ''گاؤں'' ۲۔ ''لاہور''

Marfat.com

دور ہے؟ چار کوس[1] - ایک سواری کا کیا لیتے ہو؟ ایک آنہ[2] - روز کیا مل جاتا ہے؟ دس بارہ آنے[3] - گھوڑے کا خرچ کیا ہے[4] ؟ پان چھ آنے روز - دو ڈھائی آنے کی گھاس ، دو آنے کا دانہ ، دو ڈیڑھ آنے کی نہاری - یہ گھوڑا کتنے کو لیا ہے ؟ چالیس روپے کو - کیسا چلتا ہے ؟ خاصا جاتا ہے - پکی سڑک ہو تو دو پہر میں منزل پر پہنچا دیتا ہے - اس کے گلے میں گھنگرو کیوں باندھے ہیں ؟ خوب‌صورتی کے لئے - اور ان کی آواز بھی بھلی معلوم ہوتی ہے - پنجاب میں یکے کا رواج زیادہ ہے - یا بہلی کا؟ یکے کا - صاحب! غریبوں کے واسطے یہ سواری خاصی ہے، پر یہ ضرور ہے کہ ہچکولے بہت لگتے ہیں -

---

۱- ن ''کوئی تین میل،،

۲- ن ''ایک آنہ،، ۳- ن ''کوئی دو روپے،،

۴- ن ''صاحب کیا پوچھتے ہو کال پڑ رہا ہے - کل چیزیں مہنگی ہیں - گاؤں میں رہتا ہوں - پھر بھی آٹھ آنے کا دانہ چار آنے کی گھاس چھ آنے میں نہاری اور مصالح (کذا) روپیہ یا چودہ آنے مجھے بچ جاتے ہیں جس میں بڑی مشکل سے بال بچوں کا گزارہ ہوتا ہے - گھوڑے کے گلے میں گھنگرو کیوں باندھے ہیں ؟ اس لئے کہ ان کی آواز سن کر آگے جانے والے لوگ دائیں بائیں ہو جائیں - جب سے ٹمٹمیں تانگے کثرت سے جاری ہوگئے ہیں یکوں کو کوئی نہیں پوچھتا - لیکن غریبوں کے لئے یہ سواری خاصی ہے - ہاں ہچکولے بہت لگتے ہیں - ،،

Marfat.com

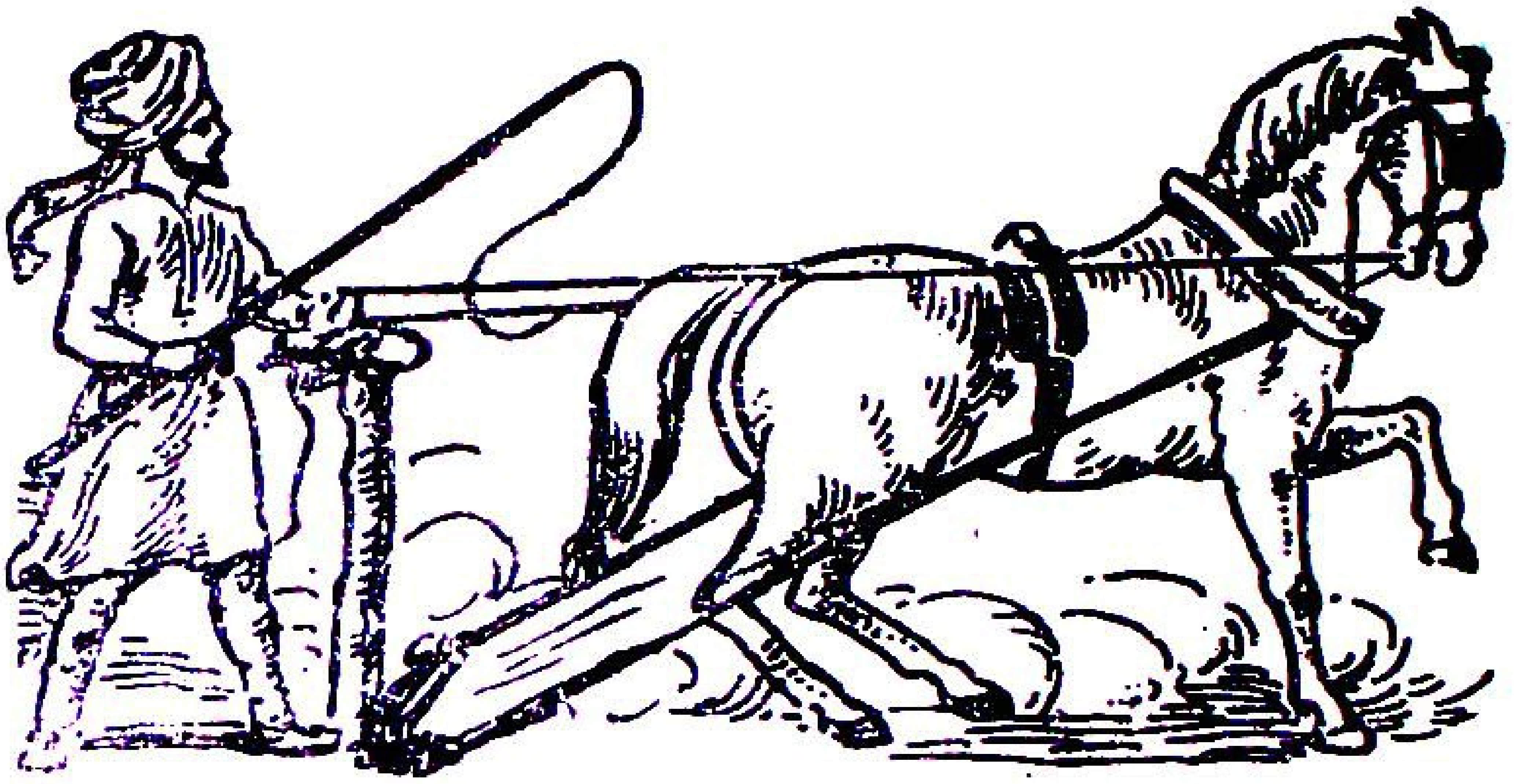

بگّی کا گھوڑا

بگی کے واسطے گھوڑا سدھایا[1] جاتا ہے۔ جب صاف ہوجائے گا۔ تو بگی میں جوتا جائے گا۔ پہلے کوچوان اسے میدان میں لے گیا تھا۔ لمبی سی رسی لگام میں باندھی تھی، اور چکر دینا شروع کیا تھا۔ اب دھیما ہوگیا ہے۔ گھسے میں لگایا ہے۔ گھسا لکڑی کا ہے جس پر کوچوان کھڑا ہے۔ جوت کے رسے بھی اسی سے بندھے ہیں۔ جب گھوڑے کو پہلے روز جوتا تو بہت اچھلا کودا اور گھبرایا کہ یہ

۱۔ سکھایا (مصنف کا نوٹ)

Marfat.com

کیا بلا گلے بندھی۔ مگر کوچوان استاد ہے، تھپک کر، چمکار کر، پیار سے دلاسے سے پرچا ہی لیا۔ ساری وحشت جاتی رہی۔ دیکھو! اب خاصا کام دے رہا ہے۔ باگ کے اشارے پر چلتا ہے۔ کیسا اچھا قدم اٹھاتا ہے! کیا خوب دوڑتا ہے۔ ہاں جب کبھی شرارت کرتا ہے تو چابک بھی کھاتا ہے۔ پڑھانے والے استاد بھی جب بچوں کو پڑھانے پر لگاتے ہیں تو اسی طرح محبت اور نرمی سے پیش آتے ہیں۔ چند روز دلاسے سے بتایا۔ آہستہ آہستہ بچہ چل نکلا۔ اچھے لڑکے یونہی لکھنے پڑھنے لگتے ہیں، اور جو جی چراتے ہیں وہ سزا پاتے ہیں۔

Marfat.com

راجہ صاحب کا ہاتھی

ذرا سننا ! گھنٹوں کی آواز آتی ہے۔ شاید کوئی ھاتھی آرھا ہے۔ چلو تماشا دیکھیں۔ اے لو! وہ آیا۔ کیا جھومتا جھامتا چلا آتا ہے ! اوھو ! کتنا بڑا ھاتھی ہے ! کیا لمبے لمبے دانت ھیں! اور ان پر سنہری چوڑیاں کیا بہار دیتی ھیں ! مستک پر کلغی لگی ہے[1]۔ گلے میں چاندی کی ھیکل پڑی ہے۔ دونوں طرف گھنٹے لٹک رہے ھیں۔ انھی سے[2] ٹن ٹن کی آواز نکلتی تھی۔ واہ ! کیا جھم جھماتی جھول ہے ! سنہری کام دھوپ میں کیسا جگمگ جگمگ کر رھا ہے ! اوپر چاندی کا ھودہ کسا ھوا ہے[3]۔ راجہ صاحب اسی میں بیٹھتے ھیں۔ یہ تو بڑا اونچا ہے ! کیوں کر چڑھتے ھوں گے؟ پہلو میں سیڑھی

۱۔ بعد کے نسخوں سے یہ جملہ ''مستک پر کلغی لگی ہے،، خارج کردیا گیا ہے۔

۲۔ ،، ،، میں ''ان میں سے،،

۳۔ بعد کے نسخوں سے یہ جملہ ''لو وہ تو راجہ صاحب کے محل کے دروازے پر آکر کھڑا ھوگیا،، خارج کردیا گیا ہے۔

Marfat.com

لٹکتی رہتی ہے۔ سہاوت ہاتھی کو بٹھا دیتا ہے۔ چرکٹا سیڑھی لگا دیتا ہے۔ راجہ صاحب اس پر سے چڑھ جاتے ہیں۔ ہاتھی اپنے سہاوت کا کہنا بہت مانتا ہے۔ اشارے پر کام کرتا ہے۔ اٹھتا ہے، بیٹھتا ہے، چلتا ہے، تھم جاتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے، تو سونڈ ماتھے پر رکھ کر راجہ صاحب کو سلام بھی کرتا ہے۔

Marfat.com

امیر کی سواری گاؤں میں سے جا رہی ہے

سردار صاحب گھوڑے پر سوار ہیں - پیچھے کئی خدمت گار ہیں - ایک چھتر کھول رہا ہے۔ دونوں طرف سائیس چوری لئے زین پوش پکڑے دوڑے آتے ہیں - ایک سپاہی ڈھال تلوار لگائے ہاتھ میں بلم لئے چلا آتا ہے۔ اردلی[1] میں کئی سوار ہیں - ہاتھوں میں جھنڈیاں ہیں - سارے نوکر اجلے ہیں - گھوڑے بھی خوب تیار ہیں - گاؤں کے لوگ تماشا دیکھنے نکل آئے ہیں - کچھ رستے میں کھڑے ہیں - کچھ دیوار پر سے دیکھ رہے ہیں - ایک پوچھتا ہے۔ ''یہ کون ہیں؟،،

۱- بعد کے نسخوں میں ''اردل،،

Marfat.com

دوسرا کہتا ہے۔ ''بڑے سردار ہیں ، ان کے دادا نے وہ قلعہ بنایا تھا، باپ نے وہ گاؤں بسایا تھا، انہوں نے بھی گاؤں بسائے ہیں، باغ لگائے ہیں، مدرسے بنائے ہیں، سرکار میں ان کی بڑی عزت ہے، صاحب لوگ ان کی بہت خاطر کرتے ہیں، یہ ان کے ہاں جاتے ہیں، وہ ان کے ہاں آتے ہیں، لین دین کے کھرے ہیں، مہینے کے مہینے تنخواہ بانٹتے ہیں، نوکروں کو انعام بھی دیتے ہیں، خیرات بھی بہت کرتے ہیں۔ غرض سیکڑوں آدمی ان کی بدولت پلتے ہیں۔ کیوں نہ ہو؟ خاندانی امیر ہیں،،۔

Marfat.com

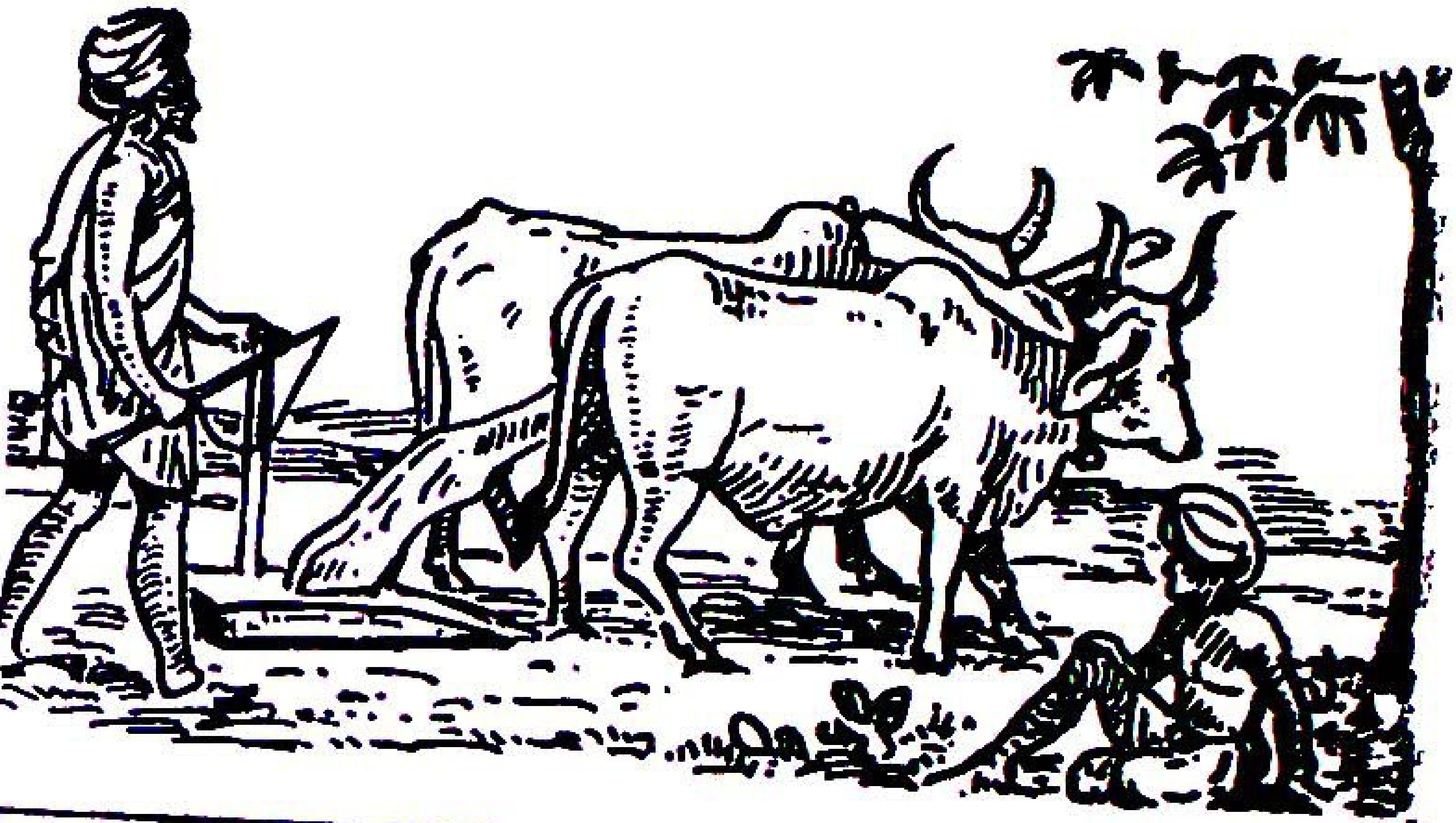

کِسان ہل جوت رہا ہے

دیکھو! بائیں ہاتھ سے ہتی دبا رکھی ہے۔ دائیں ہاتھ میں سانٹا ہے[1]۔ سامنے درخت کے نیچے حقہ اور پانی کا گھڑا رکھا ہے۔ وہیں ایک لڑکا بیٹھا ہے۔ کسان بچارا کچھ رات سے اٹھا ہے۔ ہل اور بیلوں کو لے کر سویرے سویرے

۱۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد یہ اضافہ ہے:
"بیل ہل کو گھسیٹے لئے جاتے ہیں۔ اس سے زمین کھدتی جاتی ہے۔ سامنے درخت کے نیچے پانی کا گھڑا رکھا ہے۔ وہیں ایک لڑکا بیٹھا ہے"۔ کسان بچارا ....

Marfat.com

کھیت پر آن پہنچا ہے۔ جب سورج سر پر آتا ہے[۱] - تو گھر والی روٹی لاتی ہے - یہ هل کھول دیتا ہے - بیلوں کو چارا ڈالتا ہے - آپ ہاتھ منہ دھو کر ٹھنڈا ہوتا ہے - روٹی کھاتا ہے - حقہ پیتا ہے - بیلوں کو پانی پلاتا ہے - لیٹ کر تھوڑی دیر آرام لیتا ہے - گھر والی ساگ پات لے کر چلی جاتی ہے - کام زیادہ ہوتا ہے تو بچارا اسی دھندے میں دن گزار دیتا ہے، نہیں تو اور کام کاج کرتا ہے - جب سورج ڈوبنے لگتا ہے تو هل اور بیلوں کو لیے کر گھر آتا ہے - سر پر چارے کا گٹھا لاتا ہے - بیلوں کے آگے چارا ڈالتا ہے۔ گھر والی دودھ دوھتی ہے - روٹی پکاتی ہے - یہ خوشی خوشی بال بچوں میں بیٹھ کر کھاتا ہے۔ پھر اس مزے[۲] سے پاؤں پھیلا کر سوتا ہے کہ بادشاہوں کو پھولوں کی سیجوں پر بھی نصیب نہیں[۳]۔

۱- بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد عبارت یوں ہے - ''تو یہ هل کھول دیتا ہے - بیلوں کو چارا ڈالتا ہے - آپ ہاتھ منہ دھو کر ٹھنڈا ہوتا ہے - گھر والی روٹی لاتی ہے، یہ بیٹھ کر کھاتا ہے پھر حقہ پیتا ہے۔''

۲- ن ''آرام''

۳- تب : کہاں چین وہ بادشہ کو نصیب - کہ جس بے غمی سے ہیں سوتے غریب - اسمعیل میرٹھی

Marfat.com

کسان کنواں چلا رہا ہے[1]

دیکھنا! کیا درختوں کی چھاؤں ہے! کیسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہے۔ کیسا جی خوش ہوتا ہے! کنوئیں کے پاس ہی برابر برابر دو بیل پھر رہے ہیں[2]۔ چلتے چلتے ذرا تھم جاتے ہیں۔ تو کسان پھر ہانک دیتا ہے۔ رہٹ[3] چل رہا ہے۔

۱۔ ن میں ''رہٹ چل رہا ہے،،

۲۔ ن اس جملے کے بعد کی عبارت یوں ہے ''گدی پر لڑکا سانٹا لئے بیٹھا ہے۔ بیل چلتے چلتے ذرا تھم جاتے ہیں تو لڑکا ہانک دیتا ہے،،

۳۔ ہلٹ پنجابی (مصنف کا نوٹ)

Marfat.com

روں روں آواز نکل رہی ہے۔ ٹنڈیں کنوئیں میں سے بھر بھر کر اوپر کو آتی ہیں۔ کاٹھ کی نالی میں پانی گرتا جاتا ہے۔ نالیوں نالیوں ہو کر کھیت میں جا پہنچتا ہے۔ کھیتی ہری ہو رہی ہے۔ جب اس ہریاول پر نظر پڑتی ہے تو آنکھوں میں ٹھنڈک آتی ہے۔ کھیتوں میں کئی طرح سے پانی دیتے ہیں۔ کہیں چرس سے کام لیتے ہیں، کہیں نہر سے پانی پہنچاتے ہیں۔ جہاں کنوئیں اور نہریں نہیں ہوتیں وہاں صرف مینہ کا آسرا ہے۔ وقت پر برسا تو سب کچھ ہے نہیں تو بچارے کسان جیتے جی مر لئے۔ خدا نے پانی عجب شے بنایا ہے۔ تمام جان دار اس کی طراوت سے[۴] تر و تازہ ہوتے ہیں۔ کھیتی باڑی، باغ کیاری اسی کی بدولت ہری بھری رہتی ہے۔

۴۔ ن ''اس کو پی کر،،

Marfat.com

درزی کپڑے سی رہا ہے

یہ بڑا کاریگر ہے۔ کپڑا ایسا اچھا کترتا ہے کہ بدن پر ٹھیک آ جاتا ہے۔ کہیں جھول نہیں رہتا[1]۔ سیتا بھی نہایت عمدہ ہے۔ بڑا باریک بخیہ کرتا ہے۔ یہ اور خوبی ہے کہ ذرا سی بھی کترن بچتی ہے تو پھیر دیتا ہے۔ انھی باتوں سے یہ مشہور ہے۔ لوگ خوشی خوشی اسے کام دیتے ہیں۔ دکان میں کپڑوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔ اکیلے سے

۱۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد عبارت کی ترتیب یوں ہے۔ "بڑا باریک بخیہ کرتا ہے۔ اس میں یہ بڑی خوبی ہے کہ ......"

Marfat.com

کام نہیں نبڑتا۔ شاگرد بٹھا رکھے ہیں۔ آپ بھی سیتا ہے۔ ان سے بھی کام لیتا ہے۔ غریب عورتوں کو بھی دے آتا ہے۔ دیکھو شاگرد سی رہے ہیں۔ آپ بھی کام میں لگا ہوا ہے۔ استری پاس رکھی ہے۔ جن کپڑوں کی سیونیں بٹھانی ہوتی ہیں ان پر استری کر دیتا ہے۔ جب تیار ہو جاتے ہیں تو مالک کو پہناتا ہے۔ ایسے ٹھیک آتے ہیں کہ اس کا جی خوش ہو جاتا ہے۔ ''میاں درزی! تم کپڑا تو خوب سیتے ہو پر دیر بہت لگاتے ہو۔ دو دن کا وعدہ کرتے ہو، آٹھ دن میں دیتے ہو،،۔ ''صاحب کیا کروں؟ کام بہت سینے والے تھوڑے۔ اپنی طرف سے تو بہتیری کوشش کرتا ہوں پر دیر ہو ہی جاتی ہے،،۔

Marfat.com

پسنہاری آٹا پیس رہی ہے

دیکھنا! کیسی گھر گھر چکی چلاتی ہے! بیٹی ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ بچے کھیل رہے ہیں۔ اناج کی ٹوکری پاس دھری ہے۔ ماں ایک ہاتھ سے چکی چلاتی ہے دوسرے سے گلہ ڈالتی ہے۔ ایک ہاتھ تھک جاتا ہے تو دوسرا بدل لیتی ہے۔ سننا! ماں بیٹیاں گاتی بھی جاتی ہیں۔ اس سے محنت کم معلوم ہوتی ہے۔ روز کتنا پیس لیتی ہے؟ چھ سات سیر۔ جب پیس چکتی ہے تو کیا کرتی ہے؟ ٹوکری میں آٹا اٹھا لیتی ہے۔ تھوڑی دیر دم لے کر ہاتھ منہ دھوتی ہے۔ پھر آٹا لے جاتی ہے۔ تول کر مالک کو دے آتی ہے اور

Marfat.com

گیہوں پیسنے لے آتی ہے[1]۔ پیسے کا کتنا پیستی ہے؟ دو سیر۔ آٹا مہین ہوتا ہے یا موٹا؟ مہین۔ دانہ بھی دلتی ہے؟ ہاں۔ دلائی کیا لیتی ہے؟ ایک من کے دو پیسے۔ یہ اسی کی چکی ہے؟ نہیں کرائے پر لے رکھی ہے۔ ایک آنہ مہینہ دیتی ہے۔ بچاری بڑی غریب اور نیک ہے۔ دو برس ہوئے، خاوند مر گیا ہے[2]۔ ایک لڑکی ہے۔ دو چھوٹے چھوٹے لڑکے ہیں۔ جاڑا ہو یا گرمی۔ ڈیڑھ پہر پتھر سے پتھر رگڑتی ہے، جب چار پیسے کماتی ہے۔ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔

۱۔ زمانہ حال سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد کی عبارت یوں بدلی گئی ہے: ''سیر بھر کی پسائی کیا لیتی ہے؟ دو پیسے۔ یہ تو بہت مہنگی پسائی ہے۔ اسی سبب سے تو اب لوگ پسنہاریوں سے نہیں پسواتے۔ مشین پر پسوا لیتے ہیں۔ وہاں تین پیسے میں پان سیر پستا ہے۔ مگر بعض لوگ مشین کا پسا ہوا آٹا پسند نہیں کرتے۔ ہاتھ کا پسا ہوا ہی کھاتے ہیں۔ بعضے بنئے اس سے دانہ بھی دلوا لیتے ہیں۔ من بھر کے چار پیسے دیتے ہیں۔ یہ بچاری اسی کو غنیمت سمجھتی ہے اور اس میں تین چار آنے روز کما لیتی ہے۔ یہ اسی کی چکی ہے......''

۲۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد کی ساری عبارت حذف کرکے یہ عبارت درج کی گئی: ''ایسی ہی محنت مزدوری کرکے بچوں کو پالتی ہے''، حالانکہ آزاد کا یہ جملہ ''ڈیڑھ پہر پتھر سے پتھر رگڑتی ہے جب چار پیسے کماتی ہے۔'' اپنی جگہ پر بھاری پتھر تھا۔

Marfat.com

دھوبی کپڑے دھو رہا ہے

بڑی محنت کرتا ہے۔ شام کو بھٹی چڑھاتا ہے۔ صبح بیل پر لادی لادتا ہے اور گھاٹ کا رستہ لیتا ہے۔ کبھی نالے پر دھوتا ہے کبھی دریا پر۔ جاڑا ہو تو سردی ستاتی ہے۔ گرمی ہو تو دھوپ جلاتی ہے۔ دیکھو! دوپہر ہونے آئی، اب تک پانی میں کھڑا ہے۔ کپڑے چھانٹ رہا ہے۔ چھوا چھو برابر کر رہا ہے[1]۔ دیکھنا! دھوبن روٹی لائی ہے۔ بڑا لڑکا بھوکا ہے۔ ماں سے روٹی مانگ رہا ہے۔ چھوٹا کھلنڈرا ہے۔ بھوک کی پروا نہیں۔ کنکوا اڑا رہا ہے۔ میاں دھوبی! تمہارا گھر کہاں ہے؟ صاحب! وہ سامنے گاؤں

۱۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد یہ عبارت ملتی ہے: ''درخت کے نیچے بیل بندھا ہے۔ جھاڑی کے پاس کتا بیٹھا ہے۔ دریا کے دونوں طرف کیسی ہریاول ہے۔ دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے۔ دیکھنا! دھوبن روٹی لائی ہے۔ دھوبی کپڑا پٹڑے پر رکھ کر اس سے باتیں کرنے لگا۔ کتے نے بھی دیکھ کر کان کھڑے کئے۔ اب دھوبی دریا سے نکلے گا۔ درخت کے نیچے چھاؤں میں بیٹھ کر روٹی کھائے گا۔ میاں دھوبی یہ کتا کیوں پال رکھا ہے؟ صاحب یہ تو ہمارا چوکیدار ہے''۔

Marfat.com

نظر آتا ہے ، وہاں رہتا ہوں ۔ وہ تمہارا بیل ہے ؟ ہاں ۔
کتنے کو لیا ؟ پندرہ روپے کو ۔ دیکھنا ! کتا تاک لگائے
بیٹھا ہے ۔ کہیں روٹی نہ اٹھا لے جائے ۔ صاحب ! یہ چوٹا
نہیں ۔ یہ تو ہمارا چوکیدار ہے ۔ دیکھئے ۔ اسیروں کے کپڑے
میدان میں پھیلے پڑے ہیں ۔ کیا مجال، کوئی پاس تو آ جائے ۔
میاں دھوبی ! تمہارا کام بہت اچھا ہے ۔ میل کچیل سے
پاک صاف کرتے ہو ۔ اجلے کپڑے پہناتے ہو ۔

Marfat.com

مچھلی والے مچھلیاں پکڑتے ہیں[1]

چلو! تماشا دیکھیں - دریا میں جال پڑا ہے۔ تین آدمی کھینچ رہے ہیں - معلوم ہوتا ہے، بہت سی مچھلیاں آئی ہیں - دیکھنا! کیا جان پیاری ہے! کیسی گھبرا رہی ہیں! نکلنے کا رستہ ڈھونڈتی ہیں - اچھلتی ہیں - کودتی ہیں - جال کے پھندوں میں پھنستی ہیں، پر کیا کریں جال تو ایسی چیز نہیں۔ جس سے چھٹکارا ہوسکے - اب انہیں پانی سے باہر نکالیں گے۔ بازاروں میں لے جائیں گے۔ گلی کوچوں میں بیچتے پھریں گے۔ مچھلیاں پکڑنے کی اور بھی ترکیبیں ہیں؟ ہاں! بہتیری ہیں - کئی طرح کے جال ہیں - ان سے پکڑتے ہیں - تھوڑے پانی میں ٹوکروں سے کام لیتے ہیں۔ بعض شوقین بنسیوں سے پکڑتے ہیں۔ وہ کیا چیز ہے؟ بانس کی ایک پتلی سی چھڑ ہوتی ہے - ایک سرا موٹا، دوسرا پتلا، پتلی طرف ڈور کا ایک سرا بندھا ہوا، ڈور کے دوسرے سرے میں کانٹا - شکاری شکار کھیلتے وقت کانٹے میں آٹے کی گولی یا گوشت کا ذرا سا ٹکڑا لگا دیتے ہیں - کانٹا مچھلی کے حلق میں چبھ جاتا ہے۔ بچاری بے بس ہو جاتی ہے، اور ناچار شکاری کے بس میں آ جاتی ہے۔

۱- ن "مچھیرے"

Marfat.com

بنئے کی دُکان

بنیا دکان پر بیٹھا ہے۔ ترازو لئے سودا تول رہا ہے[1]۔ سامنے گاھک کھڑے ھیں۔ کیا بڑی دکان ہے! ھر ایک سودا موجود ہے۔ جو چیز ہے، کھری ہے۔ دال، چاول اور آٹے کے ٹوکرے کیسے چوٹی دار بھرے ہوئے ھیں[2]! آؤ! اسی دکان سے سودا لیں۔ لالہ جی! دو روپے کا گھی دو۔ روپے کا آٹا۔ لیجئے! کیا بھاؤ دوگے؟ گھی روپے کا سوا سیر، آٹا پندرہ سیر[3]۔ کچھ زیادہ دو۔ فرق نہیں ہے۔ جہاں چاھئے

۱- بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد کی عبارت یوں ہے: ''دوسرا بنیا اناج کی بوریوں سے پیٹھ لگائے بیٹھا ہے۔ بنئے کا لڑکا دکان کے اندر ہے۔ جس وقت بہت سے گاھک آ جاتے ھیں تو تینوں کام کرنے لگتے ھیں۔ اس وقت تو ایک ھی گاھک دکان کے آگے بیٹھا ہے۔ ترازو کی طرف دیکھ رہا ہے کہ بنیا ڈنڈی نہ مار دے۔ دوسری طرف ایک فقیر کھڑا ہے۔ ھاتھ پھیلائے بھیک مانگ رہا ہے۔ کیا بڑی دکان ہے''۔

۲- ن ''دال چاول اور آٹے کی بوریاں بھری رکھی ھیں''۔

۳- ن ''گھی روپے کا بارہ چھٹانک، آٹا ساڑھے پان سیر''

ع- ایسی ھیں جیسے خواب کی باتیں! (مرتب)

Marfat.com

پوچھ لیجئے ۔ اچھا ! تول دو ۔ یہ بڑا ہوشیار دکان دار ہے ۔ خریداروں کی کتنی ہی بھیڑ ہو ذرا نہیں گھبراتا۔ دم بھر میں سب کو بھگتا دیتا ہے[1]۔ اس کے میلے کچیلے کپڑوں پر نہ جانا ۔ بڑا مال دار ہے ۔ ہزاروں روپے کا اناج ہر سال لیتا ہے۔ کھتے کے کھتے بھرے پڑے ہیں۔ چھوٹا موٹا لشکر آن اترے تو اکیلا ہی رسد دے سکتا ہے ۔ بڑی بڑی حویلیاں کھڑی ہیں ۔ دکانیں کرائے پر چلتی ہیں ۔ ابھی بیٹا بیٹی کا بیاہ رچائے یا کوئی حویلی بنائے تو دیکھو. توڑے کے توڑے خالی کردے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ''بنئے کی کمائی، مکان یا بیاہ نے کھائی،، ۔

۱۔ بعد کے نسخوں میں اس جملے کے بعد کی عبارت یوں ہے : ''بڑا مال دار ہے ۔ ہر سال فصل پر ہزاروں روپے کا اناج بھر لیتا ہے ۔ وہی سال بھر بیچتا ہے ۔ بڑا فائدہ اٹھاتا ہے ۔ جب ہی تو اس کی بڑی بڑی حویلیاں کھڑی ہیں ۔،،

Marfat.com

گھوڑے کے نعل بندھ رہے ہیں

ایک سائیس باگ ڈور پکڑے کھڑا ہے۔ دوسرا سم ترشوا رہا ہے۔ ایک لڑکا پاس آکر تماشا دیکھنے لگا۔ اس نے کبھی نعل بندھتے نہیں دیکھے۔ حیران ہوکر پوچھتا ہے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اس کا پاؤں کیوں کاٹے ڈالتے ہو؟ نعل بند کہتا ہے۔ میاں! پاؤں نہیں کاٹتے، سم تراش رہے ہیں۔ نعل جڑیں گے۔ ان سے بڑا بچاؤ ہے[1]۔ ٹھوکر کم لگتی ہے۔ کنکر پتھر پاؤں میں نہیں چبھتے۔ گھوڑا آرام سے رہتا ہے۔ دوڑ دھوپ خوب کرتا ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ!

۱- ن ''ان سے بڑا بچاؤ رہتا ہے،،

Marfat.com

سم تراشنے سے دکھ نہیں ہوتا؟ میاں ! دکھ تو جب ہو
کہ اس کے کچے سم تراشیں۔ ہم تو پکے سم تراشتے ہیں ۔
اسی طرح نائی تمہارے ناخن کاٹتا ہے۔ اوھو ! کیسی لمبی
لمبی کیلیں لگاتے ہو! ان سے لہو نہیں نکل آتا ؟ میاں!
پکے سموں میں لگتی ہیں کچے سموں میں لگیں تو خون
نکلے۔ یہ گھوڑا تین پاؤں سے چپکا کھڑا ہے۔ اپنا پاؤں
کیوں نہیں چھڑا لیتا؟ بڑا غریب ہے ۔ ابھی کوئی شریر
گھوڑا ہوتا تو دیکھتے کیسا اچھلتا کودتا، دلتیاں چلاتا،
اور مشکل سے قابو میں آتا۔

Marfat.com

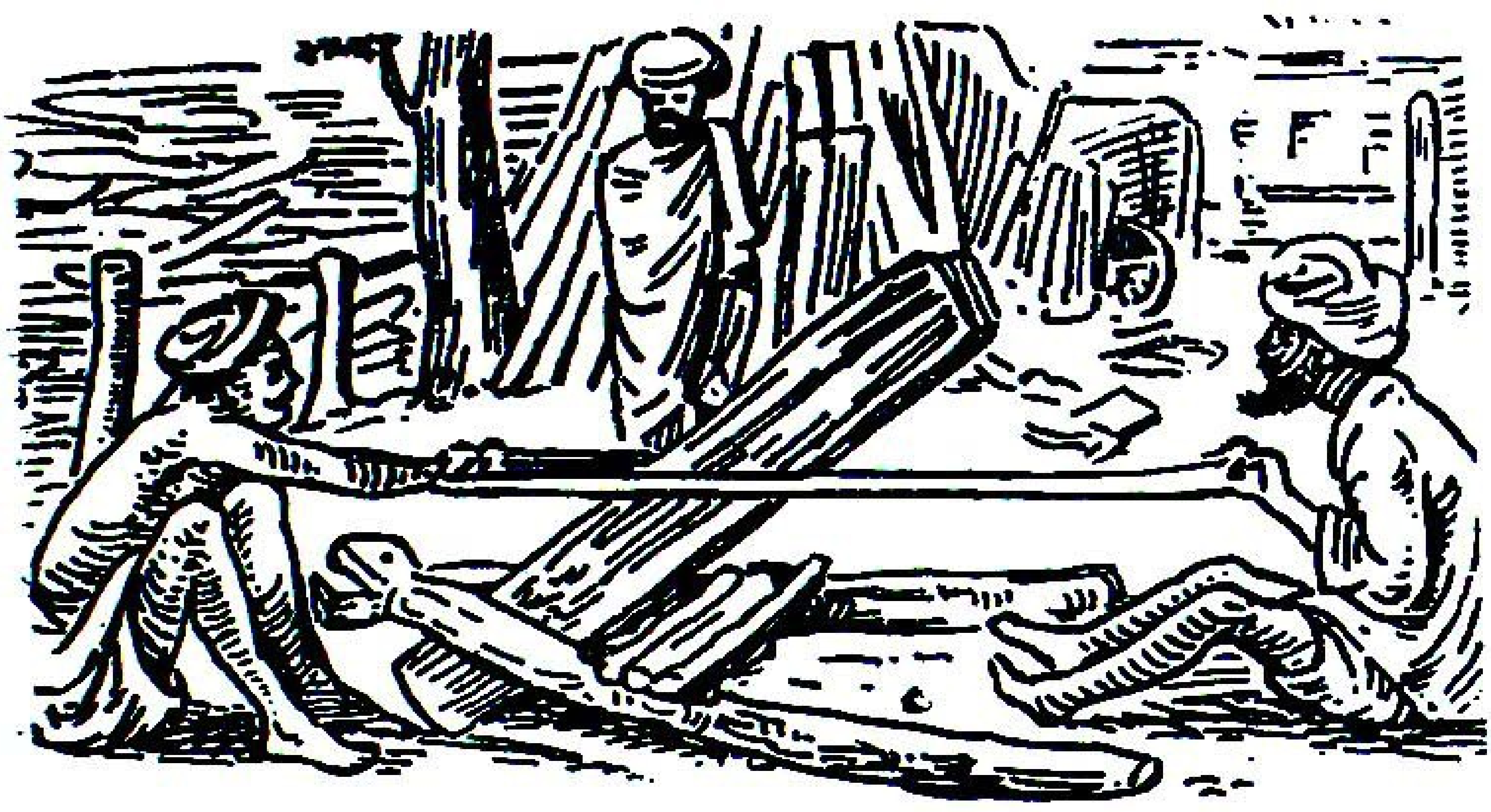

آرہ کش لکڑیاں چیر رہے ہیں

کیسی سخت لکڑی ہے ! اس میں آرہ کم چلتا ہے۔ برادہ[1] بھی تھوڑا[2] نکلتا ہے۔ آرہ کشو ! یہ کیا لکڑی ہے؟ سال ہے ۔ صاحب ! صبح سے اب تک پانچ چار ہی تختے چیرے ہیں اور ہاتھ رہ گئے ہیں۔ یہ لکڑی کس کام آتی ہے ؟ تختے، کڑیاں، تخت[3]، چوکیاں اکثر بنتی ہیں[4]۔ یہاں اور کیا

۱- بور۔ پنجابی (مصنف کا نوٹ)

۲- ن ''کم''

۳- تخت پوش - پنجابی - (مصنف کا نوٹ)

۴- ن '' ...... چوکیاں اس کی اکثر بنتی ہیں''

Marfat.com

کیا لکڑی ہے ؟ شیشم، دیار۔ ان میں شیشم سب سے زیادہ مضبوط اور قیمتی ہے ۔ اس کی کرسیاں، صندوقچے، صندوقچیاں بہت بنتی ہیں، پر اس کثرت سے نہیں ہوتی کہ تختوں یا کڑیوں کے کام آئے۔ پنجاب میں دیار کی لکڑی اکثر خرچ ہوتی ہے ۔ اسے گھن نہیں لگتا۔ سستی بکتی ہے ۔ اس لئے عمارتوں میں بہت لگتی ہے۔ ریل کے کارخانوں میں بہت کھپتی ہے ۔ صندوق، الماریاں، میزیں کثرت سے بنتی ہیں ۔ چھوٹی چھوٹی اور چیزیں بھی تیار ہوتی ہیں ۔ صاحب! بات تو یہ ہے کہ دنیا میں لکڑی سے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں اور خاص کر ہم تو اسی کی بدولت ٹکڑا کھاتے ہیں ۔

Marfat.com

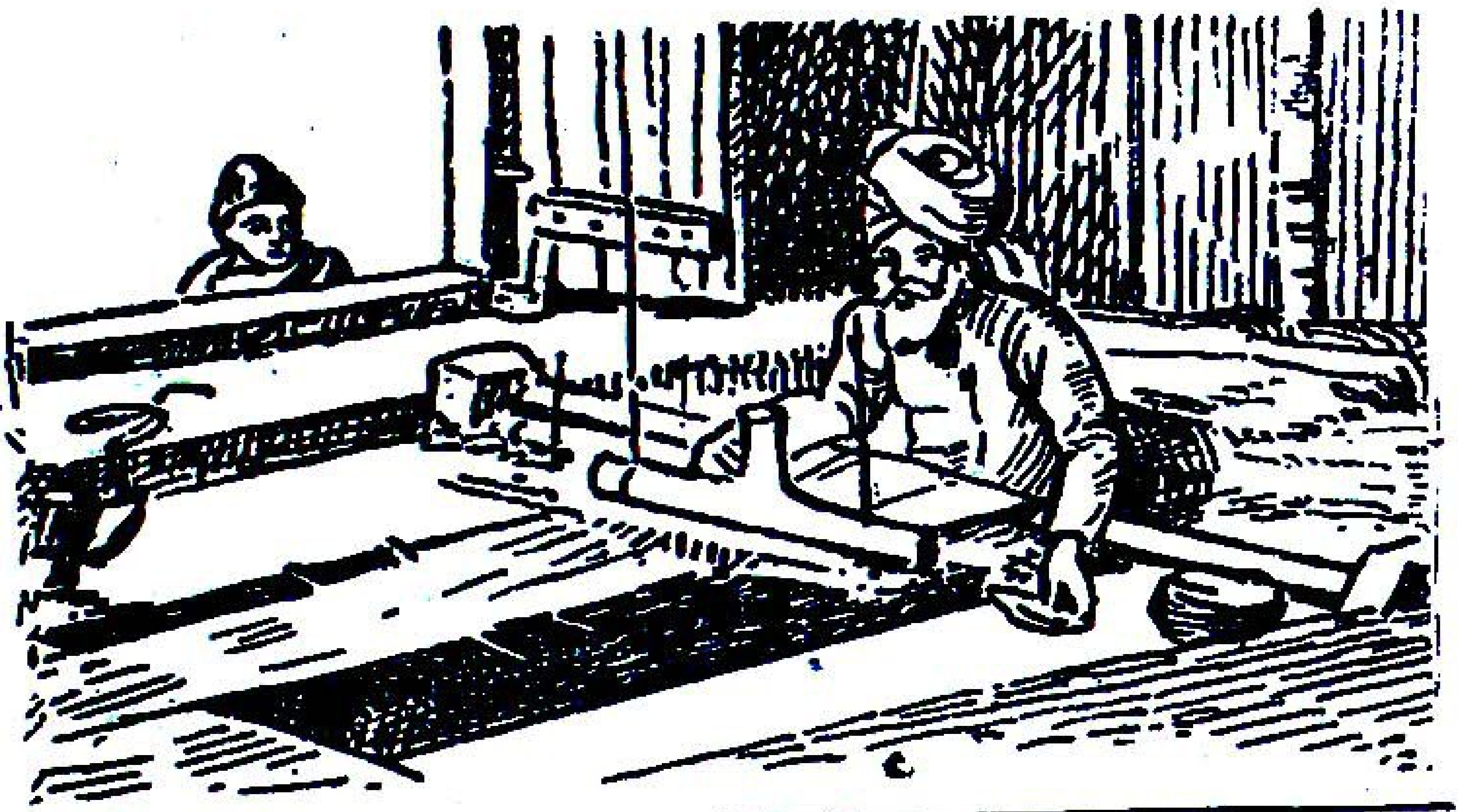

جُلاہا کپڑا بُن رہا ہے

کرگے[1] پر بیٹھا ہے۔ تانی تنی ہوئی ہے۔ ٹوٹے ہوئے تار سر پر لٹک رہے ہیں۔ ایک ہاتھ میں نال ہے، دوسرے میں کنگھی کا ہتا۔ ادھر نال پھینکتا ہے ادھر لپکتا ہے اور کنگھی سے ٹھونکتا جاتا ہے۔ چھوٹا سا لڑکا دیکھ رہا ہے[2]۔ واہ رے تیری پھرتی! جہاں تار ٹوٹتا ہے وہیں جھٹ جوڑ دیتا ہے۔ میاں! یہ تھان کتنے کو بیچوگے؟ حضور! دو ڈھائی روپے کو بکے گا۔ اب اس کام میں کیا رہا ہے۔ جب سے کل

۱- کھڈی۔ پنجابی (مصنف کا نوٹ)

۲- ن ''چھوٹا سا لڑکا کوٹھے پر سے دیکھ رہا ہے۔''

Marfat.com

کا کپڑا چلا ہے اسے ٹکے گز کوئی نہیں لیتا۔ اب تو نینو،
لٹھے کی قدر ہے۔ ایک دن وہ تھا کہ ہمارے ھاتھ کے
کپڑے بڑے بڑے امیر پہنتے تھے۔ ایک دن یہ ہے کہ
غریب بھی نہیں پوچھتے۔ کیا کریں؟ اپنے دن پورے کرتے
ہیں۔ کمتی بڑھتی بیچ ہی ڈالتے ہیں۔ سنو! ہمت نہ ھارو،
محنت کئے جاؤ۔ بہت نہ سہی تھوڑا ہی سہی۔ تمہارا کام
بہت اچھا ہے۔ غریبوں کے تن ڈھکتے ہیں۔ امیروں کے بھی
کام نکلتے ہیں۔ گو وہ آپ نہیں پہنتے پر ان کے سائبان
پردے قناتیں اور تنبو بنتے ہیں۔

Marfat.com

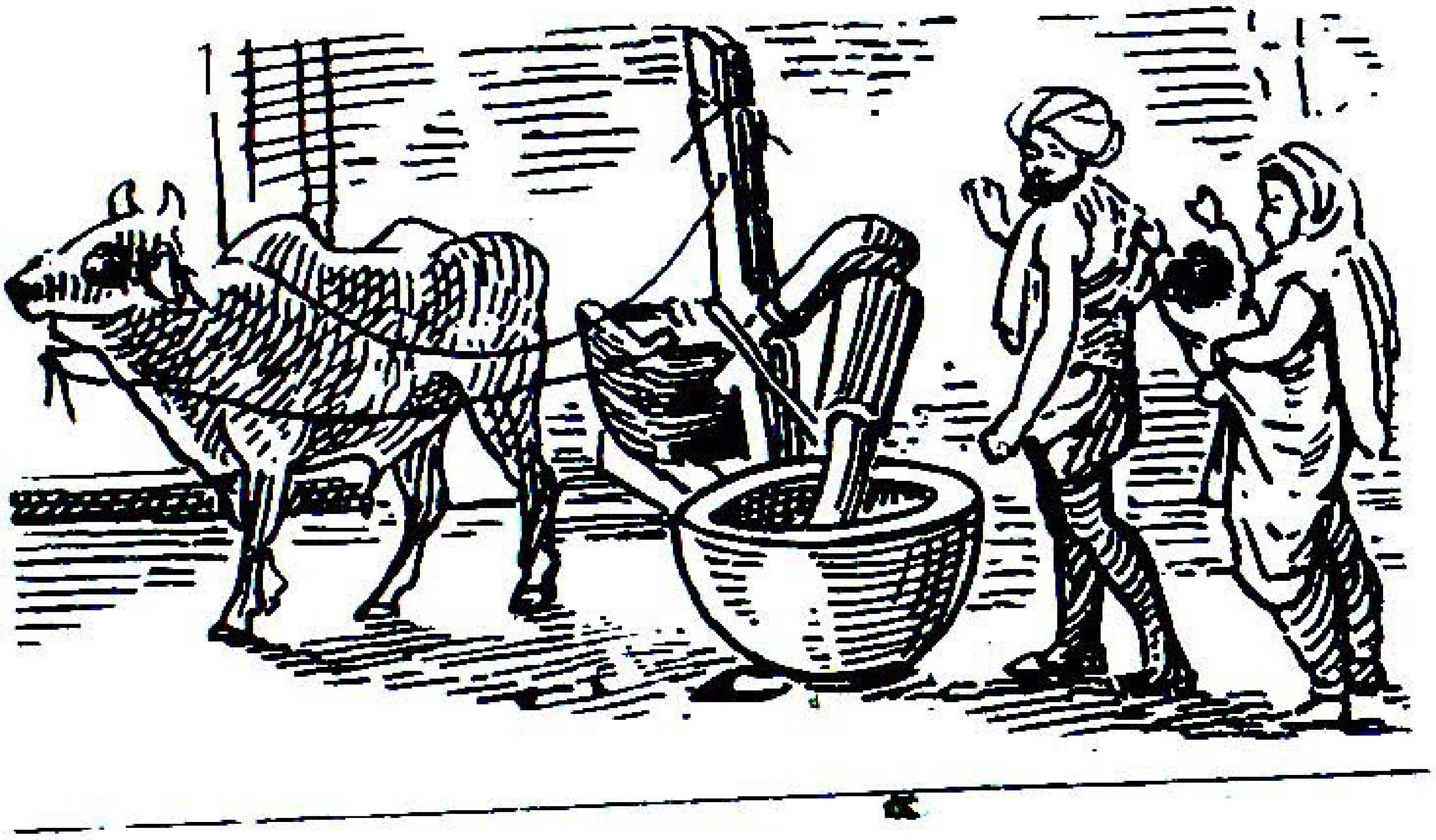

کولھو چل رہا ہے

تیلی تیل نکال رہا ہے ۔ کولھو میں تل پڑے ہوئے ہیں ۔ بیل چل رہا ہے۔ لاٹ پھر رہی ہے۔ تل پیلے جاتے ہیں۔ تیل نکلتا آتا ہے۔ کولھو کے پیندے میں نالی ہے ۔ اس کے نیچے ہانڈی دھری ہے۔ جتنا تیل نکلتا ہے ہانڈی میں گر جاتا ہے ۔ جو پھوک رہتا ہے وہ کھلی کہلاتی ہے ۔ اسے نکال لیتے ہیں ۔ پھر اور تل ڈال دیتے ہیں۔ کھلی گائے بھینسوں کو کھلاتے ہیں ۔ اس سے دودھ زیادہ دیتی ہیں ۔ بھلا بیل کی آنکھیں کیوں ڈھانک رکھی ہیں؟ اس لئے

Marfat.com

کہ کھانے پینے کی چیز کی طرف دھیان نہ کرے۔ کبھی ہانکنے والا پاس نہ ہو تو آپ ہی آپ پھرتا رہے۔ کیا یہی بیل دن بھر پھرا کرتا ہے؟ نہیں جی[1]! دو ہیں۔ چار گھڑی ایک کام دیتا ہے چار گھڑی دوسرا۔ یہ عورت کون ہے؟ تیلی کی بیوی ہے۔ بچہ رونے لگا تھا۔ اسے لے کر آن کھڑی ہوئی ہے۔ میاں سے کہتی ہے اسے لے کر ذرا کولھو پر بیٹھ جا۔ بچہ بھی باپ پاس جانا چاہتا ہے۔ دیکھو! دونوں ہاتھ پھیلا دئے ہیں۔ بیوی سے میاں کہتا ہے۔ ''ہٹ جا، میرا ہاتھ رکا ہوا ہے، کام میں حرج ہوگا''۔

۱۔ ن ''جی نہیں''

Marfat.com

صُبح کی ہوا خوری

صبح کا وقت ہے۔ جی خوش ہے۔ آؤ! ذرا باغ چلیں۔ ہوا کھائیں۔ آہا! کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے! رنگ برنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ باغ مہک رہا ہے۔ آتے ہی دل باغ باغ ہو گیا۔ ذرا ہریاول کو دیکھنا! کہ آنکھوں میں طراوت آتی ہے! ہری ہری گھاس کیا ہے؟ سبز مخمل کا فرش بچھ رہا ہے۔ اس پر اوس کے قطرے پڑے ہیں، گویا مخمل پر موتی جڑے ہیں۔ درختوں پر کچھ اور ہی بہار ہے۔ کسی میں پھل لگا ہے۔ ڈالیاں جھوم رہی ہیں۔ کنواں چل رہا ہے۔ ایک چھوٹا سا لڑکا بھی پاس کھڑا ہے۔ تماشا دیکھ رہا ہے۔ دوسرا بڑا شوقین ہے۔ ہاتھ میں کتاب ہے۔ سبق یاد کر رہا ہے۔ یہ مالی کیا کرتا ہے؟ پودا لگاتا ہے۔ چلو! سیر دیکھیں۔ بڑے میاں! یہ پودا کہاں سے لائے ہو؟ صاحب زادے! بادشاہی باغ سے لایا ہوں۔ کتنے دنوں میں جم جائے گا؟۔ جلدی پھوٹ آئے گا۔ گھڑے میں کیا ہے؟ پانی ہے۔ کیا کرو گے؟ پودے میں دوں گا۔ اس سے جلدی ہرا بھرا ہو جائے گا۔

Marfat.com

سویرے اُٹھنا

سویرے جو کل آنکھ میری کھلی
عجب تھی بہار اور عجب سیر تھی
خوشی کا تھا وقت اور ٹھنڈی ہوا
پرندوں کا تھا ہر طرف چہچہا
یہی جی میں آئی کہ گھر سے نکل
ٹہلتا ٹہلتا ذرا باغ چل
چھڑی ہاتھ میں لے کے گھر سے چلا
اور اک باغ کا سیدھا رستہ لیا

وہاں اور ہی جا کے دیکھی بہار
درختوں کی ہے ہر طرف اک قطار
کہیں ہے چنبیلی کہیں موتیا
گلاب اور گیندا کہیں ہے کھلا

کھلے پھول ہیں اس قدر جا بجا
کہ خوشبو سے ہے باغ سہکا ہوا
کہیں آم ہیں اور کہیں ہیں انار
کہیں کھٹے میٹھے ہیں دیتے بہار

Marfat.com

لگے پھل درختوں میں ہیں اس قدر
کہ شاخیں زمین سے لگیں آن کر
بیاں کیجئے کیا ہری گھاس کا
بچھونا ہے مخمل کا گویا بچھا
یہ جی چاہتا ہے کہ اس فرش پر
پھریں لوٹتے ہم ادھر اور ادھر
یہ سبزی ہے اک لطف دکھلا رہی[۱]
طراوت ہے آنکھوں میں کیا آ رہی
خدا نے ہماری خوشی کے لئے
یہ سامان سارے ہیں پیدا کئے
سویرے ہی اٹھے گا جو آدمی
رہے گا وہ دن بھر ہنسی اور خوشی
نہ آئے گی سستی کبھی نام کو
کرے گا خوشی سے ہر اک کام کو
رہے گا وہ بیماریوں سے بچا
یہ ہے سو دواؤں سے بہتر دوا

۱۔ ن بعد کے ایڈیشنوں میں یہ مصرع یوں ہے :
”ہے سبزی تر و تازگی لا رہی“

Marfat.com

سورج کے فائدے

بس اٹھ بیٹھو بیٹا بہت سو چکے
بہت وقت بیکار تم کھو چکے
نکل آیا سورج بڑی دیر کا
ذرا آنکھ کھولو بہت دن چڑھا

نہ سو اب نہیں ہے یہ سونے کا وقت
اٹھو ہے یہ منہ ہاتھ دھونے کا وقت
اگر ہاتھ منہ دھو کے آؤ ابھی
سنائیں تمھیں آج باتیں نئی

یہ سنتے ہی لڑکا ہوا اٹھ کھڑا
وہیں ہاتھ منہ دھو کے حاضر ہوا
کہا باپ نے پھر بڑے پیار سے
سنو! آج سورج کے تم فائدے

یہ دنیا میں کرتا بہت کام ہے
بڑے ہم کو دیتا یہ آرام ہے
یہ نکلے تو دے دن ہمیں کام کو
چھپے جب تو دے رات آرام کو

Marfat.com

یہ کرتا ہے چاروں طرف روشنی
نظر جس سے آتی ہیں چیزیں سبھی

اسی روشنی کا تو ہے نام دھوپ
یہی دھوپ رکھتی ہے دُنیا میں روپ

پڑا کرتی سردی ہے جب زور کی
تو یہ دھوپ لگتی ہے کیسی بھلی

غریبوں کو سردی میں بھاتی ہے یہ
ٹھٹھرنے سے ان کو بچاتی ہے یہ

پکائے اناجوں کی یہ کھیتیاں
جنھیں روز کھاتا ہے سارا جہاں

نہ ہو یہ تو پھر ہے کہاں زندگی
ہیں اس کی بدولت تو جیتے سبھی

خدا کی عنایت ہے ہم پر بڑی
کہ سورج سی نعمت ہمیں اس نے دی

کریں خوبیاں اس کی کیا ہم بیاں
خدا کی یہ قدرت کا ہے اک نشاں

Marfat.com

جھوٹ کی بُرائی

ایک لڑکا بکریاں اپنی سدا
گاؤں کے باھر چرایا کرتا تھا
ایک دن سوجھی شرارت یہ اسے
گاؤں کے لوگوں سے کچھ ٹھٹھا کرے

چڑھ کے اک ٹیلے پہ چلانے لگا
شیر آیا شیر آیا دوڑنا
سن کے یہ غل رھنے والے گاؤں کے
لاٹھیاں ھاتھوں میں لے کر آگئے

شیر کا پایا نہ واں آکر پتا
وہ تو بالکل جھوٹ تھا چلا رھا
سب نے لڑکے سے کہا اے بے ادب
سچ بتا اس جھوٹ کا ھے کیا سبب

کھل کھلا کر پھر تو وہ ھنسنے لگا
اور کہا میں نے تو ٹھٹھا تھا کیا
وہ خفا ھوکر بہت اس بات سے
گاؤں کو سب واں سے الٹے پھر گئے

Marfat.com

ایک دن کرنا خدا کا کیا ہوا
اس طرف اک شیر سچ مچ آگیا

پھر وہی کہہ کر وہ چلانے لگا
شیر آیا شیر آیا دوڑنا

لیکن اب اس کا یقین آتا کسے
اس کو تو جھوٹا تھے سب واں جانتے

کوئی بھی جب واں نہ آیا گاؤں سے
پھاڑ ڈالا آکے لڑکا شیر نے

پائی جھوٹے نے سزا یہ جھوٹ کی
بول کر جھوٹ اس نے اپنی جان دی

بولتا ہے جو کوئی جھوٹ ایک بار
پھر نہیں رہتا ہے اس کا اعتبار

جھوٹ جو لڑکا نہ بولے گا کہیں
بات کو اس کی کریں گے سب یقیں

جھوٹ جو بولے گا وہ پچتائے گا
سچ بھی اس کا جھوٹ سمجھا جائے گا

Marfat.com

سچائی

سنا ہے کہ لڑکا تھا اک ہونہار
بہت اس کو ماں باپ کرتے تھے پیار
محبت سے دی ایک دن باپ نے
اک آری اسے کھیلنے کے لئے
وہ آری کو لے کر بہت خوش ہوا
اسی وقت رستہ لیا باغ کا
وہاں ایک دو پیڑ ایسے بھی تھے
لگائے تھے جو باپ نے شوق سے
ہری ٹہنیاں جس قدر ان میں تھیں
وہ آری سے لڑکے نے سب کاٹ دیں
گیا شام کو باپ جب باغ میں
تو اجڑا ہوا جا کے پایا انہیں
خفا ہوکے بیٹے سے اس نے کہا
اجاڑا ہے کس نے انہیں سچ بتا
ڈرا وہ بہت خوف سے باپ کے
مگر جھوٹ بولا نہ کچھ باپ سے

Marfat.com

کہا یہ نہیں ہے کسی کی خطا
جو سچ پوچھئے تو ہے میری خطا

بہت خوش ہوا باپ اس بات سے
کیا پیار اور دیں دعائیں اسے
عجب طرح کا نیک لڑکا تھا وہ
کہ سچ بولنے سے نہ ڈرتا تھا وہ

تمھیں بھی کسی کا اگر خوف ہو
تو سچ کے سوا کچھ نہ ہرگز کہو
اگر تم سے ہو جائے کوئی قصور
تو ہے تم کو اقرار کرنا ضرور

خطا کا جو اقرار کرتے ہیں صاف
قصور ان کا ہوتا ہے اکثر معاف
جو اپنی خطا کو نہیں مانتے
انہیں لوگ ہیں سب برا جانتے
ہمیشہ سچائی کو رکھو عزیز[1]
کہ سچ کے برابر نہیں کوئی چیز

۱- آزاد نے سچائی بروزن فعولن استعمال کیا ہے - م

Marfat.com

گنبد کی آواز

ایک گنبد میں کوئی لڑکا گیا
دیر تک واں کھیلتا پھرتا رہا
کھیلنے میں وہ جو بولا زور سے
آئی گنبد سے وہی آواز اسے

پہلے گذری تھی نہ یہ حالت کبھی
دل میں حیرانی سی لڑکے کے ہوئی
ھکا بکا ہو کے وہ کہنے لگا
کون ھے یہ میری نقلیں کر رہا

اب بھی پہلی ھی طرح اک آن میں
اپنی ھی آواز آئی کان میں
صبر یہ سن کر نہ پھر اس کو رہا
منہ میں جو کچھ آیا سو اس نے کہا

جو کہا تھا پھر سنا آخر وہی
اس پہ آیا اس کو غصہ اور بھی
جب نہ یہ معلوم لڑکے کو ہوا
کون گنبد میں ھے اس سے بولتا

Marfat.com

گھر اسی دم واں سے آیا دوڑ کر
دی یہ اپنے باپ کو آکر خبر

کوئی اس گنبد میں ہے لڑکا چھپا
گالیاں ناحق ہے مجھ کو دے رہا

میں نے اس کو ہر طرف دیکھا مگر
کوئی واں آیا نہیں مجھ کو نظر

باپ نے تب اس کے یہ ہنس کر کہا
واں نہیں بیٹا کوئی لڑکا چھپا

وہم ہے جھوٹا ہے یہ تیرا خیال
گالیاں دینے کی تھی کس کو مجال

کچھ نہ تھا گنبد کی وہ آواز تھی
جو کہا تونے، سنا تونے وہی

گر برا سننا نہیں ہو چاہتے
بول منہ سے مت نکالو تم برے

جو بھلا کہتے ہیں سنتے ہیں بھلا
جو برا کہتے ہیں سنتے ہیں برا

Marfat.com

خدا کی شکرگزاری

عنایت کا اس کی بیاں کیا کریں
عجب نعمتیں اس نے بخشیں ہمیں
زمیں اپنے بندوں کے رہنے کو دی
ہوا سانس لینے کی خاطر ملی
بجھانے کو پیاس ان کی پانی دیا
پکانے کو دی آگ اس نے بنا
اناج اپنی رحمت سے پیدا کیا
جسے کھا کے جیتا ہے چھوٹا بڑا
کہیں پھول ہیں سونگھنے کے لئے
کہیں اس نے کھانے کو میوے دئے
زباں دی کہ بولا کریں سچ سدا
نگہ دی کہ دیکھیں بھلا اور برا
دئے کان سننے کو باتیں ہمیں
سمجھ اس لئے دی کہ سوچیں انھیں
دئے ہاتھ ہر کام کے واسطے
دئے پاؤں سیر اور سفر کے لئے

Marfat.com

ہمیں رات دی اس نے آرام کو
ہمیں دن دیا محنت اور کام کو

جو کاموں سے ہوتی نہ فرصت کبھی
جو جینے کی پھر کوئی صورت نہ تھی

اٹھاتے نہ تکلیف اگر کام کی
تو لذت نہ پاتے کچھ آرام کی

ہمیشہ ہماری خوشی کے لئے
نئے موسم آتے ہیں اور دن نئے

بہت جب ستاتی ہے سردی ہمیں
تو وہ بھیج دیتا ہے گرمی ہمیں

بہت زور کرتی ہیں جب گرمیاں
تو برکھا سے ہوتا ہے ٹھنڈا جہاں

سما ہے ہمارے لئے نت نیا ۱
نہ گرمی سدا ہے نہ سردی سدا

خدا نے ہمیں دیں بڑی نعمتیں
ہمیں چاہئے شکر اس کا کریں

۱- بعد کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:
''ہمیشہ سما دیکھ لیجئے نیا،،

Marfat.com

ہمدردی

مسافر غریب ایک رستے میں تھا
وہ چوروں کے ہاتھوں میں جا کر پھنسا
لئے اس بچارے کے کپڑے اتار
کیا گھائل اور ادموا مار مار

وہ زخمی پڑا تھا تڑپتا جہاں
مسافر کوئی آن نکلا وہاں
کہ ہم مذہب اور اس کا ہم قوم تھا
بہت نیک تھا اور بڑا پارسا

مگر کچھ نہ کی اس کے دکھ پر نظر
گیا بلکہ اس راہ کو چھوڑ کر
اسی طرح ہم مذہب اک اور بھی
ادھر سے گیا اور پروا نہ کی

و لیکن مسافر کسی شہر کا
کہ تھا ذات و مذہب میں اس سے جدا
جو گذرا ادھر رحم آیا اسے
وہیں خاک پر سے اٹھایا اسے

دئے باندھ گھاؤ لگا کر دوا
لیا اپنے گھوڑے پہ اس کو بٹھا

Marfat.com

سرا میں وہ جنگل سے لایا اسے
یہاں کچھ کھلایا پلایا اسے

سرا دار سے دوسرے دن کہا
کہ اس کی خبر لیتے رہنا ذرا

یہ اک اشرفی مجھ سے اس وقت لو
زیادہ جو ہو خرچ وہ بھی کرو

سفر سے جب اپنے پھرے آؤں گا میں
تو سب کوڑی کوڑی چکاؤں گا میں

غرض رحم کو جن کے دل میں ہے راہ
وہ دکھ درد میں سب کے ہیں خیرخواہ

غریبوں کا غم آپ کھاتے ہیں وہ
اور ان کے لئے دکھ اٹھاتے ہیں وہ

یہی رات دن ہے ہماری دعا
کہ ہم کو بھی ایسا ہی دل دے خدا

Marfat.com

[illegible]

کیا چیز ہے [illegible] اوس کی [illegible] کا مال
کیا کار جمال اوسکا [illegible] کمال

۳
وہ [illegible] ترشا جیدم
ہوا ایک [illegible] گذر

۴
[illegible] دنیا میں [illegible] مشہور
کیا کام [illegible] ہے دو [illegible]

۵
[illegible]

ساقی [illegible]
[illegible]

[illegible]

۸
[illegible]
[illegible]

۹
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

سوئی مصیبت میں اپنی خبر نہیں

[illegible]

۱۵

۱۶

ہے آزاد - اللہ کا جسکو ڈر ＊ پہلا جاتا ہے اگر جان کا

وہی دکھ ہیں لیتے ہیں سبکی خبر ＊ تو کر دور ہر ایک انسان کا

فقط

Marfat.com

مری پیاری امّاں

نہ کچھ مجھ میں طاقت تھی جس آن اماں
نہ اچھے برے کی تھی پہچان اماں
تمھیں سب طرح تھیں نگہبان اماں
تمھیں کو تھا ہر دم مرا دھیان اماں

مری پیاری اماں، مری جان اماں

مجھے پیار سے دودھ تم نے پلایا
تھپک کر محبت سے تم نے سلایا
بہت دن مجھے گودیوں میں پھرایا
مجھے سکھ دیا آپ نے دکھ اٹھایا

مری پیاری اماں، مری جان اماں

کبھی اپنی گودی میں مجھ کو لٹانا
کبھی میٹھی باتوں سے مجھ کو ہنسانا
کبھی پیار کرنا گلے سے لگانا
نہ بھولوں گا میں عمر بھر وہ زمانہ

مری پیاری اماں، مری جان اماں

Marfat.com

جو دکھ سے کبھی نیند مجھ کو نہ آئی
تو اس فکر میں رات تم نے گنوائی
کبھی کچھ دوائی کھلائی پلائی
کبھی کوئی میٹھی سی لوری سنائی

مری پیاری اماں، مری جان اماں

تمھیں نے ہے اچھا طریقہ سکھایا
تمھیں نے ہے رستہ خدا کا بتایا
تمھیں نے گناھوں سے مجھ کو بچایا
تمھیں نے مجھے آدمی ہے بنایا

مری پیاری اماں، مری جان اماں

بہت کی مرے ساتھ تم نے محبت
اٹھائی مرے واسطے سخت محنت
اگر دے خدا مجھ کو عمر اور دولت
تمھاری بجا لاؤں ھر طرح خدمت

مری پیاری اماں، مری جان اماں

Marfat.com

حصۂ دوم

اردو کی دوسری کتاب

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ

جانوروں کا بیان

کبوتر	۵
مور	۸
کوا	۱۱
بھینس	۱۴
گھوڑا	۱۷
اونٹ	۲۳
ہاتھی	۲۷
کتا	۳۴
نیولا	۳۹
چیونٹی	۴۱
مکڑی	۴۴

درختوں کا بیان

بڑ	۴۷
پیپل	۴۹
آم	۵۱
نیم	۵۴
روئی	۵۶
گنا	۵۸

Marfat.com

صفحہ

وقت اور موسموں کا بیان

دن رات ۶۰
صبح ۶۳
شام ۶۶
گرمی ۶۸
جاڑا ۷۰
برسات ۷۳

نظم

بڈھا باپ ۷۵
صفائی ۷۷
گالیوں کی برائی ۸۲

Marfat.com

جانوروں کا بیان

کبوتر

ماں نے بچے کے بہلانے کو کبوتر پال رکھے ہیں۔ چھت پر کھڑی دانہ ڈال رہی ہے۔ بچہ تماشا دیکھنے ماں کے پاس جانا چاہتا ہے۔ سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہے۔ دیکھو! ایک کبوتر چھت پر بیچ میں بیٹھا ہے۔ دوسرا گردن جھکائے دانہ چگ رہا ہے۔ کئی کبوتر چھت کے کنارے منڈیر پر بیٹھے ہیں۔ ان میں ایک لقا ہے، سینہ کسے، دم کو چنور کئے۔ ایک چھتری سے نیچے کو اتر رہا ہے۔ چھتری کہاں ہے؟ وہ منڈر کی دیوار سے بندھی ہوئی ہے۔ ایک سینہ کسے دیوار پر بیٹھا ہے۔ ایک اوپر سے نیچے کو آ رہا ہے۔ وہ کہاں؟ شوالے کے کلس کے برابر۔ ایک محراب کے چھجے پر بھی ہے۔

کبوتر کیا ستھرا جانور ہے۔ اس کی بھولی بھالی صورت، پیاری پیاری گردن، اس کی بانکی چال، رسیلی

Marfat.com

آنکھیں ، اس کا رنگ ، اس کا روپ ، دیکھنے کے قابل ہے۔ ایسی محبت اور ملنساری کسی پرندے میں نہیں۔ دیکھو! سب مل کر کیسے ساتھ اڑتے ھیں۔ آدمی سے کیسے ھل جاتے ھیں اور کس وفاداری سے اسے نباھتے ھیں۔ ان کی یاد تعریف کے قابل ہے۔ وہ اپنے گھروں کو خوب پہچانتے ھیں۔ منزلوں سے بھاگ کر آتے ھیں ، اور برسوں بھی نہیں بھولتے۔ جن لوگوں کو سفر میں بڑے بڑے جوکھوں کے کام پڑتے ھیں وہ ایسے بھروسے کے کبوتر پالتے ھیں ، اور جب جاتے ھیں تو ایک دو ساتھ لے جاتے ھیں۔ ضرورت پڑتی ہے تو مطلب لکھ کر کاغذ ایک کے گلے میں باندھ دیتے ھیں۔ وہ لے کر سیدھا گھر پر آ جاتا ہے۔

بعض کبوتر فقط خوبصورتی کے لئے پالتے ھیں۔ انہیں میں سے لقا ھیں۔ مگر کبوتر کیا ہے ایک تماشا ہے۔ مور تو کبھی ناچتا ہے ، یہ جب کھڑے ھوں ، جبھی ناچتے ھیں۔ دم کو چنور کرتے ھیں ، اور سینہ اس قدر ابھارتے ھیں کہ پیچھے لڑھکے جاتے ھیں۔ دو قدم بڑھتے ھیں ، چار قدم ھٹتے ھیں ، بڑی مشکل سے پل کے پل ذرا سیدھے ھوتے ھیں۔ دو دانے کھائے ، پھر اکڑنے لگے۔

لوٹن عجیب طلسمات کا کبوتر ہے۔ ابھی بھلا

Marfat.com

چنگا پھرتا تھا ابھی ذرا تم نے ھلایا ، اور ایک پلٹا دے کر زمین پر چھوڑ دیا ، وہ اس طرح لوٹنے لگتا ھے گویا ذبح کیا ھوا جانور تڑپتا ھے - اسے تھوڑی دیر میں اٹھا لیتے ھیں - اگر جلدی سے اس کے سر کو نہ پھونکیں تو تڑپ کر مر جائے -

کبوتر اور کبوتری بڑے پیار سے رھتے سہتے ھیں - دونوں اپنے انڈوں بچوں سے بہت محبت رکھتے ھیں - جب انڈوں پر ھوں اور کوئی ھاتھ ڈالے تو جھنجھلا کر کبھی چونچ مارتے ھیں ، کبھی پر مارتے ھیں - کبوتری ایک دن بیچ کرکے دو انڈے دیتی ھے - پہلے سے اکثر نر پیدا ھوتا ھے ، دوسرے سے مادہ - دونوں باری باری سے انڈے سیتے ھیں ، مگر کبوتری زیادہ سیتی ھے - بیس اکیس دن میں بچے نکلتے ھیں - وہ بچوں کو بڑی محبت سے پالتے ھیں - جب پر نکل آتے ھیں ، اور چگنا سیکھ جاتے ھیں تو ماں باپ بھرانا چھوڑ دیتے ھیں - پھر آپ اور انڈے دینے کی تیاری کرتے ھیں ، اور انہیں پر مار مار کر نکال دیتے ھیں کہ جاؤ ، چرو چگو ، آپ اپنا پیٹ پالو -

Marfat.com

مور

دیکھنا درخت کے ایک ٹہنے پر مور بیٹھا ہے، دوسرے پر مورنی۔ مور گردن موڑے مورنی کو دیکھ رہا ہے۔ چبوترے پر دیکھو کیا بہار ہے۔ ایک مور ناچ رہا ہے۔ کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ صراحی دار گردن ہے۔ سر پر شاہی تاج ہے۔ دم کو ایسا پھیلاتا ہے، گویا خوب صورت سا گول پنکھا بنایا ہے۔ اس میں سامنے سے دیکھو تو چاند ہی چاند جڑے ہیں۔ کوئی لاجوردی نظر آتا ہے، کوئی سنہری۔ جب ان پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو رنگ برنگ کے روپ دکھاتے ہیں۔ پیچھے سے جا کر دیکھو تو دم کی اوجھل میں مور نظر ہی نہیں آتا۔ اس وقت کوئی اس کے پاس بھی جا کھڑا ہو تو اسے خبر تک نہیں ہوتی۔

مور کیوں ناچتا ہے؟ یہ خوبصورت اور بانکا جانور ہے۔ اپنی خوبصورتی کو آپ بھی جانتا ہے، اوروں پر بھی جتانی چاہتا ہے۔ لو! مورنی کو سامنے دیکھا ہے، اپنے حسن کی بہار اس کو دکھا رہا ہے۔

مور آدمی سے کم ڈرتا ہے، اور ہلانے سے ہل جاتا ہے۔ شوقین لوگ اس کے بچے پالتے ہیں لیکن

Marfat.com

کوئی باغ پاس ہوتا ہے تو بڑے ہوکر وہاں جا رہتے ہیں ۔ مور ایسا اڑنے والا نہیں ۔ کبھی جی چاہا تو ایک درخت سے اڑا ، دوسرے پر جا بیٹھا ۔

اس کی خوشی یہ ہے کہ سہانا جنگل ہو ، ہرے ہرے درخت ہوں ، زمین پر ہریاول ہو ، یہ آہستہ آہستہ چلتا پھرتا ہو ، جیسے کوئی امیر ہے کہ اپنے باغ میں ٹہل رہا ہے ۔ جب جی چاہا ایک دو آوازیں لگادیں کہ دور دور تک جنگل گونج اٹھا ۔ شام کے وقت اکثر مورنی کو پکارتا ہے ، اور جب بادل گرجتا ہے یا توپ بندوق کی آواز سنتا ہے تو بھی اسی طرح بولتا ہے ۔ اگر جنگل میں بہت سے مور ہوں تو سب بولتے ہیں ۔ اس وقت عجب بہار ہوتی ہے ۔

مور مندروں اور گاؤوں کے پاس رہتے ہیں ۔ صبح شام دانہ چگنے میدانوں یا کھیتوں میں چلے جاتے ہیں ۔ جب گرمی پڑتی ہے تو درختوں کے سائے میں آ جاتے ہیں ۔ رات کو درختوں پر بسیرا لیتے ہیں ۔ ہندو انہیں اچھا جانتے ہیں ، اور بعض جگہ ان کو مارنے کی ممانعت بھی کرتے ہیں ۔ اس کی دم کے پروں کے مورچھل بنتے ہیں ۔ انہیں خوب صورت جان کر مندروں اور خانقاہوں میں اکثر رکھتے ہیں ۔ بچوں کو اس کی دم کا کوئی پر مل جاتا ہے تو کیا خوش ہوتے ہیں ۔ ایک ایک

Marfat.com

کو دکھاتے ھیں۔ پر کیا ہے ایک تماشا ہے۔ کیا چمک دمک ہے۔ سورج کی کرن پڑتی ہے تو کیا بہار دکھاتا ہے۔

مورنی کے پروں پر چمک دمک کچھ نہیں ہوتی۔ سچ پوچھو تو، یہ دلہن اس دولھا کے لائق نہیں۔ شوقین لوگ جنگل سے اس کے انڈے لے آتے ھیں، اور مرغی کے نیچے بٹھا دیتے ھیں، مگر وہ دو سے زیادہ نہیں سے سکتی۔ *

Marfat.com

کوّا

دیکھنا! ایک چھوٹی سی لڑکی بیٹھی ہے۔ روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں ہے۔ کووں نے بچہ دیکھ کر آن گھیرا ہے۔ بچاری کا ٹکڑا چھینے لیتے ہیں۔ کوئی پر پھیلا کر آیا ہے۔ کوئی تاک لگائے بیٹھا ہے۔ کوئی گردن موڑے دیکھ رہا ہے۔ غرض جو ہے اسی تاک میں ہے کہ داؤں لگے تو ٹکڑا ہاتھ سے چھین لے۔ بچاری حیران ہے۔ ننھی سی جان ہے۔ کیا کرے جس ہاتھ میں ٹکڑا ہے اس سے ہنکائے تو ٹکڑا اچک لے جانے کا ڈر ہے۔ دوسرے ہاتھ سے ہٹائے تو وہ زمین پر ٹکا ہوا ہے۔ اسی کے سہارے بیٹھی ہے۔ گر پڑنے کا خوف ہے۔ ناچار ٹکڑا چھاتی سے لگا لیا ہے۔

یہ بڑا ڈھیٹ جانور ہے۔ چال بھی سب سے نرالی ہے۔ جہاں تہاں ایسا کودتا پھرتا ہے، گویا ساری زمین اس کے باپ دادا کی جاگیر ہے۔ انگنائی سے اڑایا دیوار پر جا بیٹھا۔ دیوار سے اڑایا منڈیر پر آ بیٹھا۔ جہاں پیٹھ موڑی پھر انگنائی میں موجود ہے۔ سیانا بڑا ہے۔ ذرا سے اشارے کو تاڑ جاتا ہے، اور جھٹ اڑ جاتا ہے۔ مگر وہاں سے ہٹ کر پھر سامنے آ بیٹھتا ہے،

Marfat.com

اور اس طرح کائیں کائیں کرتا ھے، گویا لڑتا ھے۔

کوئی جگہ اس سے خالی نہیں۔ آبادی ھو یا ویرانہ جنگل ھو یا پہاڑ، جہاں جاؤ کوا موجود ھے۔ وھی اس کی کالی وردی ھے، وھی اس کی کائیں کائیں۔ چوری اس کی ذات میں ھے۔ جو چیز پاتا ھے، اٹھا لے جاتا ھے۔ اس کے کام کی ھو یا نہ ھو۔ اس کی نظر بہت تیز ھے۔ دور سے دیکھتا ھے اور چلاتا ھوا دوڑتا ھے۔

یہ چھوٹے چھوٹے پرندوں کو بہت ستاتا ھے۔ انہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ جہاں یہ موذی آیا اور ان کے ھوش اڑے۔ یا تو فوراً اڑ جاتے ھیں یا بچارے چلاتے ھیں۔ ایسا معلوم ھوتا ھے، جیسے کوئی ظالم کی فریاد کرتا ھے۔ بچاری چڑیا کی تو جان کا دشمن ھے۔ جہاں اس کے انڈے بچے ھوں ھر وقت منڈلاتا رھتا ھے، اور موقع پاتا ھے تو جھٹ انہیں چونچ میں دبا کر اڑ جاتا ھے۔ وہ بچارے چیں چیں کرتے رہ جاتے ھیں۔

صبح ھوئی اور اس نے کائیں کائیں شروع کی۔ میٹھی نیند میں وہ آواز کیسی کڑوی لگتی ھے۔ مگر اسے سارا دن ھے اور پیٹ کا دھندا ھے۔ پہلے تو جو پاس پڑوس میں نظر آیا وہ اڑایا پھر گدھوں کے آگے مردار پر داؤں لگایا۔ باغ میں جا کر دو چار پھل چرا

Marfat.com

کھائے۔ کھیتوں پر جا کر کرم چگے۔ وہاں کچھ بویا ہوا ہے تو اسے خراب کیا۔ درختوں پر کسی کے انڈے بچے چٹ کئے۔ پھرتے پھرتے شام ہوگئی، اور تھک گیا تو وہاں سے اڑا، اور اپنے ٹھکانے ہی پر جا کر دم لیا۔

کووں کا ایکا تعریف کے قابل ہے۔ ایک آواز دیتا ہے تو بیسیوں کوے کائیں کائیں کرتے آن موجود ہوتے ہیں۔ یہ ہمیشہ بڑے بڑے درختوں پر گھونسلا بناتا ہے، اور اونچی ٹہنیوں پر رہتا ہے۔ کوے کوی میں بہت محبت ہوتی ہے۔ یہ گرمی میں انڈے دیتی ہے۔ ایک چرنے چگنے کو جاتا ہے، ایک گھونسلے پر رہتا ہے۔ مگر جب دیکھتا ہے کہ کسی کا ارادہ گھونسلے پر ہے تو کائیں کائیں کرنے لگتا ہے۔ آس پاس کے کوے جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ غل مچاتے ہیں۔ جھپٹ جھپٹ کر آتے ہیں، اور موقع پاتے ہیں تو ٹھونگ بھی مار جاتے ہیں۔

Marfat.com

بھینس

دیکھنا! جوھڑ میں کئی بھینسیں ھیں۔ ایک کی پیٹھ، سینگ اور کچھ سر دکھائی دیتا ھے، باقی دھڑ پانی میں ھے۔ ایک کا صرف سر نظر آتا ھے۔ چرواھا باھر لکڑی لئے کھڑا ھے۔ ایک کو اینٹیں مار کر باھر نکال رھا ھے، باقی کو بھی اسی طرح نکالے گا۔

بھینس بڑی بھدی ھوتی ھے۔ تھوڑی دور بھی نہیں بھاگ سکتی۔ گلے کے گلے لڑکے ھانکتے ھیں۔ جنگل لے جاتے ھیں۔ پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے ھیں۔ ڈنڈے مارتے ھیں۔ شام ھوتے سب کو گھیر لاتے ھیں۔

گرمی سے بہت گھبراتی ھے۔ کیچڑ پانی میں ھو تو خوش رھتی ھے۔ پانی کو غنیمت سمجھتی ھے۔ نہر، تلاؤ، جوھڑ جہاں پانی پاتی ھے، جھٹ گھس جاتی ھے۔ بہت پانی ھو تو کھڑی رھتی ھے۔ تھوڑا ھو تو جھٹ بیٹھ جاتی ھے۔ سارا بدن اس میں چھپا لیتی ھے، مگر تھوتھنی باھر نکال دیتی ھے کہ دم نہ گھٹے۔ اس کی گردن گائے کی نسبت خدا نے اونچی بنائی ھے۔

اس میں طاقت بہت ھوتی ھے۔ جہاں ندی نالے میں زور کا پانی جاتا ھو اور پار جانا ھو تو بھینس

Marfat.com

کو پانی میں ڈالتے ہیں۔ دم پکڑ لیتے ہیں اور پار اتر جاتے ہیں۔ اسے بہاؤ کے زور کی کچھ پروا نہیں۔ گہرا پانی ہو تو تیر بھی جاتی ہے۔ جو تیراک نہ ہو وہ اس پر سوار ہو جاتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ جب چاہتی ہے بیٹھ جاتی ہے۔ سوار بچارا غوطے کھاتا رہ جاتا ہے۔

یہ گائے سے بہت زیادہ دودھ دیتی ہے، اور دودھ بھی گاڑھا ہوتا ہے۔ اس میں بہت مکھن نکلتا ہے مگر مزے میں گائے کا دودھ اچھا ہوتا ہے۔

بھینسے لادنے کے کام آتے ہیں اور بیلوں سے زیادہ بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ہزاروں من اناج اور اسباب شہر بشہر پہنچاتے ہیں۔

کوے بھی اس غریب کو بھدا سمجھتے ہیں۔ اس پر آ بیٹھتے ہیں، اور ٹھونگیں مارتے ہیں، مگر اس میں اسی کا فائدہ ہے۔ اس کے بدن میں چیچڑیاں لگی ہوتی ہیں وہ چن لیتے ہیں۔ جب بھینس کا دودھ دوھتے ہیں تو بچے کو پاس کھڑا کرلیتے ہیں۔ جب تک وہ تھن میں دو منہ نہ مارے دودھ نہیں اترتا۔ اس میں مالک کا فائدہ ہے۔ بچے کو باندھ رکھتے ہیں، اور اسے چرائی پر بھیج دیتے ہیں۔ گوالا دودھ نہیں دوہ سکتا۔ بکری میں یہ بات نہیں۔ اسے کوئی ہو، جہاں چاہے دوہ لے۔

Marfat.com

جیسی پلی ہوئی بھینس غریب ہوتی ہے۔ ویسی ہی جنگلی بھینس مرکھنی ہوتی ہے۔ جنگلی نر ارنا بھینسا کہلاتا ہے۔ اس میں ایسا زور ہوتا ہے کہ ٹکر مارتا ہے تو ہاتھی کو بھی گرا دیتا ہے۔

Marfat.com

گھوڑا

یہ کن لوگوں کی تصویر ہے؟ عرب کے رہنے والوں کی ہے۔ کیونکر جانا؟ لباس سے۔ بتاؤ اس میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ کھجوروں کے چار درخت ہیں۔ دو خیمے کے پاس ہیں۔ دو گھوڑے کے پیچھے ہیں لیکن بہت دور ہیں، اس لئے چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک بڑا سا خیمہ کھڑا ہے جس کی چوٹی کھجوروں کے نیچے نظر آتی ہے۔ اس کے سامنے بچھیرا گردن موڑے کھڑا ہے۔ بچھیرے کے پاؤں کے پاس کاٹھی پڑی ہے۔ ایک عورت بچے کو سہارا دئے بیٹھی ہے۔ بچہ دامن میں گھوڑی کو دانہ کھلا رہا ہے باپ ہاتھ میں برچھا لئے کھڑا دیکھ رہا ہے۔

عرب کے گھوڑے خوب صورتی میں مشہور ہیں مگر ان میں بڑی خوبی یہ ہے کہ بھوک پیاس کے دکھ اٹھاتے ہیں، گرمی سردی میں کڑی منزلیں کرتے ہیں اور نہیں ہارتے۔ عرب کے لوگ جنگلوں میں اپنے خیمے ڈالے پڑے رہتے ہیں۔ وہی ان کے گھر ہیں۔ انہی میں اپنے اپنے گھوڑوں کو بھی رکھتے ہیں۔ وہ انہیں بال بچوں کی طرح پالتے ہیں اور گھوڑے بھی اسی طرح

Marfat.com

رہتے ہیں۔ بچے انہیں پیار کرتے ہیں۔ ان سے کھیلتے ہیں۔ وہ بچوں سے کھیلتے ہیں۔ کیا مجال کہ کسی کو دکھ دیں۔

گھوڑا سمجھ دار جانور ہے۔ اپنے تھان کو پہچانتا ہے۔ اپنے آقا کو جانتا ہے۔ بلکہ جس رستے ایک دو دفعہ جائے اسے بھی نہیں بھولتا۔

ایک گھوڑی گاؤں میں تھی اور اپنے بچے کو لئے جنگل میں چرا کرتی تھی۔ ایک دن دوڑی دوڑی مالک کے گھر آئی۔ ہنہنانے لگی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ بے چین ہے۔ مالک سمجھا کہ ضرور کچھ نہ کچھ صدمہ اس پر ہوا۔ اور گھوڑی ہنہناتی ہوئی پھر بھاگی۔ مالک بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ ایک نالہ پاس تھا۔ وہاں آئی تو معلوم ہوا کہ گھوڑی کا بچہ اس میں گر پڑا ہے اور نکل نہیں سکتا۔ مالک نے آدمیوں کو بلا کر اسے نکلوایا اور گھوڑی کو بہت پیار کیا۔

اس میں خوبی یہ ہے کہ جس طرح سدھاؤ سیکھ جاتا ہے۔ رسالوں اور توپ خانوں میں گھوڑے آدمیوں کی طرح بگل کی آواز سمجھتے ہیں۔ قواعد میں کبھی سوار گر پڑتے ہیں تو خالی گھوڑے اسی طرح کام دئے جاتے ہیں۔ بگل کی آواز پر دائیں، بائیں، آگے،

Marfat.com

گھوڑا

یہ گھوڑا ایک نہایت خوبصورت جانور ہے - اسکی صورت سے چالاکی معلوم ہوتی ہے

بوجہ اسکے کہ اور جانور بھی مضبوط ہیں مگر اسمیں دم تو خوب ہوتا ہے - اور دم بہ

چالاکی بہت دیکھنے میں ہے سمجھ ایسی اچھی ہے کہ جلد سدھ جاتا ہے اور سکھایا جاتا ہے - گھوڑا

اور تیزی تو نہیں گھوڑے کی آنکھ اور قسم کی دیکھو ہے - تیز ہوتے ہیں قواعد

بہتیرے ... ہیں - فال گھوڑے ... اسیطرح کے ہیں - کعبہ کی آواز

دائیں بائیں آگے پیچھے چلتے ہیں قدم اٹھاتے ہیں - جب ... ہیں

خوب ... ہیں اور اپنے ... پر ... ہوتا ہے

Marfat.com

نقل

ایک سپاہی کا گھوڑا بدک کر بھاگ پڑا۔ اور اس کو

لڑائی میں ایک رسالہ آکر جنگل کی سیاہی میں گھوڑا اکیلا دشمن کی فوج میں جا پڑا۔ وہاں

ایک انگریز سپاہی نے اسے پکڑ لیا اور سوار ہو کر میدان میں آیا۔ ٹھیک وہاں سے دور سے دیکھ کر

پہچان لیا۔ اور اپنے جنگل میں بلانے کی آواز دی۔ گھوڑا سنتے ہی آواز پر دوڑا۔ اور

اسی سوار سمیت اپنے لشکر میں چلا آیا

گھوڑا کیسا ہی تیز ہو سواری سے بھاگ نہیں سکتا۔ بگڑی کی شدت میں ہمت نہیں ہارتا۔

جنگجو جرنیل پہنچتے ہیں وہاں ہت سواروں پر اکثر وقت پڑتے ہیں۔ کہا گھوڑا اور

پیچھے بڑھتے ہیں، ہٹتے ہیں۔ جب رسالہ پھر کر آتا ہے تو وہ بھی آتے ہیں اور اپنے تھان پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لڑائی میں ایک رسالے کا بگل بجانے والا گھوڑے پر سے گر پڑا، اور اس کا گھوڑا کسی طرح دشمن کی فوج میں جا پڑا۔ وہاں ایک اور سپاہی نے اسے پکڑ لیا، اور سوار ہوکر میدان میں لڑنے آیا۔ بگل والے نے دور سے دیکھ کر پہچان لیا اور اپنے بگل میں بلانے کی آواز دی۔ گھوڑا سنتے ہی آواز پر دوڑا اور اس سوار سمیت اپنے لشکر میں چلا آیا۔

ایک توپ خانے میں گھوڑوں کی جوڑی ساتھ جتا کرتی تھی۔ ایک دن توپ خانہ لڑائی پر گیا، اور ایک گھوڑا مارا گیا۔ دوسرا جیتا پھر آیا۔ جب لا کر باندھا تو وہ اکیلا ادھر ادھر دیکھتا رہا، جیسے کسی کو ڈھونڈتا ہے۔ یہ گھوڑا اپنی جوڑی کے ساتھ دانہ کھایا کرتا تھا۔ جب دانہ سامنے لا کر رکھا تو اس پر بھی منہ نہ ڈالا۔ ایک اور گھوڑے کو پاس لا کر کھڑا کیا۔ پھر بھی نہ کھایا۔ یوں ہی بھوکا پیاسا کھڑا رہا۔ آخر تین دن کے بعد مر گیا۔

گھوڑا کیسا ہی تھکا ماندہ ہو، سواری سے نہیں ہٹتا، اور گرمی کی شدت میں ہمت نہیں ہارتا۔ جس

Marfat.com

طرح ہو، منزل پر پہنچا ہی دیتا ہے۔ سواروں پر اکثر وقت پڑے ہیں کہ گھوڑا اڑا کر بھاگے ہیں۔ اس وفادار نے انہیں ٹھکانے پر پہنچایا ہے، اور خود پہنچتے ہی مر گیا ہے۔ ایسی صورت وہاں ہوتی ہے، جہاں سوار کی جان ہی پر آ بنے۔ نہیں تو ایسا بے رحم کون ہوگا جو بے زبان جانور سے ایسی سخت محنت لے۔

اس کے جسم کی بہت سی چیزیں کام میں آتی ہیں۔ چمڑے کے کپے بنتے ہیں، بالوں کی چوڑیاں، پٹھوں اور نسوں کا سریشں۔ ہڈیوں سے چھریوں کے دستے، سموں سے طرح طرح کی اور چیزیں بناتے ہیں۔ چربی کا تیل نکال کر جلاتے ہیں۔

Marfat.com

اُونٹ

آؤ تمہیں ایک تصویر دکھائیں۔ بتاؤ اس میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ سرس کا درخت ہے جسے پنجاب میں سریں کہتے ہیں۔ اس درخت کی جڑ میں ایک ساربان بیٹھا ہے۔ سامنے حقہ دھرا ہے۔ ایک اور ساربان کھڑا ہے۔ اس کی پیٹھ دکھائی دیتی ہے۔ اونٹ کے ہیں؟ سات ہیں۔ ایک ادھر کو پیٹھ موڑے بیٹھا ہے۔ ایک کے منہ میں رسی بندھی ہے۔ ایک نے ٹہنی توڑی ہے۔ پتے کھا رہا ہے۔ ساربانوں کے پیچھے کی طرف ایک اونٹ کھڑا ہے اور ایک بیٹھا ہے۔ دائیں طرف کو ایک سر جھکائے گھاس کھا رہا ہے۔ ایک اس کے پاس بیٹھا ہے جہاں چھوٹے چھوٹے دو درخت نظر آتے ہیں۔ ایک طرف کو اونٹوں کا اسباب بھی پڑا ہے۔

اونٹ کی صورت دیکھی؟ کیسی نرالی وضع کی ہے! چھوٹا سا سر، ٹانگیں اور گردن لمبی اور پتلی، بیچ میں سے پیٹھ اونچی۔ ہاں سچ ہے۔ جبھی یہ مثل مشہور ہے۔ 'اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی'۔ لیکن سوچو تو کوئی چیز فائدے سے خالی نہیں۔ دیکھو! لمبی گردن نہ ہوتی تو زمین پر کیوں کر

Marfat.com

چرتا ؟ پانی کیونکر پیتا ؟ ٹانگیں چھوٹی ہوتیں تو درختوں کے پتے کیونکر کھاتا ؟ گھوڑا لگام سے قابو میں رہتا ہے ، یہ نکیل سے۔ دیکھو! ایک پتلی سی رسی ناک میں پڑی ہے، اور اتنا بڑا جانور بے بس ہے۔

یہ اصل میں ان ملکوں کا جانور ہے جہاں ریت زیادہ ہوتی ہے اور پانی کم، اسی لئے خدا نے اس کا جسم بھی ویسا ہی بنایا ہے۔ دیکھو! پپوٹے بھاری ہیں ، اور لٹکے ہوئے ۔ان سے آنکھوں کا بڑا بچاؤ ہے۔ گرمیوں میں ریگستان کے اندر دھوپ بڑی تیز پڑتی ہے۔ یہی پپوٹے دھوپ کی تیزی سے بچارے کی آنکھیں بچاتے ہیں۔ نتھنے ایسے ہیں جب چاہے بند کر لے۔ ان سے بڑا آرام ہے۔ ریگستان میں بڑے زور شور کی آندھیاں آتی ہیں۔ ریت کے ڈھیر کے ڈھیر ایک طرف سے اڑتے ہیں، دوسری طرف جا پڑتے ہیں۔ یہ غریب نتھنے بند کر لیتا ہے، اور اس دکھ سے بچا رہتا ہے۔ لمبے لمبے ہونٹ ہیں۔ ان میں اتنی طاقت ہے کہ جھاڑیوں کے پتے آسانی سے توڑ لیتا ہے۔ اوپر کا ہونٹ پھٹا ہوا ہے۔ کوئی چیز پکڑنی ہو تو اس سے بھی پکڑ سکتا ہے۔ خدا نے منہ ایسا بنایا ہے کہ جھاڑیوں کے کانٹے ذرا نہیں چبھتے۔ کانٹوں دار جھاڑیاں بہت بھاتی ہیں جو ریگستان میں اکثر ہوا کرتی ہیں۔ گھاس ، درختوں کے

Marfat.com

پتے، کڑوے ہوں یا کسیلے، غرض جو سامنے آجائے وہی اس کا چارا ہے۔ پیٹ ایسا بنایا ہے کہ بہت سا پانی ایک بار پی لیتا ہے کہ پانچ چھ دن کو کافی ہوتا ہے۔

اس کی پیٹھ پر چربی کا ایک بے ڈول سا پنڈا ہے۔ اسے کوھان کہتے ہیں۔ اس میں یہ عجیب بات ہے کہ جب اونٹ کو کئی کئی دن کھانا نہیں ملتا تو یہ چربی پگھلتی ہے، اور اس کی غذا بنتی ہے۔ غور سے دیکھو تو اس کے پاؤں میں دو انگلیاں معلوم ہوتی ہیں، اور ان پر ناخن جیسے سم ہوتے ہیں۔ پاؤں خوب چوڑا ہوتا ہے، اور پنجے کی طرف سے نرم اور لچک دار جیسے بگھی کی گدی۔ یہی باعث ہے کہ ریت پر اچھی طرح ٹکتا ہے مگر جہاں کیچڑ ہو، وہاں پھسل جاتا ہے، اور بچارا بری طرح گرتا ہے۔

جب بوجھ لادتے ہیں تو نکیل پکڑ کر بٹھا لیتے ہیں۔ بچارا منہ پھاڑ پھاڑ کر غل مچاتا ہے، سر ہلاتا ہے، اور لدے جاتا ہے۔ جب ڈاک اور ریل نہ تھی تو اس سے بڑے بڑے کام نکلتے تھے۔ اب بھی جہاں ریل نہیں، وہاں سینکڑوں من مال یہی اٹھاتے ہیں، اور ملکوں ملکوں میں پہنچاتے ہیں۔ رستے میں پہاڑ آئے یا جنگل، کہیں نہیں رکتے۔

Marfat.com

لدو اونٹ سے سواری کا اونٹ تیز اور خوب صورت ہوتا ہے۔ نر ہو یا مادہ اسے سانڈنی کہتے ہیں۔ اس کے نزدیک پچاس ساٹھ کوس چلنا کوئی بڑی بات نہیں۔

اونٹنی کا دودھ پیتے ہیں، پر مزیدار نہیں ہوتا۔ کہیں کہیں مکھن اور گھی بھی نکالتے ہیں۔ بالوں کے چغے اور دھسے بناتے ہیں۔

Marfat.com

ہاتھی

ذرا تصویر دیکھو! سڑک پر کئی آدمی جا رہے ہیں۔ ایک عورت کے سر پر ٹوکرا ہے۔ ایک اونٹ بھی چلا جاتا ہے۔ ہاتھی سونڈ اٹھا کر پانی پھینک رہا ہے۔ درزی بالا خانے پر بیٹھا کام کرتا تھا۔ اس کے منہ پر پانی پڑ رہا ہے۔ غریب نے دونوں ہاتھ منہ کے سامنے کر لئے ہیں، لیکن پانی کب رک سکتا ہے۔ بچارا سارا بھیگ گیا ہے۔ قینچی سے کچھ کترتا تھا۔ وہ ہاتھ سے چھٹ گئی ہے۔ آؤ اس ہاتھی اور درزی کی کہانی سنائیں:

کہتے ہیں۔ کسی امیر کا بہت پیارا ہاتھی تھا۔ مہاوت روز دریا پر نہلانے لے جایا کرتا تھا۔ رستے میں ایک درزی کی دکان تھی۔ ایک دن ہاتھی نے دکان میں سونڈ ڈالی۔ درزی روٹی کھا رہا تھا۔ ایک روٹی اس کی سونڈ میں دے دی۔ ہاتھی روٹی لے کر چلا گیا۔ جب دوسرے دن ادھر آیا تو پھر سونڈ بڑھائی۔ درزی کو بھی خیال تھا، اس نے کچھ روٹی رکھ چھوڑی تھی، وہ دے دی۔ اسی طرح دونوں کی دوستی ہو گئی۔ جب ہاتھی آتا، اور سونڈ ڈالتا، کبھی درزی روٹی دیتا، کبھی ترکاری، کبھی میوہ۔ ہاتھی خوشی لے کر

Marfat.com

چلا جاتا۔ ایک دن درزی کچھ خفا بیٹھا تھا۔ ہاتھی نے آکر سونڈ ڈالی۔ درزی نے اس میں سوئی چبھو دی۔ ہاتھی نے جلدی سے سونڈ کھینچ لی، اور چپکا چلا گیا۔ جب دریا سے پھرا تو بہت سا کیچڑ پانی سونڈ میں بھر لایا۔ دکان کے پاس آیا تو سونڈ اٹھا کر درزی پر سب ڈال دیا۔ درزی کیچڑ میں بھر گیا۔ اچھے اچھے کپڑے سئے جاتے تھے، وہ بھی خراب ہوگئے۔ ہاتھی جھومتا جھامتا چلا گیا۔ درزی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

خدا کی قدرت دیکھو، کیا ڈیل ڈول ہے، اور کیسا بھدا جانور ہے۔ پھر بھی پھرتی میں کچھ کم نہیں۔ عقل میں آدمی کی طرح اشارے سمجھتا ہے۔ بہادری میں شیر سے لڑتا ہے۔ جب چنگھاڑ مارتا ہے تو شیر کا دل دھل جاتا ہے۔ اس کا سر تو دیکھو جیسے دو تربوز ملا کر دھر دئے ہیں۔ کان دیکھو جیسے دو چھاج ہل رہے ہیں۔ آنکھیں بہت چھوٹی چھوٹی ہیں۔ دیکھتا کم ہے مگر سنتا بہت ہے۔ دور سے آہٹ پاتا ہے تو جھٹ چوکنا ہو جاتا ہے۔

اس کے دانت لمبے اور خوب صورت ہوتے ہیں۔ برس کے برس، کبھی تیسرے چوتھے برس انہیں کاٹ ڈالتے ہیں۔ وہ پھر نکل آتے ہیں۔ ہاتھی دانت سے جو چیزیں بنتی ہیں تم نے دیکھی ہونگی۔ کیا خوب صورت

Marfat.com

ہوتی ہیں۔ اکثر نروں کے ایسے دانت ہوتے ہیں۔
ان دانتوں کے سوا ہاتھی کے منہ میں اور بھی دانت ہیں۔
ان سے اپنی خوراک کھاتا ہے۔ اس لئے یہ مثل مشہور
ہے۔ 'ہاتھی کے دانت، کھانے کے اور دکھانے کے اور'۔
یہ مثل وہاں بولتے ہیں جہاں دل میں کچھ اور ہو،
زبان پر کچھ اور۔ اس کی سونڈ دیکھو، کیا لمبی ہے۔
یہی اس کی ناک ہے۔ یہی اسے پنجے کا کام دیتی ہے۔
اسی سے ہر ایک چیز کو اٹھا لیتا ہے۔ اسی سے چارا
کھاتا ہے۔ اسی میں ایک مشک پانی کھینچ لیتا ہے۔
اسی سے منہ میں ڈال کر پی جاتا ہے۔

اسی میں درخت کی ٹہنی پکڑتا ہے، اور پنکھے
کی طرح ہلاتا ہے۔ اسی کے سرے پر ایک چھوٹی سی
چیز ہے، وہ انگلی کا کام دیتی ہے۔ تھان پر جب لیٹتا
ہے تو پہلے گھاس یا درختوں کی ٹہنیاں بچھا لیتا ہے۔
کروٹ بدلتا ہے تو ادھر بچھونا کر لیتا ہے۔ ہاتھی
پانی میں بڑا خوش ہوتا ہے۔ دریا میں غوطہ مارتا ہے.
اور سونڈ کا سرا باہر نکال دیتا ہے۔ گھڑیوں اندر ہی
بیٹھا رہتا ہے۔ جب ہاتھی تھان پر ہو تو سر پر
مٹی اچھال کر کھیلتا ہے، مگر سواری میں خاک نہیں
اڑاتا۔ سکھانے سے بہت کچھ سیکھ جاتا ہے۔ ہر کام کے
لئے لفظ مقرر ہیں۔ اسی آواز پر کھاتا ہے، پیتا ہے،

Marfat.com

بیٹھتا ہے، اٹھتا ہے، ٹھیرتا ہے، گری ہوئی چیز اٹھا لیتا ہے۔ جسے مہاوت کہے، سلام کرتا ہے۔

جب مہاوت راتب کھلاتے ہیں تو بڑے بڑے نوالے بناتے ہیں، اور گھاس میں لپیٹ کر سونڈ میں دیتے جاتے ہیں۔ کوئی مہاوت چوٹا ہو تو جس نوالے کو اشارہ کردے ہاتھی گلے میں چھپا رکھتا ہے۔ الگ آکر مانگے تو جوں کا توں جیسا تھا ویسا ہی نکال کردے دیتا ہے۔

دیکھو! اتنا بڑا جانور ہے، نہ اس کو نکیل کی ضرورت ہے نہ لگام کی حاجت۔ مہاوت گردن پر سوار ہے، جدھر پاؤں کا اشارہ کرتا ہے، ادھر ہی گردن جھکائے چلا جاتا ہے۔

ہاتھی بادشاہوں اور امیروں کی سواری دیتے ہیں۔ جو شیر کا شکار کرتے ہیں وہ ہاتھیوں پر سوار ہوتے ہیں، اور بندوق سے شیروں کو مارتے ہیں۔ ہاتھی عمارتوں کے لئے بھاری بھاری چیزیں ڈھوتے ہیں۔ ندی نالوں سے پار اتارتے ہیں۔ بڑی بڑی توپیں کھینچتے ہیں۔ لشکروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جب تک توپخانے نہ تھے تو لڑائی حملے کے وقت بہت کام آتے تھے۔ لیکن یہ جانور اول تو آگ سے بہت ڈرتا ہے، دوسرے توپ کا ایک گولا لگے تو بچارا ایسا گر پڑتا ہے، جیسے کوئی مکان

Marfat.com

گرا، اور توپ کی گرج سے ڈر کر بھاگتا ہے تو اپنی ہی فوج کو روندتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اس واسطے اب لڑائی کے کام میں نہیں لیتے۔

پنجاب میں ہاتھی کا بن نہیں۔ بنگالے، بہار، دکن کی طرف بہت ہوتے ہیں۔

اکثر ایسے جنگلوں میں رہتے ہیں جہاں گھنے درخت ہوں۔ وہاں اپنے آرام کی جگہ بنا لیتے ہیں۔ انہیں جنگلوں میں گلے کے گلے پھرتے ہیں، اور ایک گلے میں ایک ہی کنبے کے ہاتھی ہوتے ہیں۔ کبھی مل بھی جاتے ہیں، مگر جب کچھ ڈر معلوم ہوتا ہے تو کنبے کنبے کے ہاتھی الگ الگ غول باندھ لیتے ہیں۔ ہاتھی جنگل میں پھرنے چلنے کو دور دور نکل جاتے ہیں، مگر بڑے بندوبست سے جاتے ہیں۔ ایک آگے چلتا ہے کہ بھلے برے کی خبر رکھے، اور یہ اکثر بوڑھی ہتنی ہوتی ہے، اور جب سوتے ہیں تو اس وقت بھی کوئی نہ کوئی چوکیدار ہشیار رہتا ہے۔ وہ بھی اکثر ہتنی ہوتی ہے۔

ان کا گلہ پکڑنا ہو تو یہ ترکیب کرتے ہیں کہ جس بن میں یہ رہتے ہیں۔ وہاں بہت سے آدمی مل کر جاتے ہیں۔ جب یہ خبر پاتے ہیں کہ ہاتھی چلے آتے ہیں تو ان کے گرد پھیل جاتے ہیں۔ اور دو تین

Marfat.com

گھنٹے میں بانسوں کا ایک حلقہ بنا لیتے ہیں۔ یہ حلقہ چھ سات میل کا ہوتا ہے۔ اس حلقے کے اندر ایک اور چھوٹا سا حلقہ بلیوں کا تیار کرتے ہیں۔ یہ حلقہ گھن دار درختوں کی آڑ میں ایسی جگہ بناتے ہیں کہ جہاں ہاتھیوں کی آمد رفت ہوتی ہے۔ اس کا دروازہ چار گز چوڑا رکھتے ہیں۔ دروازے سے پچاس گز تک دو طرفہ باڑ سی باندھ دیتے ہیں۔ باڑ کے اندر کے رخ خندق کھود دیتے ہیں۔ جب یہ کام کر چکتے ہیں تو بندوقیں چھوڑتے ہیں، اور شور مچاتے ہیں۔ جب ہاتھی حلقے کے اندر آ جاتے ہیں تو جھٹ دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ اکیلا ہاتھی کئی ترکیبوں سے پکڑا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے، لیکن بڑی جان جوکھوں کا کام ہے۔ تین چار سدھے ہوئے ہاتھی لے جاتے ہیں۔ ان پر موٹے موٹے رسے ہوتے ہیں۔ ایک سرا ہاتھی سے بندھا ہوتا ہے، دوسرے میں پھندا۔ ہر ایک ہاتھی پر تین آدمی بیٹھتے ہیں۔ مہاوت گردن پر، پھندا ڈالنے والا پیٹھ پر، ریلنے والا دم کے پاس پٹھوں پر۔ جب جنگلی ہاتھی پاس رہ جاتا ہے تو ہاتھیوں کو اس کے پیچھے ڈالتے ہیں۔ زد میں آ جاتا ہے تو پھندے والے ادھر ادھر سے اس کی گردن میں پھندے ڈالتے ہیں، اور بچارے کو پھانس لیتے ہیں۔

Marfat.com

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ہتنی کے ساتھ اور ہاتھیوں کا غول اکثر دو تین دن وہیں رہتا ہے۔ اس عرصے میں بچہ چلنے پھرنے لگتا ہے اور سفر کے قابل ہو جاتا ہے۔ کہیں دریا کے پار جانا ہوتا ہے تو ماں پانی میں پیچھے رہتی ہے، بچے کو آگے کرتی ہے، اور سونڈ سے سہارا دیتی ہے۔ جب تین چار مہینے کا ہو جاتا ہے تو پانی میں اکیلا تیرتا ہے یا ماں کے کندھوں پر چڑھ لیتا ہے۔ ہاتھی پچیس برس میں پورے قد کا ہوتا ہے۔ پینتیس برس میں خوب مضبوط ہو جاتا ہے۔ اکثر اسی برس تک جیتا ہے۔ کوئی سو یا سو سے زیادہ تک بھی پہنچتا ہے۔

Marfat.com

کُتّا

جہاں دس گھر بھی آدمیوں کے ہوں گے وہاں ایک کتا ضرور موجود ہوگا۔ اس کی خوبیاں ایسی ہیں کہ خواہ مخواہ اس کا رہنا غنیمت معلوم ہوتا ہے۔ ایسا غریب، ایسا ہشیار، ایسا محبت والا کوئی جانور نہیں۔ یہ اشرافوں کا دربان ہے۔ گڈریوں کا چوکیدار ہے۔ شکاریوں کا مددگار ہے۔

اس کی سمجھ بہت اچھی ہے۔ جس طرح سدھاؤ، اسی طرح کام کرتا ہے۔ اسے غریبی اور امیری برابر ہے۔ جس کا ہو رہا، اسی کا ہو رہا۔ سوکھے ٹکڑے آدھے پیٹ کھائے گا مگر جس گھر کا ہے وہیں رہے گا۔ اچھے کھانوں کے لئے امیر کے گھر نہ جا رہے گا۔ اپنے مالک کا برے وقتوں میں رفیق رہتا ہے، اور وقت پڑے پر جان تک دے دیتا ہے۔ یہ نیک جانور نیکی کو یاد رکھتا ہے۔ برائی کو بھول جاتا ہے۔ نیکی کرنے والا اسے دکھ بھی دے تو خیال نہیں کرتا۔ ابھی بلائیے تو دم ہلاتا چلا آتا ہے۔ جس ہاتھ سے مار کھاتا ہے، دم بھر میں اسی کو چاٹنے لگتا ہے۔

دیکھو! تصویر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماں

Marfat.com

بچے کو چارپائی پر سوتا چھوڑ کہیں کام کو گئی ہے۔ بھیڑئے نے لڑکے کو کپڑے سمیت پکڑ کر گھسیٹ لیا ہے، مگر بچے کے بچانے کو گھر کا وفادار کتا چلا آتا ہے۔ یقین ہے ایسا بچائے گا جیسا اس کہانی میں ہے۔

ایک شخص کو شکار کا بہت شوق تھا۔ اس نے ایک کتا بھی پال رکھا تھا۔ اسے بہت پیار کرتا، اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ایک دن شکار کو گیا اور کتے کو گھر چھوڑ گیا۔ اس کے نہ ہونے سے شکار میں بھی مزا نہ آیا۔ شام کو پھر کر آیا تو کتا اسے دیکھتے ہی دم ہلاتا دوڑا آیا۔ اس نے دیکھا کہ کتے کا منہ اور پنجے لہو میں بھرے ہیں۔ اندر آیا تو دیکھا کہ جا بجا لہو کی چھینٹیں بھی پڑی ہیں۔

اس شخص کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ اسے ادھر ادھر دیکھا، کہیں دکھائی نہ دیا۔ پکارا تو بھی نہ بولا، سمجھا کہ کتے نے ضرور بچے کو مار ڈالا۔ بہت رنج ہوا۔ تلوار کھینچ کر دوڑا، اور بولا۔ "کہ ظالم تو نے غضب کیا، میرے کلیجے کے ٹکڑے کو پھاڑ کھایا"۔ غریب کتا دبک کر زمین پر گر پڑا، اور اس کی طرف ایسا دیکھنے لگا، جیسے کوئی کہتا ہے کہ رحم کرو، رحم کرو۔ مالک کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو رہی

Marfat.com

تھی۔ ایک ایسی تلوار ماری کہ کتے نے ایک چیخ ماری، اور دم توڑ کر رہ گیا۔ بچہ اس کا الگ کمرے میں سوتا تھا۔ کتے کی آواز سے وہ چونکا، اور رونے لگا۔ یہ حیران ہوکر وہاں گیا۔ دیکھے تو بچہ بھلا چنگا اپنے بچھونے پر لیٹا ہے، اور ایک بھیڑیا اس کے پاس مرا پڑا ہے۔ معلوم ہوا کہ بھیڑیا گھر میں گھس آیا تھا۔ وہ بچے کو کھانا چاہتا تھا، اور کتے ہی نے اسے مار کر بچے کی جان بچائی تھی۔ بچے کو جلدی سے گود میں اٹھا لیا، اور بہت پچتایا، مگر پھر پچتائے سے کیا ہوتا تھا۔

تم اکثر دیکھوگے کہ ٹھنڈے ملکوں میں کتوں کے لمبے اور گھن کے بال ہوتے ہیں، اور گرم ملکوں میں چھوٹے چھوٹے۔

خدا کی قدرت ہے جہاں خدا کسی کو رکھتا ہے ویسے ہی سامان دے دیتا ہے۔ بھلا ان بچاروں کو وہاں لحاف توشک کون دیتا۔

اس کی پھرتی اور دوڑ غضب ہے۔ بڑے بڑے بھگیت جنگلی جانور اس کا شکار ہیں۔ خرگوش، لومڑی قسمت ہی سے بچ نکلتے ہیں۔ شکار کی بو دور سے لیتا ہے اور بو کے پتے پر زمین کھود کے نکال لاتا ہے۔ مگر ان باتوں کے لئے سدھانا ضرور ہے۔ ہمارے ملکوں

Marfat.com

میں کسی کو خیال نہیں۔ ولایت میں لوگوں نے قسم قسم کے کتے پالے ہیں۔ انہیں سدھایا ہے۔ ان سے سب طرح کے کام لئے اور معلوم کیا کہ کس قسم کا کتا کیا کام دیتا ہے۔ کوئی گھروں کا چوکیدار ہے۔ کوئی بھیڑوں کے گلوں پر رہتا ہے۔ کوئی لومڑی کے شکار کا ہے۔ کوئی خرگوش مارتا ہے۔ جب شکار بھاگ جاتا ہے، بو دار کتا اس کی بو پر جاتا ہے، اور پکڑوا دیتا ہے۔ پہاڑوں میں مسافر برف کے نیچے دب جاتے ہیں تو کتے انہیں نکالتے ہیں۔ پانی میں چیز پھینک دو تو کتے غوطہ مار کر نکال لاتے ہیں۔ بعض کتوں نے ڈوبتے آدمیوں کو نکالا ہے۔ ایک قسم کا کتا ہوتا ہے کہ اسے چیز دکھا دو اور اس سے الگ ہو کر کہیں چھپا دو، پھر گھنٹہ بھر کے بعد کوس دو کوس جا کر کہو کہ جاؤ، وہ چیز لے آؤ۔ کتا جاتا ہے، اور جہاں ہو، دیکھ بھال کر نکال لاتا ہے۔ بعض ملکوں میں کتوں کو گاڑیوں میں جوتتے ہیں۔ وہ خاصی طرح کھینچتے ہیں۔ ان میں تیس تیس کتے تک لگتے ہیں۔ دن بھر میں ستر اسی میل جاتے ہیں۔ یہاں ہوں تو ایک تماشا ہو جائے۔ ہمارے ملک کے کتے ہشیار نہیں، نہ انہیں کوئی ایسا سدھاتا ہے۔ پھر بھی بعض جگہ کتے بڑے کام دیتے ہیں۔ سیکڑوں بکریوں کا

Marfat.com

ریوڑ ہوتا ہے۔ ایک یا دو کتے چوکیداری کرتے ہیں۔
بھیڑئے کی مجال نہیں کہ پاس آسکے۔ دو کتے بھیڑئے
کو مار لیتے ہیں۔

Marfat.com

نیولا

ذرا جھاڑی کی طرف دیکھنا۔ نیولے اور سانپ کی لڑائی ہو رہی ہے۔ نیولا بڑا سیانا ہے۔ سانپ کی گردن منہ میں ایسی دبائی ہے کہ بچارے کی زبان باہر نکلی رہ گئی ہے۔ سانپ بھی نیولے کے گلے کا ہار ہو گیا ہے۔ دیکھو! گلے میں کیسا بل دیا ہے، پر کیا کرے، بے بس ہے۔ دشمن نے قابو پایا ہے۔ نیولے کو دیکھو کیا مزے سے سانپ کی گردن چبائے جاتا ہے۔ اب تھوڑی دیر میں سانپ کا کام تمام ہو جائے گا۔ پھر یہ اور شکار کی تاک لگائے گا۔

یہ بڑا دل چلا جانور ہے۔ ہونٹ ایسے لال لال ہوتے ہیں، جیسے پان کھایا ہے۔ بدن دیکھو۔ کیا پھرتیلا ہے۔ دوڑنے میں بہت چالاک ہے۔ چھپ کر گھات لگاتا ہے۔ وقت پڑے تو اچھل کر پھلانگ جاتا ہے۔ اپنے شکار پر جھپٹ کر حملہ کرتا ہے۔ ہمیشہ چوکنا رہتا ہے۔ پاؤں کے بل کھڑا ہوتا ہے۔ اور اس طرح ادھر ادھر دیکھتا ہے کہ ہنسی آتی ہے۔ اس کے دانت تیز ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جانور شکار کرکے کھاتا ہے، مگر چھپاں بہت بھاتی ہیں۔

Marfat.com

اس کا رنگ خاکی ہوتا ہے ، اس لئے غریب جانوروں کو خبر نہیں ہوتی - یہ بے خبر اپنے شکار کو جا دباتا ہے - اس کا شکار سامنے نہ ہو تو پتا لگا لیتا ہے ، اور اچھے سدھے ہوئے کتے کی طرح کونے کونے ڈھونڈتا پھرتا ہے ، اور اسے نکال لیتا ہے - تیتر ، بٹیر وغیرہ جو زمین پر انڈے دیتے ہیں ، ان کے انڈے ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھا لیتا ہے - مرغیوں اور کبوتروں کے حق میں بڑا ظالم ہے - گردن توڑتا ہے ، اور لہو پی جاتا ہے - چوہے ، چوہیاں ، چھوٹے چھوٹے سانپ اور چھپکلیاں بھی مار ڈالتا ہے -

Marfat.com

چیونٹی

کیا ننھی سی جان ہے! کیا ہمت ہے۔ اپنے سے دگنا بوجھ اٹھا لیتی ہے۔ نہ ہمت سے منہ موڑتی ہے، نہ محنت سے جی توڑتی ہے۔ کیسی جان کھپاتی ہے! کس مصیبت سے روزی کماتی ہے! خدا کی قدرت دیکھو۔ کیا بلا کی یاد ہے! کہاں کہاں پہنچتی ہے، پھر بھی اپنا ٹھکانا نہیں بھولتی۔

مٹھاس تو اس کی جان ہے، مگر اور چیزیں بھی نہیں چھوڑتی۔ مکھیاں اور مرے ہوئے کیڑے بھی کھاتی ہے۔ زخمی ہوں تو بھی گھسیٹ لے جاتی ہے۔ دیکھنا! بھڑ مری پڑی ہے۔ انہیں شکار ہاتھ آیا۔ کیسی چمٹ گئی ہیں۔ کوئی پر کھینچتی ہے۔ کوئی دھڑ گھسیٹتی ہے۔ کوئی منہ کو چمٹی ہے۔ کوئی پاؤں کو لپٹی ہے۔ جو ہے اسی خیال میں لگی ہے۔ دو انڈے لئے جاتی ہیں۔ ایک اڑ رہی ہے۔ بچاری کی موت آن پہنچی ہے۔ بھلی چنگی تو ہے۔ کیونکر جانا مرے گی؟ جب ان کے پر نکل آتے ہیں تو مرنے کے دن قریب آ جاتے ہیں۔ یہ مثل نہیں سنی؟ 'چیونٹی کے پر نکلے ہیں'۔ یہ وہاں بولتے ہیں جہاں کوئی شیخی

Marfat.com

مارتا ہے، اور اس کی موت آ پہنچتی ہے۔ ان میں یہ بڑی خوبی ہے، کہ ایک کو پتا لگ جاتا ہے تو سب کو خبر کر دیتی ہے، اور جو کچھ پاتی ہیں، مل بانٹ کر کھاتی ہیں۔ اسی طرح جب آرام کی جگہ دیکھتی ہیں تو سب وہیں آ جاتی ہیں، اور مل کر رہتی ہیں۔

آؤ باغ چلیں۔ ان کی سیر دیکھیں۔ دیکھنا! وہ چیونٹیوں کی فوج کیسی قطار باندھے جاتی ہے۔ ایسی نظر آتی ہیں، گویا بڑی مہم پر جاتی ہیں۔ دیکھو! کیا سیدھی لکیر باندھی ہے۔ مجال ہے کہ سڑک سے کوئی ادھر ادھر ہو جائے۔ جیسے ان کے ننھے ننھے پاؤں ہیں، ویسی پتلی سڑک بنتی جاتی ہے۔ کتنی تو انڈے لئے جاتی ہیں۔ بہتوں نے اناج کی بھرتی بھری ہے۔ بعض خالی ہاتھ چلی جاتی ہیں۔ پر جو ہے، اسی دھن میں لگی ہے۔

یہ جو الٹی چلی آتی ہے، ایسی جاتی ہے، جیسے کوئی چیز بھول گئی ہو۔ کبھی قطار کے دائیں طرف آ جاتی ہے، کبھی بائیں طرف، مگر قطار سے الگ نہیں ہوتی۔ کبھی ٹھیرتی ہے اور سامنے والی سے ذرا منہ ملا کر اپنی راہ لیتی ہے، جیسے کچھ باتیں کرنے کو ٹھیری تھی۔

آؤ ذرا بڑھ کر دیکھیں یہ سب کہاں جاتی ہیں؟

Marfat.com

یہاں گھاس میں آکر تو سب کی سب غائب ہوگئیں۔ اور آگے چلو۔ ان پھولوں کی کیاریوں میں ضرور نظر آئیں گی۔ لو وہ تو سچ مچ کیاریوں کے کنارے کنارے چلی جاتی ھیں۔ دیکھنا مٹی کے ڈھیلوں اور کیاری کے پودوں سے کیا بچ کر نکلی ھیں! یہ جو درخت کا بڑا سا ٹہنا کٹا پڑا ھے، اس سے بچ کر کہاں جائیں گی۔ وہ تو خاصی طرح ٹہنے کے اوپر سے ھوکر جاتی ھیں۔

آگے تو سیدھا رستہ تھا، یہاں سے کیوں نہ گئیں؟ گڑھے میں پانی بھرا ھوا ھے۔ اس کے کنارے کنارے جانے کو اتنا پھیر کھایا ھے۔ اب تو ایک پرانے درخت کی جڑ میں پہنچ گئیں اور یہیں غائب بھی ھوگئیں۔ یہ جو دراڑ سی نظر آتی ھے، سب اس میں اترتی چلی جاتی ھیں۔ شام ھوگئی۔ اب نگاہ کام نہیں کرتی۔ گھر چلو۔

چیونٹیوں کی اور بہتیری عجب عجب باتیں ھیں، مگر وہ مشکل ھیں اس لئے یہاں نہیں لکھی گئیں۔ اگلی کتابوں میں آئیں گی۔

Marfat.com

مکڑی

یہ بڑی گھات سے شکار کھیلتی ہے۔ ایسے سہین سہین جالے تنتی ہے کہ نگاہ کام نہیں کرتی۔ وہیں کسی کونے میں آپ بھی دبک رہتی ہے۔ جو بھنگا یا مکھی جال میں پھنسی، اس کی موت آئی۔ ذرا اس کی تصویر دیکھو! جنگل ہے۔ پھولوں کے دو درخت ہیں۔ ان کے بیچ میں مکڑی نے جالا تنا ہے۔ کیسے خوب صورت کنڈل بنائے ہیں کہ دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے۔ جالے کے بیچوں بیچ مکڑی بیٹھی ہے۔ مکھی پکڑ لائی ہے۔ کیا مزے سے کھا رہی ہے۔ ایک اور مکڑی شکار کی تاک لگائے، کونے میں بیٹھی ہے۔ ننھے ننھے جانوروں کو کیا خبر کہ ظالم ہمارے خون کا پیاسا بیٹھا ہے۔ جو کوئی اڑتا اڑتا آئے گا اور جالے میں پھنس جائے گا، یہ شیر کی طرح جھپٹے گی اور اسے جا دبوچے گی۔ وہیں غریب بے بس کا کام تمام کرے گی۔ دیکھو! مرے ہوئے بھنگے، مچھر جالے میں لٹک رہے ہیں۔ ان غریبوں کی جانیں اسی ظالم نے نکالی ہیں۔

جالا کس چیز سے بنتا ہے؟ مکڑی کے پچھلے دھڑ میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں۔ ان میں

Marfat.com

سے چیپ نکلتا ہے۔ وہ ہوا لگ کر سخت ہو جاتا ہے۔
اسی سے جالا بنتا ہے۔ مکڑی کے پر نہیں اس نے درختوں
کے درمیان کیونکر جالا تنا ہے۔ سنو! مکڑی جہاں
بیٹھتی ہے، ذرا سا چیپ وہاں لگا دیتی ہے اور آپ
نیچے لٹک جاتی ہے۔ تار چھوڑتی جاتی ہے، اور نیچے
ہوتی جاتی ہے۔ جب گز آدھ گز تار ہو جاتا ہے
تو وہیں ٹھیر جاتی ہے اور جھولنے لگتی ہے۔ تار بہت
ہلکا ہوتا ہے۔ ذرا سی ہوا بھی سرسراتی ہے تو وہ
اڑتا ہے، اور اس کے ساتھ یہ بھی اڑتی رہتی ہے۔ یوں
ہی اڑتے اڑتے وہ دوسرے درخت کی ٹہنی کو جا لگتا
ہے۔ اب دو درختوں کے بیچ میں ایک الگنی سی تن جاتی
ہے۔ یہ تار پر سے کبھی ادھر آتی ہے، کبھی ادھر
جاتی ہے۔ اسی طرح تانا بانا تن کر اپنا جال لگا دیتی
ہے۔ صبح شام کو ننھے ننھے کیڑے خوشی خوشی
اڑتے پھرتے ہیں۔ جالا انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ جہاں
ادھر آئے اور پھنسے۔ اسے گھر بیٹھے روز تازہ شکار
پہنچ جاتا ہے۔

تم نے دیکھا ہوگا، بعضی چھوٹی سی مکڑی
ہوتی ہے۔ وہ ادھر ادھر اچھلتی پھرتی ہے۔ بھوکی ہوتی
ہے تو دبک کر زمین پر چپک جاتی ہے اور تاک لگائے
بیٹھی رہتی ہے۔ جہاں کوئی مکھی سامنے آکر بیٹھی،

Marfat.com

اور یہ آہستہ آہستہ چلی - زمین سے لگی لگی اس طرح جاتی ہے کہ مکھی کو خبر بھی نہیں ہوتی - جہاں مکھی ایک چھلانگ بھر دور رہی، اور یہ شیر کی طرح جھپٹی، اور دبوچ لیا - بعضی مکڑیوں میں سانپ کی طرح زہر ہوتا ہے جب وہ مکھی یا اور ننھے ننھے کیڑوں کا شکار کرتی ہیں تو ان کے کاٹنے سے وہ کیڑے مر جاتے ہیں -

Marfat.com

درختوں کا بیان

بڑ

بتاؤ، اس تصویر میں کیا کیا چیزیں ہیں؟
بڑ کا ایک پرانا درخت ہے۔ رہٹ چل رہا ہے۔ گاھدی[1] پر لڑکا بیٹھا ہے۔ ہاتھ میں لکڑی ہے۔ بیلوں کو ہانک رہا ہے۔ ایک عورت پانی بھرتی ہے۔ دوسری گھڑا لئے کھڑی ہے کہ یہ اٹھے تو میں بھروں۔ دو بکریاں بڑ کے پتے کھا رہی ہیں۔ سامنے بچہ کھڑا ہے۔ دو آدمی کھڑے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ دو بیٹھے ہیں۔ ان میں میاں تو حقہ پی رہا ہے۔ بیوی کسی چیز پر پانی ڈال رہی ہے۔

یہ بڑے پھیلاؤ کا درخت ہے۔ بعضے بڑ کے سائے میں ایک پلٹن آتی ہے اور آرام سے اترتی ہے۔ اس بڑ کو تو دیکھو کیا بڑا چتر[2] چھایا ہے۔ نام کو ایک درخت ہے مگر تنے بہت سے نظر آتے ہیں۔

۱- گاھدی پنجابی مین اس لکڑی کو کہتے ہیں جس پر بیٹھ کر بیلوں کو ھانکتے ھیں (مصنف کا نوٹ)

۲- چھتر.

Marfat.com

یہ سب میں موٹا تنا جو بیچ میں ہے پہلے یہی ہوگا باقی تنے جو ستونوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں یہ سب پیچھے پیدا ہوئے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے ماں اپنے بچوں کو لئے کھڑی ہے۔

باقی تنے کیوں کر بنے؟ دیکھو سامنے لال لال ڈاڑھیاں لٹک رہی ہیں۔ یہی زمین پر پہنچ کر تنے بن جاتی ہیں۔ اس کا پتا تو توڑو کیسا دودھ نکلتا ہے۔ بڑ کے دودھ میں بڑا گیس ہوتا ہے۔ ذرا سا انگلی میں لگا کر تار تو اٹھاؤ، دیکھو! کہاں تک نکلتا چلا جاتا ہے۔

اکثر شوقین اس سے گلدم پکڑا کرتے ہیں۔ چڑی مار اور جانور بھی مار لیتے ہیں۔ دیکھنا! اس درخت پر گلہریوں کا کیا زور ہے! بڑ کیا ہے، گلہریوں کا شہر ہے۔ پرندوں نے بھی بہت گھونسلے بنا رکھے ہیں۔ بھلا ایسا سایہ کہاں ملے گا۔

ہریل، تلیر، طوطوں نے اس کے پھلوں پر لوٹ مچا رکھی ہے۔ ذرا سا کترا، اور پھینک دیا۔ بھلا اس بڑ کی کیا عمر ہوگی؟ پان چار سو برس سے کیا کم ہوگی۔ جب اس کا پودا اگا ہوگا تو خدا جانے یہاں جنگل ہوگا یا کوئی شہر آباد ہوگا۔ کون جانتا ہے کہ اس کے سائے میں کس کس نے آکر آرام لیا اور کہاں چلا گیا؟

Marfat.com

پیپل

بتاؤ پیپل کے نیچے کتنے آدمی ھیں ؟ چھ ھیں۔ چبوترے کے ایک طرف تین لڑکے ھیں۔ دوسری طرف تین مرد۔ یہ کیا کرتے ھیں ؟ ایک مرد بیٹھا ھے۔ ایک حقہ پی رھا ھے۔ ایک چبوترے کے کنارے پاؤں لٹکائے بیٹھا ھے۔ ایک لڑکا چبوترے پر ھاتھ ٹیکے کھڑا ھے۔ ایک پاؤں لٹکائے بیٹھا ھے۔ ایک سامنے کھڑا ھے۔ اس تصویر میں اور کیا کیا چیزیں ھیں ؟ ایک عورت چلی جاتی ھے۔ ایک گھڑا سر پر ھے، دوسرا ھاتھ میں۔ پیچھے بچہ بھی دکھائی دیتا ھے۔ ایک لڑکی بیٹھی گوبر اٹھا رھی ھے۔ سر پر ٹوکری ھے۔ ایک چھوٹا سا لڑکا لنگوٹی باندھے دیوار سے لگا کھڑا ھے، ایک پیپل کا درخت اس دیوار میں سے بھی اگا ھے۔

یہ ھندوستان کا بڑا نامی درخت ھے۔ بڑائی میں بڑ اور پیپل کا نام برابر آتا ھے۔ خدا کی شان دیکھو، درخت تو اتنے بڑے گویا آسمان سے باتیں کرتے ھیں، بیج ایسا ننھا سا، جیسے خشخاش کا دانہ۔ اس کا پتا کیا خوبصورت ھوتا ھے ! اس کا کرارا پن، اس کی سبزی، اس کی چکناھٹ دیکھنے کے لائق ھے۔ اس کی لکڑی

Marfat.com

مضبوط نہیں ہوتی۔ غریب آدمی اپنے گھر بنانے کے کام میں لے آتے ہیں۔ سایہ بھی ہوتا ہے مگر آم یا نیم کے برابر گھن کا نہیں ہوتا۔

جب پیپلیاں پکتی ہیں تو جانوروں کے لئے دسترخوان بچھتا ہے۔ اس پر نہ غلے کا خوف نہ کھٹکے کا ڈر۔ جتنی جی چاہے کھائے جائیں۔ بڑ اور پیپل جانوروں کے ماں باپ ہیں۔ جو پھل آتا ہے انہیں کا حق ہوتا ہے۔

اس درخت میں بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے اچھی زمین یا کھلی جگہ کی پروا نہیں۔ دیوار کی درزوں میں چھت کی منڈیر پر، کنوئیں کے دھانے پر، برج کی چوٹی پر، جہاں دیکھو، پیپل کا پودا موجود ہے مگر ایسی جگہ بہت پھیلتا نہیں۔ اگر پھیلتا ہے، تو اس عمارت کو خراب کر دیتا ہے۔

Marfat.com

آم

ذرا سامنے دیکھنا! کتنے سارے آموں کے درخت ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کالی گھٹا چھائی ہے۔ جو درخت ورے ہیں وہ بڑے نظر آتے ہیں۔ جو پرے ہیں وہ چھوٹے دکھائی دیتے ہیں۔ درختوں کے نیچے ایک آدمی بھی چلا جاتا ہے۔ سر پر گٹھڑی ہے۔ دائیں ہاتھ سے اسے پکڑے ہوئے ہے۔ کندھے پر لکڑی ہے۔ اوپر کے سرے سے گٹھڑی کو سہارا دے رکھا ہے۔ نیچے کا سرا ہاتھ سے دبا رکھا ہے۔ اس طرح گٹھڑی ذرا ابھری رہتی ہے۔ بوجھ کم معلوم ہوتا ہے۔ دو بکریاں بھی ہیں۔ ایک سر جھکائے گھاس کھا رہی ہے۔ دوسری گردن موڑے اسے دیکھ رہی ہے۔

یہ میوہ ہندوستان میں بہت ہوتا ہے۔ اس کی خوبی تو دیکھو خوب صورت درخت، گھن کا سایہ، کچا پھل بھی کام کا، پکا بھی کام کا۔ کچا ہو، تو چٹنی پیستے ہیں۔ اچار اور مربا ڈالتے ہیں۔ سکھا کر سیکڑوں من امچور بناتے ہیں۔ پکتا ہے تو تراش کر کھاتے ہیں۔ پلپلا کرکے چوستے ہیں۔

Marfat.com

پھل کا رنگ، اس کا مزا، اس کی خوشبو سب تعریف کے لائق۔ پنجاب میں اس کی بہار چیت بیساکھ میں شروع ہوتی ہے۔ پھر جو دیکھو تو درخت مور سے لدا ہوا ہے۔ جب مور جھڑ جاتا ہے تو ننھے ننھے سبز پھل نظر آتے ہیں۔ جوں جوں وہ بڑے ہوتے ہیں گلہریاں اور طوطے انہیں بہت کھاتے ہیں۔ اکثر درخت بہت پھلتے ہیں۔ جب آندھی آتی ہے تو اتنے پھل جھڑتے ہیں کہ زمین پر بچھونا ہو جاتا ہے۔ پھر بھی وہ لدے ہی نظر آتے ہیں۔

جہاں آم پر رنگ آیا، طوطوں کے جھنڈ کے جھنڈ گرنے شروع ہوئے۔ اے بے رحم مالی! طوطے بے شک تیرے مال کا نقصان کرتے ہیں مگر ایسا غلہ نہ ماریو کہ بچارے کا بازو ٹوٹ جائے اور پھڑک کر دم نہ مار سکے۔

پیوندی درختوں پر کچھ اور ہی بہار ہے۔ ذرا ذرا سا پودا ہے۔ جس میں آدھ آدھ سیر کے پان چھ آم لگے ہیں اور ٹہنیاں بوجھ کے مارے زمین سے لگ گئی ہیں۔ آم کا درخت ایک سال تو ایسا پھلتا ہے کہ سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسرے سال بہت ہی کم آم آتے ہیں کہ آدمی اور جانور دونوں ترستے رہ جاتے ہیں۔ بعض درخت ایک برس پھلتے ہیں ایک

Marfat.com

برس نہیں پھلتے ۔ بعض بارہ مہینے پھلتے ہیں ۔ انہیں بارہ ماسیا کہتے ہیں ۔

یہ میوہ جیسا بوڑھے اور جوان کو بھاتا ہے ویسا ہی بچے کو بھی پیارا ہے ۔ دودھ پیتے بچے کو ایک دفعہ ذرا سا رس چٹا دو ۔ پھر پیچھا نہ چھوڑے گا ۔ آم کو دیکھا اور ہاتھ دوڑایا ۔ کویل کا اور آم کا ساتھ ہے ۔ آم نے رنگ پکڑا اور کویل آئی ۔ آم ہو چکتے ہیں تو یہ اور ملکوں میں چلی جاتی ہے ۔ برسات کے موسم میں کویل کی آواز دور سے کیا بھلی معلوم ہوتی ہے ۔

Marfat.com

نیم

نیم خاص ہندوستان کا درخت ہے ۔ پنجاب میں کم ہوتا ہے۔ اس کا سایہ ٹھنڈا اور چھاؤں گھن کی ہوتی ہے ۔ اس لئے اکثر لوگ گھروں میں لگاتے ہیں ۔ ہندوستانیوں کے مکان ہوا دار کم ہوتے ہیں۔ نیم کا درخت ان کے لئے ایک ہوا دار کمرہ ہو جاتا ہے ۔

نیم کے سائے میں دھوپ بہت کم چھنتی ہے ۔ پتے ایسے گھنے ہوتے ہیں کہ ان میں چھوٹی موٹی ڈالیاں چھپ جاتی ہیں ۔ چڑیاں بولتی بہت ہیں مگر دکھائی نہیں دیتیں ۔ پھول بھی بہت آتا ہے ۔ اس کی خوشبو سے آس پاس کے مکان مہک جاتے ہیں ۔ پتے ٹہنی میں لگے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے برابر جھالر کتر کر لگائی ہے ۔

نیم کی کڑواہٹ ہندوستان میں ایسی ہی مشہور ہے جیسی گنے کی مٹھاس، لیکن جیسا کڑوا ہے ویسے ہی گن میٹھے ہیں ۔ اس کے پتے ، اس کی چھال ، اس کا پھل، اس کا پھول ، اس کا مد ، بیسیوں بیماریوں کی دوا ہے ۔ نیم کی لکڑی جب پرانی ہو جاتی ہے تو مضبوطی

Marfat.com

میں شیشم سے کم نہیں ہوتی اس میں بڑا جوہر یہ ہوتا ہے کہ گھن نہیں لگتا بلکہ اس کے صندوق میں کپڑے رکھیں یا کتابوں اور پشمینے میں اس کے پتے دھریں تو ان میں بھی کیڑا نہیں لگتا۔ اس کی نبولی جب پکتی ہے تو کچھ مٹھاس پر آ جاتی ہے۔ اسے طوطے اور کوے بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ جب نیم بہت پرانا ہو جاتا ہے تو اس کی کسی ٹہنی میں سے خود بخود پانی رسنے لگتا ہے۔ یہ پانی اکثر بہار کے موسم میں رستا ہے۔ اسی کو مد کہتے ہیں۔ لوگ اس کے نیچے ہنڈیاں باندھ دیتے ہیں اور مد کو لے کر شیشیوں میں بھر رکھتے ہیں۔

Marfat.com

روئی

ذرا یہ تصویر دیکھنا! ایک آدمی ٹوکرے میں کپاس، لئے کھڑا ہے۔ یہ روئی نکلوانے آیا ہے۔ دیکھو سامنے بیلنا رکھا ہے ایک آدمی بیٹھا کپاس بیل رہا ہے۔ بنولے ورے گرتے جاتے ھیں، روئی پرے۔ ایک لڑکی بیٹھی ہے۔ دوسری اس کے پاس کھڑی ہے ایک عورت چرخا کات رہی ہے۔ ایک عورت ھاتھ میں کوچ لئے تانی صاف کر رہی ہے۔ بغل میں لڑکا ہے۔ پرے درختوں کے نیچے ایک آدمی کھڑا ہے۔ وھاں بھی ایک تانی پھیلی ہے۔

روئی کا درخت بہت خوب صورت ھوتا ہے۔ گز ڈیڑھ گز اونچا، ھرے ھرے پتے، زرد زرد پھول جب پھول کھلتا ہے۔ تو یہ معلوم ھوتا ہے کہ کیسر پھولی ہے۔ اس کا کچا پھل سبز ھوتا ہے مگر ذرا سرخی مارتا ہے۔ جب پک جاتا ہے اور سوکھتا ہے تو پھٹ کر کنول کی طرح کھل جاتا ہے۔ اس وقت اس کے اندر ایک چیز برف سی سفید اور ریشم سی نرم دکھائی دیتی ہے۔ وھی روئی ہے۔

اس میں بنولے بھی ھوتے ھیں مگر دکھائی نہیں دیتے۔ بنولا اس کا بیج ہے۔ گائے بھینسوں کو کھلاتے ھیں۔

Marfat.com

تو ان کے دودھ میں مکھن بہت ہوتا ہے۔ بیلوں کو دانے کی جگہ دیتے ہیں۔ وہ اس سے خوب موٹے ہوتے ہیں۔ اس کی روئی ہمارے تمھارے کام آتی ہے۔

روئی کے مہین کپڑے بھی بنتے ہیں اور موٹے بھی۔ مہین امیر پہنتے ہیں۔ موٹے جھوٹے غریبوں کے کام آتے ہیں۔ روئی کی بدولت جاڑے میں گرم رہتے ہیں اور گرمی میں گرمی سے بچتے ہیں۔ نرم نرم تکئے اس کے بنتے ہیں۔ گرم گرم گدیلے اس کے ہوتے ہیں۔

ہندوستان سے ہزاروں من روئی ولایت کو جاتی ہے اور یہاں کپڑے بن کر آتی ہے۔ ولایت میں اس کی کلیں ہیں مگر کلیں کیا ہیں ایک طلسمت ہیں۔ کسی میں روئی صاف ہوتی ہے۔ کسی میں سوت کت جاتا ہے۔ کسی میں تانا بانا ہوکر کپڑا تیار ہوجاتا ہے۔

یہ ساری پھرتیاں کلوں کی بدولت ہیں اور ان ہی کی برکت ہے کہ باریک کپڑا اتنا سستا بکتا ہے۔ ہاتھوں سے بنتے تو جو کپڑا آنوں گز آتا ہے اس پر روپوں کی لاگت آتی۔ سوٹا کپڑا اب بھی جلاہے بنتے ہیں۔ اب ہندوستان کے بعض شہروں میں بھی کپڑے کی کلیں چلنے لگی ہیں۔ یقین ہے یونہی ہوتے ہوتے بہتیری ہوجائیں گی۔

Marfat.com

گنّا

دیکھنا ! درخت کے نیچے گنڈیری والا بیٹھا ہے۔ درخت سے لگی پھاندی کھڑی ہے۔ ٹوکرا سامنے رکھا ہے۔ ہاتھ میں سروتا ہے۔ گنڈیریاں کاٹ رہا ہے۔ ایک لڑکا بیٹھا گنڈیریاں لے رہا ہے۔ دوسرا لے چکا ہے۔ ایک ہاتھ میں رومال کے اندر گنڈیریاں ہیں۔ دوسرے سے لے لے کر چوس رہا ہے۔ ایک عورت کی گود میں ننھا سا بچہ ہے۔ ساتھ چھوٹی سی لڑکی ہے۔ لڑکی نے گنڈیریاں دیکھی ہیں۔ ایک ہاتھ ان کی طرف پھیلا رکھا ہے۔ دوسرے ہاتھ سے ماں کو کھینچتی ہے کہ چل مجھے گنڈیریاں لے دے۔

یہ ہندوستان کی عجب نعمت ہے۔ اس سے اس ملک کو بڑے بڑے فائدے ہیں۔ اس کی مٹھاس دور دور تک پہنچتی ہے۔ خدا کی قدرت دیکھو۔ ہر ایک درخت تھوڑا بہت پھل لاتا ہے۔ یہ سر سے پاؤں تک پھل ہے۔ اس میں جو گانٹھیں ہیں انہیں سے پیدا ہوتا ہے۔ پنجاب میں جو گنے بونے کے لئے رکھتے ہیں انہیں ماگھ میں کاٹتے ہیں اور ایک گڑھے میں دبا دیتے ہیں کہ جاڑے سے بچے رہیں۔ پھاگن یا چیت میں

Marfat.com

ہر ایک گنے کے پاؤ پاؤ گز کے ٹکڑے کاٹ لیتے ہیں اور کھیت میں دبا دیتے ہیں۔ ایک ایک گانٹھ سے کئی کئی شاخیں نکل آتی ہیں اور وہی شاخیں گنے بن جاتی ہیں۔ دیمک اور کیڑا بھی اسے لگ جاتا ہے۔ چوہا بھی بہت کچھ نقصان پہنچاتا ہے۔

گنے کی بہت قسمیں ہیں۔ ان میں سے پونڈا بہت کھانے میں آتا ہے۔ شہروں میں اس کی گنڈیریاں سیکڑوں من بکتی ہیں۔ ایک گنڈیری میں اتنا رس ہوتا ہے کہ سارا منہ بھر جاتا ہے۔ دیکھو! ایک گنا، جس میں تین مزے۔ اکھولا تو پھیکا پانی، جڑ حد سے زیادہ میٹھی، بیچ میں نہ بہت پھیکا، نہ بہت میٹھا۔ گنے اکثر جانوروں کو بھی بھاتے ہیں۔ خاص کر ہاتھی اور بندر تو بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ اس کی مٹھاس بہت محنت سے بنتی ہے۔ آٹھ نو مہینے میں تو گنا پکتا ہے۔ پھر اسے کولھو میں پیلتے ہیں۔ روز جتنا رس نکلتا ہے اسے کڑھاؤ میں پکا لیتے ہیں۔ گڑ بنانا ہو تو اسے خشک کر لیتے ہیں۔ راب بنانی ہو تو گاڑھا رکھتے ہیں۔ راب سے شکر بنا لیتے ہیں۔ شکر سے کھانڈ، قند اور مصری بنتی ہے اور ان سے مٹھائیاں بنتی ہیں۔ امیر سے غریب تک سب انہیں لے کر کھاتے ہیں۔

Marfat.com

وقت اور موسموں کا بیان

دن رات

آؤ تمہیں دن رات کی تصویریں دکھائیں دیکھو! دو تصویریں ھیں۔ ان میں دن کی تصویر کون سی ھے ؟ جو اوپر ھے اس میں کیا کیا چیزیں ھیں ؟ ایک عورت بیٹھی ھے ۔ سامنے دیگچی اور چنگیر رکھی ھے ۔ عورت کے بائیں ھاتھ میں ایک روٹی ھے ۔ چنگیر میں سے اٹھائی ھے ۔ دائیں ھاتھ میں چمچہ ھے۔ دیگچی میں سے سالن نکالا ھے ۔ روٹیوں پر رکھ رھی ھے ۔ سامنے ھاتھ پھیلائے ایک لڑکا بیٹھا ھے ۔ اسے روٹی دے گی ۔ ایک اور لڑکا لنگوٹی باندھے کھڑا ھے ۔ ایک ھاتھ میں روٹی ھے ۔ دوسرے ھاتھ سے کھا رھا ھے ۔ عورت کے پیچھے ایک پلنگ بچھا ھے ۔ اوپر الگنی تنی ھے ۔ اس پر کپڑا پڑا ھے ۔ طوطے کا پنجرا بھی ٹنگا ھے ۔

دن کی تصویر کی چیزیں تو تم نے ٹھیک ٹھیک بتائیں ۔ بتاؤ رات کی تصویر میں کیا کیا چیزیں ھیں ؟ وھی مکان ھے جو دن کی تصویر میں ھے ۔ ایک پلنگ

Marfat.com

آگے اجالے میں بچھا ہے، دوسرا پیچھے اندھیرے میں۔ دونوں پر ایک ایک لڑکا پڑا سوتا ہے۔ مکان کے اندر الگنی پر کپڑا پڑا ہے۔ طوطے کا پنجرا ٹنگا ہے۔ مکان کے صحن میں چاندنی کھلی ہوئی ہے۔ مقبرے کے پاس کھجور کے درخت کے اوپر پورا چاند نظر آتا ہے۔ ایک جانوردبے پاؤں جا رہا ہے۔ گیدڑ معلوم ہوتا ہے۔

خدا نے دن روشن بنایا اور رات اندھیری۔ دن کے اجالے میں دنیا کے کام چلتے ہیں۔ رات کو آرام کرتے ہیں۔ دن کو چوپائے چرتے ہیں۔ پرندے چگتے ہیں۔ ہم روزی کماتے ہیں۔ آپ کھاتے ہیں۔ اوروں کو کھلاتے ہیں۔ دنیا کے تماشے دیکھتے ہیں۔ پھلے پھولے باغ، ہرے ہرے جنگل جھومتے، درخت بہتے ندی نالے بھرے تلاؤ، یہ سب دن کی بدولت نظر آتے ہیں۔

سورج کیسا آہستہ آہستہ پورب سے پچھم کو چلا جاتا ہے۔ صبح سے دوپہر تک اوپر کو چڑھتا معلوم ہوتا ہے۔ دوپہر سے شام تک اترتا دکھائی دیتا ہے۔

لو اب دن چھپا۔ رات آئی۔ سب نیند کے متوالے ہوگئے۔ پرندوں نے درختوں پر بسیرا لیا۔ آدمی بچھونوں پر جا سوئے۔ تارے رات کے دربار کے امیر ہیں۔ کیسے چمک رہے ہیں۔! جب چاند کی سواری نکلتی ہے تو

Marfat.com

سب مدھم پڑ جاتے ھیں۔ اس کے آگے صبح تک کوئی
دم نہیں مارتا اور سورج نکلتا ھے تو چاند بھی ماند
پڑجاتا ھے۔

Marfat.com

صبح

گاڑی بان کچھ رات سے اٹھتے ہیں۔ بیلوں کو صاف کرتے ہیں۔ چھکڑے جوتتے ہیں۔ جہاں لے جانا ہو وہاں لے جاتے ہیں۔ ذرا تصویر دیکھو! چار چھکڑے جا رہے ہیں۔ پیچھے جالی میں چارا ہے۔ چھکڑوں میں غلہ ہے۔ شہر کو لئے جاتے ہیں۔ وہاں بیچیں گے۔ دو چھکڑے تو صاف نظر آتے ہیں۔ ایک پیچھے ہے۔ وہ کم دکھائی دیتا ہے۔ ایک بائیں طرف ہے۔ اس کے پیچھے کا رخ کچھ نظر آتا ہے۔ چھکڑوں کے ساتھ گاڑی بان ہیں۔ ایک مسافر بھی کچھ فاصلے پر ہے۔ اس کے پیچھے ایک کتا چلا جاتا ہے۔ ابھی شہر والے پڑے سوتے ہوں گے۔ یہ ان کے اٹھنے سے پہلے ہی جا پہنچیں گے۔

سونے والو! اٹھو۔ بہت سو چکے نیند، کے مزے لے چکے۔ کل دن بھر کی تھکن اتر چکی آنکھیں! کھولو۔ ہشیار ہو۔ زمین آسمان پر دیکھو۔ کیسی روشنی پھیلتی جاتی ہے۔ اندھیرا گھٹتا جاتا ہے۔ اجالا بڑھتا جاتا ہے۔ کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہے! پھولوں میں بسی ہوئی ہے۔ جان میں جان آتی ہے۔

Marfat.com

پرندوں نے اپنی راگنیاں چھیڑ دیں - رات چلی - اب سورج نکلے گا - اس وقت یہ آوازیں کیا بھلی معلوم ہوتی ہیں -

یہ کیا رات کو رخصت کرتے ہیں ؟ نہیں، سورج کے نکلنے کی خوشیاں مناتے ہیں - وہ پل کے پل میں سامنے سے سر نکالے گا اس کا منہ کندن سا دمکتا ہوگا - سر پر کرنوں کا تاج ہوگا - آس پاس کے بادل رنگا رنگ کی بہار دکھائیں گے -

لو وہ سورج بھی نکلا - دنیا کا رنگ بدل گیا - غریب مزدور جو رات کو چور ہوکر پڑے تھے، کمر باندھ رہے ہیں - بچوں نے ناشتے کھا کھا کر کتابیں بغل میں ماری ہیں - سونے والو! صبح کی بہار تو دیکھو، اب کوئی دم میں یہ سماں چلا - افسوس ان پر ہے جو ابھی بچھونوں میں پڑے ہیں - انگڑائیاں لیتے ہیں - کروٹیں بدلتے ہیں، پھر آنکھیں بند کر لیتے ہیں -

آؤ! باغ چلیں - ہوا کھائیں - آہا! کیا سبز میدان ہے - یہ ہری ہری گھاس ہے یا سبز مخمل کا فرش بچھا ہے - دیکھنا گلاب کی ٹہنیاں کیسی جھوم رہی ہیں - ذرا اس پھول کو دیکھو پتیوں پر کیا ننھی ننھی اوس ہے -

بس ہوا بہت کھا چکے - چلو! اب گھر چلیں -

Marfat.com

اپنا کام کاج کریں۔ سویرے سویرے ہاتھ پاؤں چالاک ہوتے ہیں۔ جی خوش ہوتا ہے۔ کام پر دل لگتا ہے۔ جو کام کرو اچھا ہوتا ہے۔ صبح کو نکمے رہے تو سارے دن جی نہیں لگتا۔

Marfat.com

شام

بتاؤ! شام کی تصویر میں کیا کیا چیزیں ہیں ؟

ٹیکرے کے پیچھے سورج ڈوبتا معلوم ہوتا ہے ۔ درختوں کے نیچے تین چھکڑے ہیں ۔ تینوں کے پاس بیل بھی نظر آتے ہیں ۔ دو بیٹھے ہیں ، باقی کچھ کھا رہے ہیں ۔ ایک آدمی زمین پر لاٹھی ٹیکے کھڑا ہے ۔ ایک بیٹھا آٹا گوندھ رہا ہے ۔ سامنے آگ رکھی ہے ۔ تاک لگائے کتا کھڑا ہے ۔ تین آدمی بیٹھے باتیں کر رہے ہیں ۔ یہ سب آدمی پڑاؤ میں اترے ہیں ۔ رات کو یہیں رہیں گے ۔ کام کاج کی محنت سے دن کاٹنا مشکل ہوگیا ۔ ایک ہی بات برابر چلی جاتی ہے تو جی دق ہو جاتا ہے ۔ دن کو دیکھتے دیکھتے تھک گئے ۔ دھوپ سے آنکھیں بھی چندھیا گئیں ۔ شام ہوئی آرام کا وقت آیا ۔ جوں جوں اندھیرا ہوتا ہے ، ہوا ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے ۔ اب کام ہے تو یہ ہے کہ ہوا کھانے باہر جائیں ۔ گھر میں آکر کھانا کھائیں ۔ دوست آشناؤں سے ملیں ۔ کچھ ہنسیں ، کچھ بولیں ، کچھ کہیں ، کچھ سنیں ۔

مسافر منزل پر پہنچ گئے ۔ کوئی پاؤں کی گرد جھاڑتا ہے ۔ کوئی بستر پر ہے ۔ کوئی دن بھر کے دکھ

Marfat.com

یاد کرتا ہے۔اس غریب پر بڑا ترس آتا ہے کہ ابھی منزل دور ہے۔پاؤں تھک گئے اور شام نے آ لیا۔ سراؤں میں دن بھر خاک اڑتی تھی۔اب رونق کا وقت آیا ہے۔شہر شہر کا مسافر موجود ہے۔چولھے گرم ہیں۔سودے والے پکارتے ہیں اور بھٹیاریاں لڑ رہی ہیں۔ایک سے ایک کہتی ہے کہ تونے میرا مسافر چھین لیا۔

بازار میں عجب کیفیت ہے۔دکان دکان چراغ روشن ہیں۔ ہر شخص اپنے کام سے گھر کو پھرا ہے۔ کچھ نہ کچھ سودا ضرور لے گا کہ بھرے گھر میں خالی ہاتھ کیا جائے۔جب بال بچوں میں آتا ہے تو انہیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ جو لاتا ہے۔انہیں دیتا ہے۔آپ کھاتا ہے، انہیں کھلاتا ہے۔

Marfat.com

گرمی

آؤ! تمھیں گرمی کی تصویر دکھائیں۔ دروازے کی محراب میں طوطے کا پنجرا ٹنگا ہے۔ نیچے ایک آدمی بیٹھا اونگھ رہا ہے۔ حقہ سامنے رکھا ہے۔ بہنگی کی رسی ہاتھ میں ہے۔ بہنگی میں کیا ہے؟ پانی کی صراحیاں ہیں۔ اس میں کیوں رکھی ہیں؟ پانی ٹھنڈا کرنے کو۔ کیوں کر ٹھنڈا ہوتا ہے؟ ایک آدمی رسی کھینچتا ہے۔ بہنگی جھولتی ہے۔ صراحیوں کو ہوا لگتی ہے۔ اس سے پانی جلدی ٹھنڈا ہوتا ہے۔ مسہری پر کون ہے؟ ایک بابو لیٹے ہیں۔ گرمی کے مارے بے تاب ہیں۔ پگڑی اتار مسہری کے پائے پر رکھ دی ہے۔ سیدھا ہاتھ گھٹنے پر ہے۔ الٹے ہاتھ میں پنکھا ہے۔ نوکر پاس کھڑا پنکھا جھل رہا ہے۔ جھلتے جھلتے تھک گیا ہے۔ گردن ایک طرف جھکادی ہے۔

ہائے گرمی! جوں جوں دھوپ چڑھتی ہے منہ اترتے جاتے ہیں۔ سورج نکلتے ہی کیسی ہوا گرم ہوگئی۔ دھوپ کی چمک آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی۔ کیا کوئی لکھے، کیا پڑھے ہوش ٹھکانے نہیں۔ پسینے بہتے ہیں۔ مکھیاں ستاتی ہیں۔ زمین آسمان تپ رہے ہیں۔

Marfat.com

درخت زرد ھیں۔ جانور بچاروں کا دم گھٹتا ھے تو چونچیں کھول دیتے ھیں۔ دھوپ سے بچاؤ کے لئے ٹہنیوں میں گھسے جاتے ھیں۔

مسافر جنگل میں چلا جاتا ھے۔ اوپر سے دھوپ پڑتی ھے۔ نیچے زمین تپتی ھے۔ کہیں درخت کا سایہ پاتا ھے تو جانتا ھے کہ بہشت میں آگیا۔ مگر لو چلتی ھے تو نہ درخت کا سایہ کام کرتا ھے نہ چھتری کی چھاؤں۔ چھوٹے بچوں کا عجب حال ھے۔ پھول سے چہرے کملائے ہوئے ھیں۔ رنگ زرد ھیں۔ ابھی کٹوری منہ سے چھٹی، ابھی پھر پانی۔ پیاس کسی طرح نہیں بجھتی۔

جنہیں خدا نے دیا ھے، دن کو کبھی ٹٹیاں چھڑکواتے ھیں۔ کبھی تہ خانوں میں گھس جاتے ھیں۔ رات کو کوٹھوں پر ھیں۔ بچھونوں پر پھول پڑے ھیں۔ پنکھے ھو رھے ھیں۔ آپ پڑے لوٹتے ھیں کہ ھائے ھوا گرم ھے۔ تن بدن جلا جاتا ھے۔

Marfat.com

جاڑا

برسات ہو چکی جاڑا آیا ۔ تلاؤ سوکھے جاتے ہیں ۔ دریا اتر گئے ۔ ندی نالے سے رہ گئے ۔ دن گھٹتے ہیں ۔ راتیں بڑھتی ہیں ۔ ہوا ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے ۔ اب نہ مینڈک ٹرائیں گے نہ مچھر ستائیں گے ۔ سانپ بانبیوں میں جا بیٹھے ۔ گرگٹ دیواروں کی درزوں میں جا دبکے ۔ ان دنوں بہتیرے پرندے گرم ملکوں میں چلے جاتے ہیں ۔ اور ان کی جگہ اور آن موجود ہوتے ہیں ۔ ہنسوں ، کونجوں اور مرغابیوں کو سردی بھاتی ہے ۔ قطاریں باندھ کر آتی ہیں ۔ جنگلوں میں ندیاں اور جھیلیں آباد کرتی ہیں ۔

ذرا ، تصویر دیکھنا ! اونٹوں کی قطار پہاڑی سڑک پر سے اتر رہی ہے ۔ افغانستان کے میوے ولایتی لا رہے ہیں ۔ بڑے بڑے شہروں میں بیچیں گے ۔ ان ولایتیوں کی صورتیں تو دیکھو ۔ کیسی ڈراؤنی ہیں ! لمبے لمبے بال ، لال لال منہ ، میلے کچیلے ۔ ڈھیلے ڈھالے کپڑے ۔ یہ لوگ گھوڑے بھی بیچتے ہیں ۔ ان کے گھوڑوں کے قد تو چھوٹے ہوتے ہیں مگر بڑے مضبوط اور چالاک ۔

ان دنوں اکثر سرکاری افسر دورہ کرتے ہیں ۔ رعایا اپنی فریادیں سناتی ہے اور انصاف پاتی ہے ۔

Marfat.com

مدرسوں کے صاحب انسپکٹر بھی انھی دنوں میں دورہ کرتے ھیں - دیہات کے لڑکوں کا امتحان لیتے ھیں - جو اچھے نکلتے ھیں وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے ھیں - اسی موسم میں سپاھی مقام بدلتے ھیں - ایک پڑاؤ روز چلتے ھیں - بڑی بڑی منزلیں طے کرتے ھیں - روز کی ورزش اور تازی تازی ھوا کھانے سے بڑے مضبوط رھتے ھیں -

دیکھو! سورج ڈوبتے ھی کیسی ٹھنڈک ھوگئی - آؤ! اندر بیٹھیں - انگیٹھی جلائیں - آگ سینکیں - سبق یاد کریں - مطالعہ دیکھیں - بعضے بچارے میدانوں میں راتیں کاٹتے ھیں - کمبل اوڑھے الاؤ پر بیٹھے رھتے ھیں - جاڑے کے مارے کانپتے ھیں - دانت سے دانت بجتے ھیں - سورج نکلتا ھے تو جان میں جان آتی ھے -

آج کل پہاڑوں پر برف پڑتی ھے - بڑی نرم اور ھلکی ھوتی ھے جیسے روئی کا گالا - کئی کئی مہینے اونچے اونچے پہاڑ اس سے ڈھکے رھتے ھیں - کبھی کبھی گھاٹیاں بھی سفید ھو جاتی ھیں - ان مقاموں پر پانی کے چشمے جم جاتے ھیں اور ایسے سخت ھوتے ھیں کہ لوگ ان پر چلتے پھرتے ھیں -

جب بہار کی رت آتی ھے تو موسم میں ذرا گرمی آ جاتی ھے - ننگے ننگے درخت ھرے بھرے ھو جاتے ھیں -

Marfat.com

طرح طرح کے پھول کھلتے ھیں۔ ان کے پیارے پیارے رنگ آنکھوں کو کیسے بھلے معلوم ھوتے ھیں۔ جدھر دیکھو عجب سماں ھے۔ بہار ھی بہار نظر آتی ھے۔ پرندوں میں جان سی پڑ جاتی ھے۔ خوشی کے مارے چہچہاتے ھیں۔ شاما اور کویل آموں کے درختوں پر آ موجود ھوتی ھیں۔ اور اپنی میٹھی میٹھی آوازوں سے دل لبھاتی ھیں۔ بھڑیں اڑتی پھرتی ھیں۔ چھتے بناتی ھیں۔ کسان ھل چلاتے ھیں۔ دھان بوتے ھیں۔ گیہوں پکنے پر آتے ھیں۔ اس وقت پانی کے دو چار چھینٹے پڑ جاتے ھیں تو زمیندار نہال ھو جاتے ھیں۔

Marfat.com

برسات

گرمی گئی، برسات آئی۔ دیکھنا ! کیا کالی گھٹا اٹھی ہے۔ یہ برسے بغیر نہ رہے گی۔ کواڑ بیشک کھول دو۔ اب لو نہیں چلتی۔ ذرا باھر نکل کر تو دیکھو! کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ اے لو! وہ گرجا۔ وہ بجلی چمکی۔ وہ بوندیاں بھی پڑنے لگیں۔ دیکھو۔ تو آن کی آن میں کیسی رت پھر گئی۔

آج کوئی کسانوں کے جی سے پوچھے۔ کیسی خوشیاں ہو رہی ہوں گی۔ لو صاحب! اب تو موسلا دھار برسنے لگا۔ پرنالے دھائیں گر رہے ہیں۔ ٹھنڈی ہوا کو جی ترس گئے تھے۔ مدت کے بعد آج چین سے سونا نصیب ہوگا۔ دو تین دن یہی حال رہا تو جنگل میں سبزہ ھی سبزہ نظر آئے گا۔

اب تو مینہ تھم گیا۔ آؤ! جنگل کی سیر کریں۔ دیکھنا! آسمان کا رنگ کیا صاف نکل آیا ھے۔ آھا! کمان! دیکھو تو کیا کیا رنگ ھیں! ذرا سننا۔ کویل کیا مزے سے کوک رہی ہے۔ آج رات کو پپیہا بھی بولے گا اور برسات کے گویے بھی گائیں گے۔ ھیں! وہ کون؟ وہ مینڈک۔ توبہ! وہ تو ٹراتے ھیں۔ اور سارا جنگل

Marfat.com

سر پر اٹھا لیتے ہیں۔

درختوں کو دیکھو۔ کیا دھوئے دھائے صاف نکلے ہیں۔ جیسے کوئی نہا کر اٹھتا ہے۔ ذرا آسمان کے کنارے کو دیکھنا۔ ان بادلوں کے رنگ کون گن سکے؟ اے لو؟ بیر بہوٹیاں بھی نکل آئیں۔ پرندے کرم چگتے چگتے تھک جائیں گے۔ اب تو گوالوں کے گھر گنگا ہے۔ گائے بھینسوں کا دودھ سمیٹے نہ سمٹے گا۔

Marfat.com

نظم

بڈھا باپ

ایک لڑکے نے یہ بڈھے باپ سے اپنے کہا
آپ کا ظاہر میں یوں تو ہے بڑھاپا آگیا
بال ہے اک اک سفید اب آپ کے سر کا ہوا
فرق لیکن تن درستی میں نہیں آیا ذرا
مہربانی سے مجھے اس کا سبب دیجیے بتا

باپ نے سن کر دیا لڑکے کو اپنے یہ جواب
اے مرے پیارے! مرا تھا جن دنوں عہد شباب
میں سمجھتا تھا جوانی جانے والی ہے شتاب
اس لئے کرتا نہ تھا میں اپنی طاقت کو خراب
پھر بڑھاپے میں جوانی کا مجھے غم ہو تو کیا

پھر کہا لڑکے نے حضرت آپ تو بڈھے ہوئے
اور کل خوشیاں جوانی تک ہیں ساتھ انسان کے

Marfat.com

ہیں بڑھاپے میں کہاں بابا جوانی کے مزے
آپ کو کچھ غم جوانی کا نہیں پھر کس لئے
مہربانی سے مجھے اس کا سبب دیجے بتا

باپ نے یہ سن کے لڑکے سے کہا اے میری جان
یہ تمہارا باپ بڈھا جن دنوں میں تھا جوان
تھا جوانی کو سمجھتا اپنے گھر کی میہمان
اس لئے ہر بات میں رکھتا تھا آئندہ کا دھیان
پھر بڑھاپے میں جوانی کا مجھے غم ہو تو کیا

عرض کی لڑکے نے چھایا اب بڑھاپا آپ پر
اور چلی جاتی ہے گزری عمر جلدی کس قدر
آپ لیکن اب بھی خوش ہی آتے ہیں ہر دم نظر
موت کا بھی ذکر کرتے آپ ہیں ہوکر نڈر
مہربانی سے مجھے اس کا سبب دیجے بتا

باپ بولا۔ ہاں خوشی ہر وقت ہے بیٹا مجھے
اور سن ، معلوم ہے جو کچھ سبب اس کا مجھے
یاد جب ہر دم جوانی میں خدا آیا مجھے
اس لئے وہ بھی بڑھاپے میں نہیں بھولا مجھے
پھر بڑھاپے میں جوانی کا مجھے غم ہو تو کیا

Marfat.com

صفائی

آؤ لڑکو کچھ تمہیں باتیں بتائیں
فائدے کچھ کچھ صفائی کے جتائیں
صاف رکھو جسم اور اجلا لباس
تا کہ سب تم کو بٹھائیں اپنے پاس
صاف رہنے سے رکھو تم خوب یاد
دل رہا کرتا ہے ہر دم شاد شاد
یاد رکھو خوب، ننگے پاؤں بھی
مت پھرو ہرگز یہ عادت ہے بری
دیکھو مٹی میں نہ کھیلو اے عزیز
مت اڑاؤ خاک، تم سیکھو تمیز
بات تم کو اک بتائیں اور ہم
اپنے کپڑوں سے نہ پونچھو تم قلم
روشنائی سے نہ بستے کو بھرو
اس کو ہر دم صاف اور اجلا رکھو
صاف اور اجلی رکھو اپنی کتاب
ہاتھ میلے مت لگیں، ہوگی خراب
اب سنائیں تم کو اک قصہ نیا
ہے سگے دو بھائیوں کا ماجرا

Marfat.com

اجلے پن سے ایک کو عزت ملی
میلے پن سے ایک کو ذلت ملی
ایک حلوائی کے ہاں بیٹے تھے دو
پیار سے رکھتا تھا وہ ہر ایک کو
جو بڑا تھا اس کا جوتی نام تھا
تھا جو چھوٹا اس کا موتی نام تھا
دونوں بیٹھے ساتھ پڑھنے مدرسے
اک جماعت میں وہاں داخل ہوئے
یہ رہا کرتے تھے میلے ہر گھڑی
اس لئے واں سب کو نفرت ان سے تھی
سامنے اک روز دونوں کو بلا
اس طرح استاد سمجھانے لگا
صاف اور اجلے رہو لڑکو سدا
ہر طرح اس میں تمہارا ہے بھلا
ایک تو دل خود تمہارا خوش رہے
دوسرے ہر ایک خوش ہو کر ملے
تم کو میلا پائیں گے افسر اگر
شک نہ جانو ہوں گے ناخوش دیکھ کر
علم سے محروم رہ جاؤ گے تم
اور ساری عمر پچتاؤ گے تم
تھا اگرچہ عمر میں جوتی بڑا

Marfat.com

عقل میں پر اس سے تھا موتی بڑا
جب سنا موتی نے یہ استاد سے
صاف رہنے کا ہوا بس شوق اسے
جب وہ کپڑے دیکھتا میلے ذرا
اور نہ آتا دھل کے جوڑا دوسرا
آپ دھوتا ان کو اپنے ہاتھ سے
صاف اجلا ہو کے جاتا مدرسے
اب یہاں سے تم سنو جوتی کا حال
اس پہ میلے پن نے کیا ڈالا وبال
ایک دن اس مدرسے میں ناگہاں
انسپکٹر آئے لینے امتحان
جب پڑی جوتی پہ صاحب کی نظر
ہو گئے ناخوش اسے وہ دیکھ کر
امتحاں میں بھی نہ جب اچھا رہا
اور بھی اب تو ہوئے صاحب خفا
اس کا جب استاد سے پوچھا سبب
کہہ دیا صاحب سے اس نے حال سب
حال جب صاحب نے سارا سن لیا
ہو خفا جوتی پہ جرمانہ کیا
مدرسے سے جب یہ دونوں آئے گھر
باپ نے دیکھا انہیں بھر کر نظر

Marfat.com

ایک کا دل ہے خوشی سے باغ باغ
دوسرے کا جی ہے غم سے داغ داغ
آخر اس کا باپ نے پوچھا سبب
کہہ دیا موتی نے اس سے حال سب
باپ نے موتی کے سر پر پیار سے
ھاتھ پھیرا اور دئے پیسے اسے
اور جوتی سے کہا ہوکر خفا
بے حیا تجھ کو نہیں آتی حیا
دیکھ چھوٹا بھائی تو انعام پائے
تجھ پہ جرمانہ ہو اور ذلت اٹھائے
جب ہوا معلوم جوتی کو یہ حال
سب کے سب ناراض ہیں مجھ سے کمال
صاف ستھرا ہوگیا ناچار وہ
نیند سے گویا ہوا ہشیار وہ
اب تو سستی اس کی سب جانے لگی
اور چستی دن بدن آنے لگی
جی لگا کر لکھنے اور پڑھنے لگا
نمبر اس کا دن بدن بڑھنے لگا
امتحاں آکر جو صاحب نے لیا
سب سے اچھا امتحاں اس نے دیا

Marfat.com

دیکھ کر اس کی لیاقت کا یہ حال
خوش ہوا استاد جی کا دل کمال
ہم جماعت آبرو کرنے لگے
سب خوشی سے گفتگو کرنے لگے
خوش بہت اس سے ہوئے ماں باپ بھی
ہوگیا آرام سے وہ آپ بھی

Marfat.com

گالیوں کی بُرائی

نصیحت یہ تم یاد رکھنا سدا
زباں پر ہے گالی کا لانا برا
یہ لڑکوں نے استاد سے جب سنا
بہت ہو کے حیران سب نے کہا
کسی شخص نے کیا جب آپ سے
ہماری شکایت ہے کی آن کے
تمہیں ایک قصہ سناتے ہیں ہم
بدی گالیوں کی جتاتے ہیں ہم
یہاں ایک رہتا ہے منو کمہار
وہ خوب اپنے ہے کام میں ہوشیار
خدا نے ہے ایک اس کو بیٹا دیا
جو ہے اس کے تاریک گھر کا دیا
رکھا باپ نے اس کا چنو ہے نام
دیا مٹی کے بیچ لانے کا کام
گدھے لے کے جنگل وہ جاتا ہے روز
اور اک کھیپ مٹی کی لاتا ہے روز
اسے شہر میں لا کے ہے بیچتا
یہی کام اس کا ہے لڑکو سدا

Marfat.com

گدھا ٹھیر جاتا جو لینے کو دم
ذرا سست یا وہ اٹھاتا قدم
یہ پہلے تو گالی سناتا اسے
پھر آگے اسی دم ھنکاتا اسے
زباں پر بہت چنو کے گالیاں
اسی طرح سے ھوگئی تھیں رواں
سنو اتفاق ایک دن کیا ھوا
کہ قیمت پہ مٹی کی جھگڑا ھوا
خریدار کچھ دام دیتا تھا کم
یہ بولا لیتے نہیں اتنے ھم
پھر اس نے یہ غصے سے اس کو کہا
کہ لے جا تو اپنی یہ مٹی اٹھا
ادھر آ گیا غصہ چنو کو بھی
جھٹ اک گالی اس نے سنا اس کو دی
خریدار نے جوں ھی گالی سنی
پکڑ کر وھیں اس کی گت خوب کی
پڑے اب تو چنو وہاں اس قدر
پڑے زخم اس کے کئی جسم پر
گیا روتا اور پیٹتا اپنے گھر
ھوئی اس کو حیران ماں دیکھ کر

Marfat.com

وھیں اتنے میں باپ بھی آگیا
جو بیٹے کو دیکھا تو گھبرا گیا

لگا پوچھنے کس نے مارا تجھے
بتا تو سہی کچھ تو بیٹا مجھے

کہا رو کے چنو نے یوں باپ سے
کہ میں حال کہتا ہوں سچ آپ سے

گدھے اپنے میں تھا لئے پھر رہا
خریدار بھی اک وھاں آ گیا

وہ تین آنے کو، مجھ سے مٹی چکا
ھنسی اور خوشی اپنے گھر لے گیا

زمیں پر دئے میں نے جب بورے ڈال
تو دی اس نے مجھ کو دوانی نکال

میں دو آنے لیتا کیونکر بھلا
کہ تین آنے کا وہ مرا مال تھا

طلب میں نے جو تین آنے کئے
تو مجھ کو پکڑ کر لگا مارنے

سنا باپ نے جب یہ لڑکے سے حال
خریدار پر آیا غصہ کمال

وھیں ساتھ اپنے وہ چنو کو لے
گیا چیختا گھر خریدار کے

Marfat.com

محلے کے لوگوں نے جب غل سنا
گھروں سے نکل کر یہ سب نے کہا
خطا تو بڑی تیرے لڑکے نے کی
خریدار کو گالی چھٹتے ہی دی

سنا منو نے جب یہ گالی کا حال
اسے چنو پر غصہ آیا کمال
وہیں سے اسے خوب گھڑتا ہوا
وہ اپنے گھر الٹا روانہ ہوا

سزا دو طرف سے جو کو ملی
تو چنو نے اپنی خطا مان لی
کہا جوڑ کر ہاتھ یوں باپ سے
کہ اب تو مری تو خطا بخش دے

میں گالی کسی کو نہ دوں گا کبھی
نہ آئندہ دنگا کروں گا کبھی
یہ سن بخش دی باپ نے بھی خطا
ہنسی اور خوشی پھر وہ رہنے لگا

Marfat.com

Marfat.com

حصۂ سوم

اردو کی تیسری کتاب

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ

دودھ پلانے والے جانوروں کا بیان

گائے	۵
گدھا	۸
بلی	۱۱
بھیڑیا	۱۶
خرگوش	۱۹
بندر	۲۳
جنگلی چوہا	۲۶
چمگادڑ	۲۸

پرندوں کا بیان

مرغ	۳۲
چنیا بطخ	۳۵
گدھ	۳۸
لم ڈھیک	۴۱
چڑیا	۴۳
پھنکی	۴۶
ابابیل	۴۹

Marfat.com

	صفحہ
ہدہد یا کھٹ بڑھئی	۵۲
طوطا	۵۵
کیڑوں کا بیان	۵۹
مچھلی	۶۴
مینڈک	۶۸
سانپ	۷۲

درختوں کا بیان

کھجور	۷۶
شہتوت کا درخت	۷۸
چنبیلی	۸۱
سرسوں کا درخت	۸۵
چنے کا درخت	۸۸
سورج کا بیان	۹۱

تاریخی حالات

امیر ناصر الدین سبکتگین	۹۷
سلطان محمود غزنوی	۱۰۲
ظہیر الدین بابر بادشاہ	۱۱۱
انا کی جان نثاری	۱۱۷
پرتاب کی بہادری	۱۲۰

Marfat.com

دُودھ پلانے والے جانوروں کا بیان

گائے

یہ ایسا جانور ہے کہ سب جانتے ہیں۔ اس کی صورت شکل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہندو اسے بڑا پاک جانور مانتے ہیں۔ نرا جانور ہی نہیں بلکہ اس سے بہت کچھ زیادہ خیال کرتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اسے بڑی محبت سے پالتے ہیں اور بہت کچھ سیوا کرتے ہیں۔ آدمی کو جو فائدے اس سے ہیں شاید اور کسی جانور سے نہیں۔ جب تک جیتی ہے کھانے پینے کی بہت سی چیزیں ہمیں دیتی ہے۔ جس جانور سے اتنے فائدے ہوں لازم ہے کہ ہم بھی اچھی طرح اس کی خدمت کریں۔ اول تو ہمیں دودھ دیتی ہے میٹھا تازہ تازہ۔ کون سا لڑکا یا لڑکی ہوگی کہ بھرا پیالہ ہو اور پینے کو جی نہ چاہے؟ ملائی، ربڑی، کھویا، دہی، مکھن، گھی، چھاچھ اور لسی دیتی ہے۔ یہ چیزیں نہ ہوتیں تو ہمارے کھانے پینے کیسے روکھے رہتے۔ ملائی، کھویا، گھی

Marfat.com

نہ ہوتا تو بہتیری مزے مزے کی مٹھائیاں نصیب بھی نہ ہوتیں - بیل ہل جوتتے ہیں - بوجھ ڈھوتے ہیں - چھکڑے کھینچتے ہیں - رہٹ ، چرسے اور کولھو میں چلتے ہیں - گوبر سے کچے مکان لیپتے ہیں - آپلے تھاپتے ہیں - جن غریبوں کو لکڑیاں جلانے کا مقدور نہیں وہ انہیں جلاتے ہیں - ہندو چوکا دیتے ہیں - مرنے کے بعد اس کے جسم کے بہت سے حصے کام میں آتے ہیں - کھال سے گھوڑوں کے ساز، بگھی کے سامان ، زین ، چابک ، لگام اور بہت سی چیزیں بنتی ہیں - سینگوں سے کنگھیاں ، چاقو اور چھریوں کے دستے ، پٹھوں ، نسوں وغیرہ سے سریش -

گائے روز دو دفعہ دودھ دیتی ہے - صبح اور شام دودھ کو مٹی کے باسنوں میں جوش دے کر رکھ چھوڑتے ہیں - پھر اس سے جو چاہتے ہیں بناتے ہیں - مکھن نکالنا ہو تو ذرا سا دہی ملا کر ڈھانک رکھتے ہیں - وہی جم کر دہی ہو جاتا ہے - پھر ایک مٹی کے باسن میں ڈال کر اسے رئی سے بلوتے ہیں - تھوڑی دیر میں مکھن جدا ہو جاتا ہے ، چھاچھ جدا - بعض ملکوں میں اور اور طرح بھی مکھن نکالتے ہیں مگر ہلاتے سب جگہ ہیں -

گائے اکثر گھاس اور چارا کھاتی ہے - دانہ اور

Marfat.com

کھلی بھی دیتے ہیں۔ اس سے دودھ زیادہ ہوتا ہے۔
گوشت یا کوئی جان دار چیز نہیں کھاتی۔ گائے کی
صورت اور اس کے ڈیل ڈول کو سب پہچانتے ہیں۔
مگر یہ بہت لوگوں کو خبر نہیں کہ جو جانور جگالی کرتے
ہیں ان کا معدہ کچھ اور ہی طرح کا ہوتا ہے۔
اس میں چار خانے ہوتے ہیں۔ ہر ایک الگ الگ کام
دیتا ہے۔ اسے جگالی کرتے سب نے دیکھا ہے مگر
اصل حال کی خبر نہیں۔ سنو! اس کے اوپر کے دانت
نہیں ہوتے۔ ڈاڑھیں ہوتی ہیں مگر جلدی جلدی نہیں
چلتیں۔ چونکہ کھاتی بہت ہے اس لئے پہلے جو کچھ
سامنے آتا ہے اسے پورا پورا نہیں چباتی، یوں ہی نگل
جاتی ہے۔ یہ دانہ ہو یا گھاس اول پہلے خانے میں
جمع ہوتا ہے پھر دوسرے خانے میں۔ جب نچنت ہوتی
ہے تو اس میں سے نکال نکال کر منہ میں لاتی ہے۔
دوبارہ چباتی ہے اور کھا جاتی ہے۔ جب گائے چر رہی
ہو تو یہ سمجھو کہ اپنی خوراک سمیٹ رہی ہے۔
کھاتی جب ہے کہ جگالی کرتی ہے۔ بھینس، اونٹ،
بھیڑ، ہرن، بکری سب جگالی کرنے والے جانور ہیں۔
ایسے جانوروں کے پاؤں یا کھر بیچ میں سے پھٹے
ہوئے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

گدھا

دیکھنا! بے درد کس بے رحمی سے اپنے گدھے کو مارتا ہے۔ بچارے پر اتنا بھاری بوجھ لادا ہے کہ ٹھوکریں کھاتا چلا آتا ہے۔ کیا وہ خدا کی جان نہیں؟ میاں کو حقیقت تو جب معلوم ہو کہ اسی بوجھ کو ذرا اپنی کمر پر رکھ لیں۔ پھر بوجھ کا مزا دیکھیں۔ گدھے بچارے کو سب سے برا تو چارہ دیتے ہیں۔ اس پر چاہتے ہیں کہ بوجھ وہ اٹھائے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہے۔ ہندوستان میں جہاں دیکھو گدھے کی ٹانگیں بوجھ کے مارے پھر گئی ہیں۔ کیا سبب ہے؟ بچپن ہی سے بھاری بوجھ لادنے لگتے ہیں۔

مانا کہ گدھا خوب صورت نہیں، بے شک لمبے لمبے کان اور چندھیائی ہوئی آنکھوں سے مریل معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں کی زیادتیاں سہتا ہے۔ انہیں باتوں نے اسے ذلیل کردیا ہے۔ مگر خدا نے بے سمجھ نہیں بنایا ہے۔ بعض مقاموں پر اس نے بڑی بڑی ہوشیاریاں دکھائی ہیں۔ جو مالک اسے چاہتا ہے یہ بھی اس

Marfat.com

کی صورت پر عاشق ہوتا ہے۔ اس کا قدم ذرا سست تو اٹھتا ہے مگر اس پر بھی پہروں برابر چلا جاتا ہے۔ خراب رستوں اور پہاڑوں میں تو زیادہ یہی کام دیتا ہے۔ سبب یہ ہے کہ اس کا قدم گھوڑے سے زیادہ جم کر پڑتا ہے۔ پہاڑوں میں اکثر ایسی اوکھی گھاٹیاں اور اتار چڑھاؤ کے رستے ہیں کہ ذرا قدم بے موقع پڑا اور جان گئی۔ یہی بچارا ہے جو ایسے رستوں میں صحیح سلامت بوجھ منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ اس کا بچہ خوب صورت ہوتا ہے اور چالاک بھی۔ کلیلیں کرتا ہے مگر اس پر بھی ادھر کام کی مصیبت پڑی آدھر وہ ہونہار صورت خاک میں ملی۔ اچھی طرح پرورش ہوتی، نہ صورت بگڑتی، نہ سمجھ جاتی۔ سچ ہے سارے دن کام ہی کام۔ بہلاوے کا ذکر نہ کھیل کا نام۔ مودھو، بچارے کی عقل نہ جائے تو کیا ہو؟ گدھی بچے کو بہت چاہتی ہے۔ جنتی ہے تو ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کا دودھ بہت خوب ہوتا ہے۔ بچوں کے لئے بڑا مفید ہے۔

کہیں بے وقوفی کا ذکر ہوتا ہے تو پہلے اسی بچارے کا نام آتا ہے۔ یہ لدو گدھوں کا بیان ہے مگر جنگلی گدھے کا ایسا حال نہیں۔ وہ بڑا تیز رفتار ہے۔ ایک طرح کے جنگلی گدھے سندھ اور بلوچستان میں اور

Marfat.com

پنجاب کی مغربی حد کی طرف ملتے ہیں۔ انہیں گورخر کہتے ہیں۔ یہ خوب صورت ہوتے ہیں۔ سرخی لئے خاکی رنگ لیکن منہ، چھاتی اور نیچے کا دھڑ سفید۔ پیٹھ کی لمبان پر بھوری دھاریاں اکثر کندھے اور پاؤں پر بھی دھاریاں ہوتی ہیں۔

گھوڑے اور گدھے سم دار جانور ہیں۔ ان کے سم ثابت ہوتے ہیں۔ جُگالی کرنے والے جانوروں کے پاؤں یا کھروں کی طرح بیچ میں سے پھٹے ہوئے نہیں ہوتے۔

Marfat.com

بلّی

اسے سب جانتے ہیں۔ ایسا کوئی ملک ہوگا جہاں یہ نہ ہو۔ آدمیوں سے اسے دلی لگاؤ ہے۔ کتوں کی طرح یہ بھی آدمیوں سے ہل جاتی ہے۔ گھروں میں نڈر اور بے خطر رہتی ہے۔ اس مسکینی سے گزارا کرتی ہے کہ بچے اس سے کھیلتے ہیں۔ گری پڑی ہڈی بوٹی لے لیتی ہے۔ اسی پر گزران کرتی ہے۔ یہ بڑی پاک صاف اور ستھری ہے۔ ہمیشہ اپنے بدن کو صاف کرتی ہے۔ منہ اور کھردری زبان اس کے لئے پانی اور رومال ہے۔ چہرہ یا کان جہاں زبان نہیں پہنچ سکتی ہاتھ کو چاٹ کر گیلا کر لیتی ہے۔ اس سے مل مل کر صاف کرتی ہے۔ بلی کے نرم نرم بال ہوتے ہیں۔ بعض ملکوں میں اس کے پوست سے پوستینیں بنتی ہیں۔ یہ اور پوستینوں سے کم قیمت ہوتی ہیں۔ بلی کئی رنگ کی ہوتی ہے۔ کالی ، سفید ، صندلی ، چتکبری ، بھوری۔ بعضوں پر سیاہی مائل دھاریاں ہوتی ہیں۔ ولایتی بلی بہت خوب صورت ہوتی ہے۔ اس لئے بہت قیمت پاتی ہے۔ یہ کابل اور ایران سے آتی ہے۔ اکثر یک رنگ سفید ہوتی ہے۔ لمبی لمبی پشم ریشم جیسی

Marfat.com

نرم ۔ جنگلی بلیوں کی کئی قسمیں ہیں ۔ رنگ اور قد میں فرق ہوتا ہے ۔ بعض بڑی خوب صورت ہیں ۔ بعض ڈھائی فٹ سے تین فٹ تک لمبی ہوتی ہیں ۔

بلی کی آنکھیں عجیب طرح کی ہیں ۔ اندھیرے میں سب کچھ دیکھتی ہے ۔ چوہے چھیاں اور اور جانور جو دن کو کم نکلتے ہیں ۔ اپنی آنکھوں کی مدد سے ان کا شکار کرتی ہے ۔ جب دھوپ میں لیٹی ہوئی اونگھتی ہے تو دھیمی آواز خر خر سے کیسی مسکین اور غریب معلوم ہوتی ہے ۔ مگر موقع بن جائے تو شکار پکڑنے کو بڑی شیر ہے ۔ اس کے ننھے ننھے دانت تو دیکھو کیسے باریک اور تیز ہیں ۔ پنجے کو ذرا ہاتھ میں تھامو، کیا نرم ہے ! یہی سمجھو گے کہ اس میں دکھ دینے کی کوئی چیز نہیں ۔ ٹھیر جاؤ ! ابھی نہ چھوڑنا ۔ ذرا وہ دق ہو جائے ۔ انہی نرم نرم پنجوں میں سے کیا نشتر سے ناخن نکل پڑتے ہیں ۔ ناخن چھپے رہتے ہیں تو اس کے لئے بڑا آرام ہے ۔ وہ لمبے اور ٹیڑھے ہیں اور نوکیں تیز ۔ اگر کتے کی طرح نکلے رہتے تو چلنے پھرنے میں بلی کو بڑی مشکل ہوتی اور وہ بھی ایسے تیز نہ رہتے ۔ اب ضرورت کے وقت نکالتی ہے اور جب چاہتی ہے اندر کھینچ لیتی ہے ۔ پھر دیکھنے میں وہی نرم نرم اوپر ریشم سی پشم ۔

Marfat.com

پلی ہوئی بلی بڑی غریب ہوتی ہے۔ چمکارنے پچکارنے سے خوش ہوتی ہے۔ چاہتی ہے کہ پیار سے رکھو۔ ایک پیالی بھر کر دودھ اس کے سامنے دھر دو تو خوش ہوگی۔ خر خر کرے گی۔ پتلی، گلابی ننھی سی زبان ہے۔ اس سے چاٹے گی۔ آنکھیں بند کرے گی۔ میٹھے میٹھے دودھ کا مزا لے گی۔ دودھ اسے بھاتا ہے مگر گوشت پر دوانی ہے۔ پلی ہوئی نہیں ہوتی تو گوشت ہی پر گزارا کرتی ہے۔ چڑیا، بٹیر، فاختہ، موٹے تازے جانور اس کا من بھاتا کھاجا ہے۔ پلی ہوئی بلی سے آدمی کو بڑے فائدے ہیں۔ چوہے چھیاں وغیرہ مارتی ہے، مگر کبھی کبھی نقصان بھی کرتی ہے۔ کبوتروں اور مرغی کے بچوں کی سخت دشمن ہے۔ دڑبے میں گھس جائے تو سب کو توڑ جاتی ہے۔

کسی پرندے کا شکار کرتی ہے تو عجیب تماشا ہوتا ہے۔ دیکھنا دیکھنا! وہ جھاڑیوں میں کیسی چپکے چپکے دبے پاؤں گھات لگاتی پھرتی ہے! نرم نرم پنجے کیسے آہستہ آہستہ رکھتی ہے! پاؤں کی آہٹ تک نہیں۔ وہ ٹہنی کے پیچھے تاک لگائے بیٹھی ہے۔ یہ کم بخت کیا بھولا بھالا جانور ہے۔ دیکھو! شکار اب اس کی زد پر آپہنچا۔ وہ بلی جھپٹی۔ ایک ہی چھلانگ میں جا لیا۔ اے ہے! کیسا بچارا پھڑکتا ہے۔ بلی کا

Marfat.com

چہرہ دیکھنا! کیا بگڑے ہوئے تیور ہیں ! کیا آنکھیں بدلی ہوئی ہیں ! چوھے کو شکار کرتی ھے تو پکڑتے ھی نہیں مار ڈالتی - تھوڑی دیر کھیلتی ھے - معلوم ھوتا ھے کہ اس بے بس کو تنگ کرکے خوش ھوتی ھے - پہلے اسے منہ سے چھوڑ دیتی ھے - بچارا تھوڑی دور بھاگ جاتا ھے - پھر جھپٹتی ھے - جھٹ دوڑ کر پکڑ لیتی ھے - غرض اسی طرح تھوڑی دیر اس سے کھلاڑیاں کرتی ھے - آخر کچھ ڈر ڈر کر کچھ تھک کر وہ غریب مر جاتا ھے -

بلی سے اکثر تین سے چھ تک بچے ھوتے ھیں - نو روز تک ان کی آنکھیں بند رھتی ھیں - جب تک یہ چل پھر نہیں سکتے منہ میں داب کر ادھر آدھر پھرانے لے جاتی ھے - یہ اپنے بچوں کو بہت چاھتی ھے - ان کی نگہبانی خوب کرتی ھے - ذرا غافل ھو جائے تو کتے بلیاں انہیں مار ڈالتے ھیں -

بلی صورت شکل اور عادت میں شیر سے ملتی جلتی ھے - پر اتنا فرق ھے کہ یہ درخت دیوار ھر جگہ چڑھ جاتی ھے - شیر نہیں چڑھ سکتا - ھندوستانی اسے شیر کی استانی کہتے ھیں ، اور اس پر یہ کہانی گھڑتے ھیں کہ شیر کو اس نے سب کرتب بتائے - آخر اس نے پوچھا - کہ خالہ بلی ! اور کوئی بات باقی ھے ؟

Marfat.com

تاڑ گئی کہ اس کی نیت میں فساد ہے۔ سکینی سے
بولی۔ بس بیٹا! اب کچھ نہیں۔ شیر نے چاہا کہ پہلے
اسی کو شکار کرے۔ دوڑ کر حملہ کیا۔ درخت پاس تھا۔
جھٹ اس پر چڑھ گئی۔ شیر منہ دیکھتا رہ گیا۔

بہت سے جانوروں کے ناخن ایسے ہیں کہ پنجوں
میں چھپے رہتے ہیں۔ جب چاہتے ہیں باہر نکال بھی
سکتے ہیں۔ یہ سب گوشت کھانے والے جانور ہیں۔
اپنے ہی شکار کا گوشت بہت پسند کرتے ہیں۔ ان کے
دانت شکار کے ڈھب کے خوب ہیں۔ زبان کھردری ہے۔
ہڈیوں میں کچھ گوشت لگا رہے تو اس سے کھرچ
لیتے ہیں۔ یہ سب جانور انگلیوں کے بل چلتے ہیں۔
ان کی انگلیوں کے نیچے کی طرف نرم نرم گوشت ہے۔
یہی سبب ہے کہ چلنے میں پاؤں کی آہٹ تک نہیں
نکلتی۔ آنکھیں ایسی ہیں کہ دن رات برابر دیکھ
سکتی ہیں۔ خدا نے کان ایسے بنائے ہیں کہ ذرا
سی آواز بھی سن لیتے ہیں، شیر، چیتا وغیرہ سب اسی
طرح کے جانور ہیں۔

Marfat.com

بھیڑیا

یہ اکثر ملکوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ قد میں بڑے کتے کے برابر ہوتا ہے۔ شکل میں بھی اس سے بہت ملتا جلتا ہے۔ لیکن سر لمبا ہے، ناک نکیلی، دم گپھے دار، آنکھیں ترچھی، مضبوط اور زور آور ایسا کہ بھیڑ، بکری کو منہ میں آسانی سے اٹھا لے جاتا ہے۔ یہ بڑا جھلا ہے، مگر ہلاؤ تو ہل جاتا ہے اور اپنے پالنے والے سے محبت کرنے لگتا ہے۔ بھیڑنی اپنے بچوں کو بہت چاہتی ہے۔ بچے پیدا ہوتے ہیں تو ایسے نظر آتے ہیں جیسے کتے کے پلے۔ ویسے ہی آنکھیں بھی بند ہوتی ہیں۔

بھیڑئے جنگلوں میں غاروں اور بھٹوں کے اندر رہتے ہیں۔ اور سب شکاری جانوروں کی طرح یہ بھی اکثر رات ہی کو شکار کرتے ہیں۔ یہ بلا نوش سب طرح کے جانور کھا جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مینڈک اور چھپکلی بھی نہیں چھوڑتے۔ ان کی ٹولیوں میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو بے درد اسے بھی اپنا ناشتا کر لیتے ہیں۔ جن گاؤں کے آس پاس کچھ کچھ دور تک آبادی نہیں ان کے آگے پیچھے اندھیری اور سنسان رات میں آ لگتے

Marfat.com

ہیں[1]۔ بھیڑ، بکری کے بچے اور بچھڑے کا گلا پکڑ کر اٹھا لے جاتے ہیں۔ داؤں لگ جائے تو آدمی کے بچے کو بھی لے بھاگتے ہیں۔ اکیلے بیٹھ کر اپنا شکار خوب مزے سے کھاتے ہیں۔ بھیڑئے بھوکے ہوں تو بڑے جھلے ہوتے ہیں۔ جن ملکوں میں برف پڑتی ہے اور ہفتوں تک زمین نہیں دکھائی دیتی وہاں انہیں خوراک کی بڑی مصیبت ہوتی ہے۔ بھوک سے بے قرار ہوکر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ٹولیاں باندھ باندھ کر پھرتے ہیں۔ آدمیوں پر بھی حملہ کرنے میں نہیں جھجھکتے۔ کبھی درندوں ریچھ وغیرہ پر بھی حملے کرتے ہیں۔ ان موذیوں کی بہت سی کہانیاں ہیں کہ لوگوں کے مرنے میں بال ہی بھر کا فرق رہ گیا ہے۔ زندگی تھی کہ جانیں بچ گئیں۔ یہ ایسے جانور نہیں کہ جمع ہوکر آئیں تو خطرناک ہوں۔ نہیں اکیلا ہو تو بھی آفت ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک کسان اپنے جھونپڑے میں بیٹھا تھا۔ سامنے انگنائی میں دیکھا کہ بھیڑیا دبے پاؤں آیا اور بکری کو جھٹ اٹھا کر لے چلا۔ کسان اٹھ کر دوڑا۔ گود میں ڈیڑھ برس کا بچہ تھا۔ جلدی سے اسے زمین پر بٹھا دیا اور ایک موٹا سا لٹھ لے کر

---

[1] ن ''آ'' دھمکتے ہیں۔''

Marfat.com

بھیڑئے پر آیا۔ یہ موذی گھبرا کر بکری چھوڑ گیا۔ بچے پر نگاہ پڑی جھپٹ کر اسے لے بھاگا۔ باپ بچارا چلاتا پیچھے دوڑا مگر بے فائدہ تھا۔ بھیڑیا ھوا ھو گیا۔ بچے کا پتا نہ چلا۔

بھیڑئے، لومڑی، گیدڑ صورت شکل میں کتے سے بہت ملتے جلتے ھیں۔ اس شکل کے جانور گوشت کھاتے ھیں۔ سب کے دانت گنتی اور بناوٹ میں ایک سے ھوتے ھیں۔ بلی، شیر وغیرہ کی طرح انگلیوں کے بل چلتے ھیں، پر ناخن ویسے تیز نہیں ھوتے، نہ ان کی طرح اندر کھینچ سکتے ھیں۔

Marfat.com

خرگوش

تم کھیت یا جنگل میں چلے جاتے ہو تو ادھر ادھر کہیں جھاڑیاں سی دکھائی دیتی ہیں۔ کہیں جھنڈیاں نظر آتی ہیں۔ انہی میں سے ایک چھوٹی سی چیز پاؤں کے پاس سے نکل جاتی ہے۔ مٹیالا سا رنگ ہوتا ہے اور اس سنائے سے جاتی ہے کہ تم دیکھتے رہ جاتے ہو۔ خرگوش یہی ہے۔ جس جھاڑی سے نکلتا ہے وہاں جا کر دیکھو تو کہیں نہ کہیں اس کا بستر ضرور نظر آئے گا۔ وہ اتنا ہوتا ہے کہ خرگوش اس میں ٹھیک سما جاتا ہے۔ صاف صاف نرم نرم گھاس پسند کرتا ہے۔ ہمیشہ وہیں رہتا ہے۔ گھاس میں بدن کا ویسا ہی نشان پڑ جاتا ہے۔ لومڑی چوہوں کی طرح زمین میں نہیں رہتا۔ نہ کوئی ایسی جگہ بناتا ہے کہ وقت پڑے تو پناہ کے لئے کام آئے۔ دشمنوں سے بچنے کے لئے اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔ پاؤں کی پھرتی ہی بچاؤ ہے۔

خرگوشنی برس میں تین چار دفعہ بچے دیتی ہے۔ اکثر ایک جھول میں چار تک ہوتے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی بچوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ ادھر پھدکتے

Marfat.com

پھرتے ہیں۔ مہینہ بھر میں ماں سے الگ ہوکر چرنے چگنے لگتے ہیں۔ خرگوش کا رنگ مٹیالا سا ہوتا ہے، پیٹ سفید، اوپر کو اٹھی ہوئی چھوٹی سی سفید دم۔ چار لمبے لمبے تیز دانت آگے کو۔ دو نیچے۔ دو اوپر۔ ان سے اپنی خوراک کترتا ہے۔ اس کا ہلکا پھلکا جسم لمبی گٹھیلی ٹانگیں بھاگنے کے ڈھب کی خوب ہیں۔ اس پر کوئی حملہ کرتا ہے تو اونچائی کی طرف بھاگتا ہے۔ سبب یہ ہے کہ اس کے پچھلے پاؤں لمبے لمبے ہوتے ہیں۔ چڑھائی پر آسانی سے چڑھ جاتا ہے۔ خدا نے کان ایسے بنائے ہیں کہ انہیں ہر طرف پھیر سکتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ کھٹکا ہوتے ہی جھٹ چوکنا ہو جاتا ہے۔ گدھے کی طرح لمبے لمبے کان ہیں۔ اسی لئے خرگوش کہتے ہیں[۱]۔ آنکھیں پیچھے کی طرف اتنی ہٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ کہ منہ پھیر کر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ پیچھے کی چیزیں خوب معلوم ہوتی ہیں۔ اوپر کا ہونٹ چرا ہوا ہوتا ہے۔

پھرتی اور چوکنے پن کے سوا اس کے پاس ایک اور بچاؤ کی چیز ہے۔ وہ کیا؟ اس کی مکاری۔ کوئی شکاری اس کا پیچھا کرتا ہے تو یہ ہزاروں چھل

۱۔ آزاد یہاں بھی اپنے لسانی ذوق کو نہیں بھولے۔ 'خرگوش' کی وضاحت اس کا ثبوت ہے۔

Marfat.com

بٹے دے کر نکل جاتا ہے ۔ اسے دو طرح کے کتوں سے
شکار کرتے ہیں ۔ ایک تازی جن کے بڑے بڑے قد
ہوتے ہیں اور لمبی لمبی ٹانگیں ۔ وہ دیکھتے جاتے ہیں
اور پیچھے دوڑتے ہیں ۔ نزدیک آ جاتے ہیں تو خرگوش
کترا جاتا ہے ۔ کتے جلدی سے رک نہیں سکتے
آگے نکل جاتے ہیں ۔ پھر اس کے نزدیک پہنچتے ہیں
تو یہی چال چلتا ہے ۔ اس لئے خرگوش کے پکڑنے میں
کتوں کو بڑا ہیر پھیر کھانا پڑتا ہے ۔ دوسرے بو گیر
کتے ، ان کے قد چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں ۔ خرگوش
ان سے بہت آگے نکل جاتا ہے ۔ یہ پیچھے پیچھے بو
سونگھتے دوڑتے جاتے ہیں ۔ خرگوش خوب جانتا ہے
کہ اس کی بو کھوئی جائے تو پھر ان کے ہاتھ نہ آئے
گا ۔ کبھی دیوار پر چڑھ جاتا ہے ۔ اوپر اوپر چلا جاتا ہے ۔
دوسری جگہ جا اترتا ہے ۔ کبھی جس رستے جاتا ہے ۔
اسی رستے الٹ کر اور طرف نکل جاتا ہے ۔ جھاڑیاں
ہوں تو ایک سے دوسری میں کودتا چلا جاتا ہے ۔
پانی سامنے آ جائے تو کود پڑتا ہے ۔ تھوڑی دیر تیر کر
کسی اور طرف جا نکلتا ہے ۔ کبھی لومڑی وغیرہ کے
بھٹوں میں بھی جا چھپتا ہے ۔

خرگوش کے دشمن بہت ہیں ۔ آدمی کھاتے ہیں ۔
بہتیرے پرندے اور جانور بھی اس پر حملہ کرتے ہیں ۔

Marfat.com

غرض اتنے مارے جاتے ھیں کہ اگر ایسی بہتات سے بچے نہ دیا کرتے تو ایک خرگوش بھی نہ دکھائی دیتا ۔ یہ جانور آدمیوں سے بہت بدکتا ھے لیکن پھر بھی کبھی کبھی بہت ھل جاتا ھے ۔ یہ گھاس پات کھاتا ھے ۔ ترکاریاں بھی بہت بھاتی ھیں ۔ یہ اناج کی ھری ھری کھیتیاں برباد کر دیتے ھیں ۔ یعنی جڑوں تک کھا جاتے ھیں ۔

خرگوش کی طرح اور بھی بہت سے جانور ھیں کہ ان کے منہ میں آگے کو چار لمبے لمبے تیز دانت ہوتے ھیں ۔ دو نیچے دو اوپر ۔ ان سے اپنی خوراک کترتے ھیں اور ڈاڑھوں سے چبا کر کھاتے ھیں ۔ گلہری ، چوھا ، چھیا ، گھونس ، سیہہ وغیرہ سب کترنے والے جانور ھیں ۔

Marfat.com

بندر

یہ گرم ملکوں میں اکثر ہوتے ہیں۔ بہتیری طرح کے ہیں۔ بعض کے قد آدمی کے قریب ہیں، بعض کے بہت چھوٹے۔ شکلوں میں بھی بہت فرق ہے۔ کسی کی دم لمبی ہے، کسی کی چھوٹی، کسی کی ہوتی ہی نہیں۔ ہاں ایک بات میں سب یکساں ہیں کہ چار ہاتھ ہوتے ہیں۔ اگلے پچھلے چاروں پنجے برابر چلتے ہیں۔ جیسے آدمی کے ہاتھ ویسی ہی انگلیاں، ویسا ہی انگوٹھا۔ ان سے ہر چیز کو پکڑ لیتے ہیں۔ اسے چوتھا جانور کہنا بجا ہے۔ جہاں اور جانور نہیں چڑھ سکتے۔ انہی ہاتھوں کی مدد سے یہ بے لاگ اور بے خطر چڑھ جاتے ہیں۔ یہ بات بھی سب میں پائی جاتی ہے کہ طرح طرح کی شرارتیں کرتے ہیں۔ لوگوں کی نقلیں اتارتے ہیں۔ یہ کمال ہے کہ جو کچھ دیکھتے ہیں جھٹ وہی کرنے لگتے ہیں۔

جو بندر اس ملک میں اکثر دکھائی دیتے ہیں، ان کے قد درمیانی ہیں۔ لمبی دم، بھوری سی پیٹھ، ٹانگیں اور باقی جسم خاکستری، سیاہ ہتیلیاں۔ بندر جوانی پر آتا ہے تو بندریا سے زیادہ اس کا منہ سرخ ہو جاتا ہے۔ یہ ایک اچنبھے کا جانور ہے۔ جہاں کثرت سے پائے

Marfat.com

جاتے ہیں ایک آفت ہوتی ہے۔ ہندو اسے پاک جانور سمجھتے ہیں۔ یہ مندروں اور شوالوں کے آس پاس بڑے موذی اور دلیر بن جاتے ہیں۔ سبب یہ ہے کہ سیانا ہے۔ وہ بھی سمجھتا ہے کہ یہاں مجھے کوئی تکلیف نہ دے گا۔ گاؤں کے رہنے والے گھروں کی چھتوں پر کانٹوں کی جھاڑیاں بچھا دیتے ہیں مگر بے فائدہ۔ یہ انہیں پھینک دیتے ہیں۔ ادھر ادھر کودتے پھاندتے پھرتے ہیں۔ طرح طرح کی شرارتیں کرتے ہیں۔ جنگل میں ہوتے ہیں تو میوے اناج، چھوٹے چھوٹے درخت چبا چبا کر گزران کرتے ہیں۔ لیکن بستی ہو تو بازاروں میں بھاگتے پھرتے ہیں۔ حلوائیوں اور نانبائیوں کی دکانوں پر تاک لگائے رہتے ہیں۔ دکان دار کی ذرا آنکھ بچ جائے تو جو پاتے ہیں لے بھاگتے ہیں۔ لوگ چلاتے رہ جاتے ہیں کہ لیجئو لیجئو! وہ لے گیا، وہ لے گیا۔ عجب تماشا ہوتا ہے۔ یہ دیوار یا درخت پر مزے سے کھائے جاتا ہے۔ مالک نیچے حیران کھڑا دیکھ رہا ہے۔ برا بھلا کہہ رہا ہے۔ یہ دیکھ دیکھ کر کبھی ہنستا ہے کبھی بھبکیاں دیتا ہے کبھی منہ چڑاتا ہے۔ جب میوہ کھاتا ہے تو سمٹ سمٹا کر بیٹھ جاتا ہے۔ نرم نرم انگلیوں سے اس کے چھلکے اتارتا ہے اور کترتا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے

Marfat.com

کوئی چٹورا بچہ چاٹ مزے لے لے کر کھا رہا ہے۔

یہ بڑے سمجھ دار ہوتے ہیں۔ جو سکھاؤ آسانی سے سیکھ جاتے ہیں۔ تماشا گروں کے ساتھ سدھے ہوئے جانور ہوتے ہیں۔ وہ طرح طرح کے تماشے کرتے ہیں۔ ان میں ایک دو بندر ضرور ہوتے ہیں۔ وہ ناچتے ہیں، ڈگڈگی بجاتے ہیں، قلا بازیاں کھاتے ہیں، کبھی بکرے پر سوار ہوتے ہیں۔ غرض ایسے فرماں بردار رہتے ہیں کہ اپنے مالک کے ہر ایک اشارے کو مانتے ہیں۔

بندروں کی عجیب مزے مزے کی نقلیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک امیر کے پاس دو بندر تھے۔ ایک بڑا تھا لیکن بد صورت۔ دوسرا چھوٹا تھا پر خوب صورت۔ چھوٹے کو سب پیار کرتے تھے۔ بڑا جل جل کر اس کا دشمن ہو گیا۔ ہمیشہ تاک میں رہتا تھا کہ داؤں لگے تو بدلہ لے کر جی ٹھنڈا کرے۔ ایک دن گھر میں سفیدی ہو رہی تھی۔ راج مزدور تو کام میں لگے، بڑے بندر نے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ سفیدی کی بھری ہوئی هاندی لی۔ رفیق کی گردن پکڑ کر اس کے سارے بدن پر پھیر دی۔ کونچی کو پھینک جھٹ درخت پر چڑھ گیا۔ اب کس کا ڈر تھا۔ مزے سے جا بیٹھا۔ ہنس ہنس کر منہ چڑانے لگا۔ بچارا بہتیرا ہی سفید خلعت کو اتارتا تھا مگر کچھ نہ ہوسکتا تھا۔

Marfat.com

جنگلی چوہا

ہندوستان میں اسے جنگلی چوھا کہتے ھیں ، پر حقیقت میں یہ چوھے کی قسم سے نہیں - ایک چھوٹا سا عجیب جانور ھے - کوئی نو انچ لمبا - پیٹھ پر کانٹوں دار قدرتی زرہ - چھوٹی چھوٹی کمزور ٹانگیں - لمبی ناک - ننھی ننھی آنکھیں - پاؤں - چہرہ - نیچے کے اعضاء نرم نرم - پیٹھ پر کانٹے نہ ھوتے تو بے پناہ تھا - یہ زرہ اس لئے ھے کہ اس کا بچاؤ رھے - اس پر کوئی حملہ کرتا ھے تو سمٹ کر گیند ھو جاتا ھے - سر کو دم سے ملا دیتا ھے - سکڑ کر رہ جاتا ھے - ٹانگیں اور نرم نرم بدن چھپ جاتا ھے - کانٹے اوپر کھڑے ھو جاتے ھیں - اب ایسا نظر آتا ھے جیسے ارنڈ کا ایک بڑا سا بھورا پھل - اب دشمن اس پر حملہ کرے تو کیا کرے ؟ اسے اپنی مضبوطی کی آپ بھی خبر ھے - دیکھو سمٹ جاتا ھے تو آگ یا پانی ڈالے بغیر نہیں کھلتا - مادہ اپنے بچوں کو بہت چاھتی ھے - بچے بہت سارے ھوتے ھیں - سب کی وھی خبر لیتی ھے - ان کی صورت شکل عجیب و غریب ھوتی ھے - پیٹھ پر ننھے ننھے سفید کانٹے ،

Marfat.com

گلابی چہرہ ، بند آنکھیں -

یہ جانور دن کو کم دکھائی دیتا ہے - شام کو باہر نکلتا ہے - جتنی رات آتی ہے اتنا ہی اس کا جی خوش ہوتا ہے - خوراک کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہے - چھوٹے چھوٹے کیڑے ، پھل ، جڑی بوٹی اس کی خوراک ہے - سانپ ، مینڈک ، چھپکلی بھی کھا جاتا ہے - اس کے دانت تو چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں مگر شکار ہڈیوں سمیت ایسا چبا جاتا ہے جیسے گھوڑا گاجر چباتا ہے - اس کی زیادہ گزران کیڑوں پر ہے - کرم خور اسے کہنا بجا ہے -

کرم خور جانور اور بھی بہت سے ہیں جیسے چھچھوندر وغیرہ -

Marfat.com

چمگادڑ

دونوں وقت ملتے جب چراغوں میں بتی پڑتی ہے تو ایک نرالی شکل کا جانور ہمارے سر پر سے اڑتا ہوا جاتا ہے، بڑی تیزی سے مگر چپ چاپ۔ ایسا ہلکا پھلکا، جیسے کوئی پرچھائیں نکل گئی۔ تم جانتے ہو؟ چمگادڑ یہی ہے۔ اگرچہ یہ اڑتا ہے، پر اصل میں پرندوں کی قسم سے نہیں۔ انڈے نہیں دیتا۔ چوپایہ جانور ہے۔ بچوں کو چھاتیوں سے دودھ پلاتا ہے۔ جسم تو دیکھو جیسے چھپیا۔ نرم نرم بھورے رونگٹے، گول گول لمبوترے کان۔ تم کبھی خیال کر کے دیکھنا کہ اس کے بازوؤں میں پر نہیں۔ لیکن چکنی کالی سی جھلی ہے کہ اگلے پنجوں سے پچھلے پنجوں تک چھائی ہوئی ہے۔ جیسے تم پتنگ اڑاتے ہو اور اس کی کانپوں پر کاغذ منڈھا ہوتا ہے اس کے جھلی منڈھی ہے۔ یہی اسے پروں کا کام دیتی ہے۔ اگرچہ اس کے پاس اڑنے کے اتنے سامان ہیں۔ اور تم بھی روز دیکھتے ہو کہ ہوا میں ہزاروں چکر لگاتی ہے۔ پلٹیاں کھاتی ہے، پر اکثر پرندوں کے برابر ہوا میں دیر تک تھم نہیں سکتی۔

Marfat.com

چمگادڑ بہت طرح کی ہے۔ بعض میوے کھاتی ہیں۔ بعض کیڑے مکوڑے۔ پر عام چمگادڑ ہر جگہ موجود ہے۔ شام کے وقت جب چاہو دیکھ سکتے ہو۔ لو! وہ روشنی کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ اسے ڈراؤ نہیں۔ یہ مچھر پکڑتی ہے۔ مچھر، بھنگے اور طرح طرح کے کیڑوں سے گزارا کرتی ہے۔ وہ نہایت پھرتی سے ہمارے پاس سے نکل جاتی ہے، تو اسی شکار کی تلاش میں ہوتی ہے۔ بڑی مبارک شام ہے، جس میں اسے بہت سے کیڑے مل جائیں۔ جاڑے میں اس کا شکار کم نظر آتا ہے تو کئی دن تک برابر پڑی سوتی ہے۔ شام سے پہلے کبھی نہیں نکلتی۔ دن کو اندھیرے سوراخوں میں چھتوں کے کونوں میں، گھری چھاؤں کے درخت میں، کسی چٹان یا کسی عمارت کی دڑاڑ میں چمٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا سونا بھی دنیا سے نرالا ہے۔ سر نیچے کرتی ہے۔ ایک پنجے سے کسی چیز کو پکڑتی ہے اور لٹک رہتی ہے۔

شاید تم پوچھو گے کہ اندھیرے میں دیکھتی کیونکر ہے؟ سبب یہ ہے کہ اس کی آنکھیں بھی ایسی ہی ہیں جیسی بلی کی، پر اتنا فرق ہے کہ زیادہ روشنی میں گھبرا جاتی ہے۔ اسی سبب سے ٹکر کھاتی ہے۔ مگر جب سنبھل کر اڑتی ہے۔ تو وہی جھلی جو پروں

Marfat.com

کا کام دیتی ہے اس کی رہبر بنتی ہے[1]۔ یعنی اس کی مدد سے آس پاس کی چیزوں کا حال اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کے سوا ایک اور بات بھی ہے۔ وہی سہین جھلی جو اس کے ہاتھوں سے پاؤں تک منڈھی ہوئی ہے اور پروں کا کام دیتی ہے وہ بھی اسے ہر بات کی خبر دیتی ہے اور اس سے ہر چیز کا حال معلوم کر لیتی ہے۔ تم کہو گے کہ بازوؤں سے تو چیز کو جب ہی معلوم کریں گے کہ بازوؤں سے لگے۔ جب ٹکر لگ گئی تو پھر معلوم ہونے کا فائدہ کیا؟ مگر یہی تماشے کی بات ہے کہ اسے بغیر چھوئے بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی جب وہ اڑنے کے لئے ہوا میں بازو مارتی ہے، اگر کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز پاس ہوتی ہے تو فوراً بازوؤں کو معلوم ہو جاتی ہے۔ جھٹ بچ کر نکل جاتی ہے۔ عقل مندوں نے اس بات کو ثابت کیا ہے، مگر عجیب بے رحمی سے۔ کئی چمگادڑیں پکڑ کر ان کی آنکھیں نکال لیں۔ پھر ایک کمرے میں ادھر ادھر ڈورے تان دئے۔ ان مسکین جانوروں کو اندھا کر کے چھوڑ دیا۔ دیکھا کہ وہ خاصی طرح فراٹے بھرتی پھرتی

۱۔ بعد کے ایڈیشنوں میں یہ عبارت یوں ہے: "تو وہی سہین جھلی جو اس کے ہاتھوں سے پاؤں تک منڈھی ہوئی ہوتی ہے اور پروں کا کام دیتی ہے وہ اسے ہر بات کی خبر دیتی ہے"

Marfat.com

تھیں۔ ڈورے سے ذرا ٹکر نہیں کھاتی تھیں۔ اس لئے
کہ جب ڈورے کے پاس آتی تھیں تو ان کے نازک
پروں کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

پرندوں کا بیان

مرغ

مرغا مرغی بہت مشہور ہیں - زیادہ اتا پتا بتانے کی ضرورت نہیں - جس ملک میں جاؤ وہیں پھرتے نظر آتے ہیں - کتے ، بلی ، گھوڑے ، بیل کی طرح جہاں آدمی رہ سکتا ہے وہاں یہ بھی ملتے ہیں - پرندوں میں سب سے زیادہ فائدے اس جانور سے ہیں -

مرغ بڑا بہادر اور خوب صورت ہے - جب وہ اپنی مرغیوں کے جمگھٹے کو لئے تنتا ہوا چلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ بھی خوب سمجھتا ہے کہ ہم بھی کچھ ہیں ، اور کس آن بان سے چلے جاتے ہیں - کسی دیوار یا پتھر یا ٹیلے پر بیٹھتا ہے تو تیس مار خاں معلوم ہوتا ہے - گلا پھلاتا ہے - چھاتی ابھارتا ہے اور سارے بدن کا زور لگا کر چلاتا ہے - کہ ککڑوں کوں - گویا ساری دنیا کو سناتا ہے کہ دیکھو ہم کیسے بانکے اور سورما ہیں - یہ لڑائی پر مرتا ہے - اس کی ٹانگوں کے اندر کی طرف تیز کانٹے ہوتے ہیں - ان سے

Marfat.com

اپنے دشمن کو بڑا نقصان پہنچاتا ہے۔ کبھی کبھی بے رحم لوگ اس کی جنگی عادت سے اپنے دل خوش کرتے ہیں۔ وہ اس کے اصلی ہتیاروں یعنی کانٹوں پر بھی بس نہیں کرتے بلکہ ان پر تیز لوہا چڑھاتے ہیں، اور اسے دشمن کے سامنے چھوڑتے ہیں کہ وہ بھی اسی طرح تیار ہوتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ جب وحشیانہ لڑائی ہوتی ہے تو بعض آدمی اس بے رحمی کو دیکھ دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ جو آدمی جواں مرد یا لڑکا بہادر ہوگا وہ تو ایسے کام میں خوشی سے کبھی شامل نہ ہوگا۔

مرغی بہت انڈے دیتی ہے۔ کھانے میں بڑے مزےدار ہوتے ہیں۔ بچے نکالتی ہے تو بڑے صبر سے اکیس دن تک بیٹھی انڈے سیتی ہے۔ یہ اپنے بچوں کو بڑی دلیری سے بچاتی ہے، کتے، بلی اس کے دڑبے کے پاس جائیں تو پروں کو پھلا کر کڑکڑاتی ہوئی دوڑتی ہے۔ اس کی ڈراؤنی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے مارنے کو تیار ہے۔ اس وقت دل جلے ہی جانور کا کام ہے کہ اس کا سامنا کرسکے۔ چیل اس کے بچوں پر منڈلاتی ہوئی آتی ہے تو جھٹ ان کو پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے۔ اس کے بچے بڑے خوب صورت ہوتے ہیں۔ گلابی ٹانگیں، گول گول کالی آنکھیں، تارا

Marfat.com

سی چمکتی ہوئیں - زرد ، سفید ، نرم نرم روئیں دار کھال کا کرتہ پہنے چوں چوں کرتے پھرتے ہیں -

مرغے ، مرغیاں کرم وغیرہ کھاتے ہیں - کھیتوں ، گھروں اور رستے پر سے دانے دنکے چگ لیتے ہیں - یہ اپنی خوراک اکثر زمین کرید کر نکالتے ہیں - اس لئے خدا نے ان کی ٹانگیں مضبوط بنائی ہیں - پنجے چوڑے چوڑے ، ناخن خم دار ، مور ، پیرو یعنی فیل مرغ ، چکور تیتر ، بٹیر سب اسی طرح کے کریدنے والے جانور ہیں -

Marfat.com

چنیا بطخ

یہ بڑی تیراک ہے۔ زمین سے پانی پر نہایت آرام سے رہتی ہے۔ ذرا دیکھو تو سہی، کیسی ہوا سی تیرتی جاتی ہے! کہیں ڈبکی مارتی ہے، کہیں جا نکلتی ہے۔ کیا خوب صورت ہے! چالاک معلوم ہوتی ہے۔ دیکھنا! وہ کنارے پر جا پہنچی۔ اب اوپر چڑھتی ہے۔ اس کا لمبوترا بدن ہے۔ چھوٹی چھوٹی ٹانگیں دم کے پاس ہیں۔ بھدی سی ہے۔ تمہیں یقین آتا ہے! یہ وہی ہے۔ جو تیر رہی تھی؟ اس کی ٹانگیں ذرا غور سے دیکھو، پھر جانو گے کہ ایسی پھرتی سے کیوں تیرتی ہے۔ بھدے پن سے کیوں چلتی ہے۔ دیکھو! اس کی ایک انگلی پیچھے مڑی ہوئی ہے۔ سامنے کی باقی تین انگلیوں میں ایک جھلی پھیلی ہوئی ہے۔ اس سے سارا پنجہ چپٹا ہوکر ایک پنکھا سا معلوم ہوتا ہے۔ تیراکی میں یہ چالاکی انہی پنجوں کی بدولت ہے۔ یہ اسے چپو کا کام دیتے ہیں۔ پانی کو بڑے زور سے پیچھے ہٹاتے ہیں، مگر چلنے میں دق کرتے ہیں۔

یہ انڈے بہت دیتی ہے، پر بے صبر اور بے پروا

Marfat.com

ہے ۔ اچھی طرح نہیں سیتی ۔ اسی واسطے اس کے انڈے اکثر مرغی کے نیچے بٹھاتے ہیں ۔ چھوٹے چھوٹے بچے زرد زرد روئیں کی پوستین پہنے ہوئے جب کسی مرغی کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں تو عجیب تماشا ہوتا ہے ۔ مرغی پانی کے پاس پہنچتی ہے تو انہیں اپنے ہی بچے جان کر اور اپنا سا حال سمجھ کر کنارے پر روکتی ہے ۔ وہ غڑپ پانی میں اترے اور تیرنے لگے ۔ ماں کنارے پر کھڑی دیکھتی ہے ۔ حیران ہوتی ہوگی کہ بچے تو وہ بات کرتے ہیں جو مجھ سے بھی نہیں ہوسکتی ۔ اس کی خوراک اچھی نہیں ۔ گندہ خور جانور ہے ۔ کیچڑ، پانی ، تمہاری پھینکی پھکائی چیز جوکچھ سامنے آئے کھا پی لیتی ہے ۔ اسے صاف پانی سے میلا کچیلا پانی بہت بھاتا ہے ۔ بند پانی میں جہاں کائی وغیرہ ہو بہت خوش ہوتی ہے ۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے کیڑے اسے یہیں ملتے ہیں ۔ انہیں اپنی چپٹی اور چوڑی چونچ سے پکڑتی ہے اور نگل جاتی ہے ۔

پلی ہوئی چنیا بطخوں کے بازو ایسے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں کہ مشکل سے اڑ سکتی ہیں ۔ ہاں جنگلی بطخیں یعنی مرغابیاں جو دریاؤں اور جھیلوں کے آس پاس نظر آتی ہیں وہ خوب اڑتی ہیں ۔ مگر پانی سب کو بھلا معلوم ہوتا ہے ۔ چلنے اور اڑنے سے پانی میں بہت

Marfat.com

خوش ہوتی ہیں۔ اسی طرح کے اور بہتیرے تیراک پرندے ہیں جیسے ہنس، چکوا، خدا نے ان کے پاؤں بھی ایسے ہی بنائے ہیں۔

Marfat.com

گِدھ

ذرا سامنے دیکھنا! کتنے گدھ اکٹھے ہو رہے ہیں! کسی چاٹ کا لالچ ہوگا۔ اوھو! کوئی مردار بیل ہے یا کسی گدھے کی لاش۔ ایسے ہی گوشت کھا کھا کر گزارا کرتے ہیں۔ ان کی صورتیں کیسی مکروہ اور ڈراؤنی ہیں۔ بڑے بڑے قد، بھورے سے میلے پر۔ ننگی ننگی گردنیں، گنجے گنجے سر، مڑی ہوئی چونچیں، پھٹے پھٹے دیدے۔ کیا گھناؤنے جانور ہیں! کیسی غلیظ چیزیں مزے لے لے کر کھاتے ہیں! یہ اپنے کھاجے پر ایسے گرتے ہیں کہ ہم سر پر جا پہنچتے ہیں، جبھی خبر ہوتی ہے۔ پھر اپنی ضیافت حسرت سے چھوڑ دیتے ہیں۔ چوڑے چوڑے پر پھیلا کر چپ چاپ اڑ جاتے ہیں۔ کچھ دور نہیں جاتے۔ آس پاس جو درخت ہیں، انہی پر جا بیٹھتے ہیں کہ من بھاتی خوراک آنکھ سے اوجھل نہ ہو۔ جب موقع پائیں جھٹ آن موجود ہوں۔ یہ بڑا کھاؤ ہے۔ چاھتا ہے کہ ناکوں ناک بھر جاؤں۔ خوب پیٹ بھر جاتا ہے تو کسی درخت کے ٹھنڈ یا کسی اونچے سے پتھر پر جا بیٹھتا ہے۔ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ ادھ موا سا

Marfat.com

اتنی دیر بیٹھا رہتا ہے کہ وہ مکروہ غذا پچ جاتی ہے۔
ہڈیوں سے مردار لاش میں گوشت نوچنے کو
گلے گلے تک اتر جاتا ہے۔ سر اور گردن میں پر ہوتے
تو آلائش میں لتھڑ کر چمٹ جاتے۔ اس کی خمدار
تیز چونچ اور مڑے ہوئے مضبوط پنجے مردار کے نوچنے
پھاڑنے کو بڑے اچھے اوزار ہیں۔

بعض قافلوں کے جانور جنگل پہاڑوں کے سفر
میں بیمار ہو جاتے ہیں، یا ایسے گرتے ہیں کہ اٹھنے
کے قابل نہیں رہتے۔ لوگ ان کی سسکتی جان کو موت کے
حوالے کرکے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ گدھ دور سے بیٹھے
ان کی نگہبانی کرتے ہیں۔ اسی انتظار میں رہتے ہیں
کہ ان کی جان کب نکلے اور کب اپنی ضیافت پر
آن بیٹھیں۔ اسے ذرا پروا نہیں کہ کیا کھاتا ہے۔
جتنا گلا سڑا مردار ہو اتنا ہی زیادہ بھاتا ہے۔
البتہ ہمارا فائدہ ہے۔ وہ مرداروں کو نہ کھاتے
تو ہوا خراب ہو جاتی۔ وبا سے لوگوں کی جانیں جاتیں۔
یہ جیتے جانوروں پر کم گرتا ہے۔ ہاں کبھی بہت
بھوکا ہو اور بھیڑ بکری کا چھوٹا سا بچہ نظر آ جائے
تو اسے اٹھا لے جاتا ہے۔ میدان میں درختوں پر اپنا
گھونسلا بناتا ہے۔ اس کے اکثر گھونسلے پیپل کے
درختوں پر پائے جاتے ہیں۔ یہ اکثر مل گجا سا ایک

Marfat.com

انڈا دیتا ہے - پہاڑی گدھ کا گھونسلا پہاڑوں میں بلند چوٹیوں پر ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں کوئی نہیں جا سکتا -

بہت سے پرندے اناج اور کیڑے کھاتے ہیں مگر گدھ گوشت ہی کھاتا ہے - یہ شکاری پرندہ ہے، گو اسے شکار سے مردار بہت بھاتا ہے - باز، شکرا، بہری، لگھڑ، چیل، الو وغیرہ سب شکاری پرندے ہیں -

Marfat.com

لم ڈھیک

یہ ہندوستان میں بہت ہوتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے پرندوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کھڑا ہوتا ہے تو پورا پانچ فٹ اونچا نظر آتا ہے۔ خیال کرو تو آدمی کے قد کے لگ بھگ ہے۔ بازو پھیلاتا ہے تو عرض میں چودہ فٹ ہوتا ہے۔ چونچ تو دیکھو! کیا بڑی سی ہے! اس سے بڑی بڑی چیزیں اٹھا لیتا ہے۔ چونچ کے نیچے ایک بڑی سی تھیلی لٹکتی ہے۔ سر، گردن اور تھیلی پر پر نہیں ہوتے۔ نیچے کا دھڑ سفید ہوتا ہے، اوپر کا خاکستری۔ مگر بعض موسموں میں نر کا رنگ بدل جاتا ہے۔ یہ بڑا پیٹو ہے۔ ایک دفعہ کسی شکاری نے لم ڈھیک مارا تھا۔ پوٹا چیرا تو دس انچ لمبا کچھوا اور ایک کالا بلاؤ نکلا۔ دونوں کو ثابت کا ثابت نگل گیا تھا۔ کبھی خرگوش اور لومڑی کو بھی سارے کا سارا ڈکار گیا ہے۔ قسائی کے ٹوکرے پر پہنچا اور داؤں لگ گیا تو بھیڑ کا بڑا سا ٹکڑا بھی اڑا کر ہڑپ کر گیا ہے۔

اس کا اتنا بڑا تو قد ہے مگر بڑا ہی ڈرپوک ہے۔ کوئی اسے ذرا ڈانٹے تو چونچ کھول دیتا ہے۔

Marfat.com

چلاتا ہے، جھنجھلاتا ہے، پھر بھاگ جاتا ہے۔ مرغی بھی اپنے بچوں کے بچاؤ کے لئے لڑے تو سامنا نہیں کرتا۔ اتنے بڑے پرندے کو خوراک بھی بہت ہی چاہئے۔ جیتا جانور مارنے کی تو ہمت نہیں۔ گدھوں کی ضیافت میں جاکر شریک ہوتا ہے اور اپنی جان پالتا ہے۔ چوہا، گرگٹ، مینڈک اور چھوٹے چھوٹے جانور بھی ناشتا کر جاتا ہے۔ ایسی خدمتوں سے لوگ اسے اچھا جانتے ہیں۔ بلکہ غنیمت سمجھ کر اس کی خبرداری کرتے ہیں۔ یہ تمام سال ہندوستان میں نہیں رہتا۔ گرمیوں میں آ جاتا ہے۔ برسات بعد چلا جاتا ہے۔

یہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کے آس پاس اکثر نظر آتا ہے۔ بہت اچھی طرح سے صفائی کا حق ادا کرتا ہے۔ جھیل یا دریا کے کنارے خوش رہتا ہے۔ وہاں اس کی لمبی لمبی ٹانگیں بڑا کام دیتی ہیں۔ کیچڑ پانی میں پڑا پھرتا ہے۔ دھڑ الگ تھلگ اونچا رہتا ہے۔ لمبی سی چونچ سے کیچڑ گھنگولتا ہے۔ مینڈک، مچھلی، کچھوا جو کچھ پاتا ہے چکھ جاتا ہے۔ بگلا، کلنگ، سارس اور بہت سے پرندے اسی طرح پانی میں چل پھر کر اپنی خوراک ڈھونڈ لیتے ہیں۔ ان سب کو ہم پانی میں چلنے والے کہیں گے۔

Marfat.com

پھُٹکی

اس باغ کے کنارے پر دیکھنا! امرود کے درخت میں اس کا گھونسلا ہے۔ یہ دیکھنے کے لائق ہے۔ چھوٹے سے جانور نے اسے کیسی ہوشیاری اور دانائی سے بنایا ہے۔ اس کے پاس نہ سوئی دھاگا ہے، نہ انگشتانہ۔ اس پر ایسی کاریگری سے سلائی کرتا ہے کہ درزی پرندے کا خطاب اسی پر سجتا ہے۔ دیکھو! امرود کے دو موٹے موٹے چکنے پتوں کو موڑا ہے۔ اندر باہر کس صفائی سے بخیہ کیا ہے! کس خوب صورتی سے ان کا ایک پیالہ بنایا ہے! دیکھو تو سہی، اس قدرتی درزی نے کیا مضبوطی سے پتوں کے کنارے جوڑے ہیں! کس خوب صورتی سے دھاگوں کے سروں میں گرھیں دی ہیں کہ کام ادھڑ نہ جائے۔ اس پیالے میں وہ چھوٹا سا معمار گھر بناتا ہے۔ روئی، پشم پر غرض جو ملائم چیز پاتا ہے وہ لاتا ہے۔ موقع موقع سے سجاتا ہے۔ اس آرام کے گھر اور گرم گھونسلے میں اس کی مادہ تین چار چھوٹے چھوٹے سفید انڈے دیتی ہے۔ ان پر لال لال چتیاں پاس پاس ہوتی ہیں۔ تھوڑے دنوں انہیں سیتی ہے۔ پھر ننھے ننھے سے بچے نکلتے ہیں۔

Marfat.com

اور دیواروں کے سوراخوں میں اپنا گھونسلا گھاس تنکوں سے بناتی ہے۔ اس میں پروں کی موٹی تہ جماتی ہے۔ اگرچہ سختی سہ سکتی ہے، سردی کا دکھ جھیل سکتی ہے، پر یہ بھی جانتی ہے کہ آرام کیا ہے۔ دن بھر کی محنت کے بعد گرم اور ملائم بچھونوں میں کیا مزا ہے۔ یہ پانچ چھ انڈے دیتی ہے۔ ان پر بھورے یا لاکھی رنگ کی چتیاں ہوتی ہیں۔ کسی میں زیادہ، کسی میں کم۔ یہ اکثر سال بھر میں دو یا تین جھول نکالتی ہے۔

اس کی اصل خوراک اناج اور چھوٹے چھوٹے کیڑے ہیں۔ خیال کرو تو کوئی ایسی چیز نہیں جسے یہ نہ کھائے۔ روٹی کا ٹکڑا ٹیرا، کھانے کا چورا چارا، بنئے کی دکان کی جھاڑن جھوڑن، کنجڑے کے ٹوکرے کی جھڑن، یہ سب اس کا من بھاتا کھاجا ہے۔ کبھی دیکھو تو ہڈی پر بیٹھی ہے۔ گوشت نوچتی جاتی ہے۔ مزے لے لے کر کھاتی ہے۔ یہ لالچی ہے۔ گیہوں اور اناج بھی اسے بہت بھاتا ہے۔ اس لئے کسان کو کچھ نقصان پہنچاتی ہے۔ پر حق پوچھو تو کھیتوں کے کیڑے مار کر بڑا فائدہ دیتی ہے۔ چڑیا نہ ہوتی تو اتنے کیڑے ہوتے کہ کسان کی فصل کا ستیاناس کر دیتے۔ بچوں والی چڑیا اور اس کا چڑا ایک ہفتے میں کئی ہزار کیڑے مار ڈالتے ہیں۔

Marfat.com

بہت سے ایسے پرندے ہیں جن کے پنجے چڑیا کی طرح درخت کی ٹہنیاں آسانی سے پکڑ سکتے ہیں - ان کی تین انگلیاں اکثر آگے ہوتی ہیں - ایک پیچھے - ان سب کو ہم درخت نشین کہیں گے - ان میں سے بہتیرے ایسے ہیں کہ ان کی چونچ چڑیا کی مانند گول ، موٹی ، نکیلی ہے - انہیں ہم گاؤ دم چونچ والے کہیں گے ، مینا ، کوا ، چنڈول ، اگن ، بیا ، پڈری ، لال، چٹی یعنی منیا سب اسی طرح کے جانور ہیں -

Marfat.com

چڑیا

یہ بڑی مشہور ہے۔ اسے سب جانتے ہیں ۔ ہندوستان میں کوئی آدمی نہ ہوگا جس نے بچپن میں چڑے چڑیا کی کہانی نہ سنی ہو۔ جس موسم میں دیکھو، گھروں میں ادھر ادھر موجود ہے ۔ کھیتوں میں چگتی پھرتی ہے ۔ باغوں میں اڑتی نظر آتی ہے ۔ حقیقت میں آدمیوں سے اسے ایک قدرتی لگاؤ ہے ۔ جہاں وہ رہتے ہیں، یہ ضرور وہاں ہوگی ۔ یہ ہر جگہ مزے سے رہتی سہتی ہے ۔ خواہ شہر کے بازار ہوں اور بھیڑ بھاڑ، خواہ باہر کی تازی ہوا اور سنسان ۔ اس کے پروں کا رنگ شوخ نہیں، صوفیانہ ہے ۔ مگر پھر بھی ایک شان رکھتا ہے ۔ اور رنگوں کا میل جول بھی خوش نما ہے ۔ اس کی آنکھیں، تو دیکھو۔ کیسی روشن اور چمکتی ہیں ! چونچ کیا مضبوط ہے ! نوک تیز، اوپر سے موٹی ۔ اس کی دم سرے پر سے گول ہے ۔ اکثر پرندوں کی طرح دونوں کنارے نکیلے نہیں ۔ چڑا چھوٹا سا جانور ہے مگر بڑا لڑاکا ہے ۔ اسے اپنے دشمنوں سے لڑنے کا شوق ہے اور طاقت بھی ۔ ڈھیٹ ایسا ہے کہ بہت ہی کم ڈرتا ہے ۔

چڑیا سائبانوں کی اولتیوں میں، گھروں کی کڑیوں

Marfat.com

جیسے گوشت کی بوٹی۔ ہنڈولا سا گھونسلا آہستہ آہستہ ہوا کے جھوکوں سے ہلتا رہتا ہے۔ بچے وہیں پلتے ہیں۔ وہیں پر نکالتے ہیں۔ وہیں سے اڑ جاتے ہیں۔

یہ ننھا سا جانور جب اپنا کام کرتا ہے تو تعجب آتا ہے کہ پتلی سی چونچ سے سوئی کا کام لیتا ہے۔ بہت سے دھاگے تو گھاس کے ہوتے ہیں۔ ھاتھ آتا ہے تو سوت کا دھاگا بھی اڑا لاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ھی بڑا سا پتا یہ اپنے گھونسلے کے لئے پسند کرتا ہے۔ اسے موڑ کر ایک پیالے کی طرح بنا لیتا ہے۔ پر اکثر دو ھی پتوں کا ہوتا ہے جو کسی ٹہنی کے سرے میں ہوتے ہیں۔ بندر، سانپ اور بہت سے جانور اس کے بچوں کے دشمن ہیں۔ ایسا نہ کرتا تو وہ بچوں کو نہ چھوڑتے۔

نر ساڑھے چھ انچ تک لمبا ہوتا ہے۔ مادہ پانچ انچ۔ پھنگی کے اوپر کا دھڑ سبزی لئے ہوتا ہے۔ نیچے کا سفید۔ اس کی تیز چونچ ایسی بنی ہوئی ہے کہ ننھے ننھے جانور، ننھے ننھے کیڑے اچھی طرح اس سے اٹھا سکتی ہے۔ چونچ کے اوپر کے حصے میں مہین سا دندانہ ہوتا ہے۔ چیونٹیاں، طرح طرح کے کیڑے جو درختوں کے پتوں اور چھال پر ہوتے ہیں انہیں کھاتی ہے۔ یہ جانور ہندوستان میں بہت ملتا ہے۔ لوگ اسے

Marfat.com

کم جانتے ھیں۔ سبب یہ ھے کہ صوفیانہ رنگ ھے۔ نگاہ کم پڑتی ھے۔ اس کا گھونسلا پتوں کا ھوتا ھے۔ وہ بھی کم نظر آتا ھے۔ اکثر جوڑے کا جوڑا درختوں کی ٹہنیوں پر تھرکتا نظر آتا ھے۔ اپنی میٹھی میٹھی رسیلی آواز سناتا رھتا ھے۔ اس حالت میں ھوتا ھے تو دم کو تھرکاتا ھے۔ دم کی تھرک، بدن کی پھرت اور چمکیلی آنکھوں سے شوخ اور بانکا نظر آتا ھے۔

درخت نشین پرندوں میں سے بہتیرے ایسے ھیں جن کی چونچیں پھٹکی کی طرح دندانہ دار ھیں۔ ان سب کو ھم دندانہ منقار کہیں گے۔ ھندوستانی بلبل یعنی گلدم، ھزار داستان، کستورا، پودنہ، ممولہ، شاما، پدا، جھانپل یا کال کلچی یہ سب اسی طرح کے جانور ھیں۔

Marfat.com

ابابیل

جاڑا آ پہنچا۔ دیکھو سامنے ابابیلیں اڑتی پھرتی ہیں۔ کیا تانا بانا سا تنتی ہیں! انہیں دیکھ کر چمگادڑ کی اڑان یاد آتی ہے۔ یہ مکھیوں اور بھنگوں کا شکار کرتی ہیں۔ ان کا بڑا سا منہ اس کام کے لئے بہت خوب ہے۔ ایسے بھنگے بہت کم ہیں کہ ابابیل جیسے جانور سے بچ نکلیں جس کی اڑان میں قیامت کی جھپٹ ہے۔ دیکھو تو سہی، کیا چھوٹا سا جسم ہے۔ اور اس پر کیا بڑے بڑے بازو ہیں! جبھی ایسی تیزی سے اڑتی ہے۔ اس کی لمبی اور دو شاخی دم کی طرف بھی دیکھتے ہو؟ اسی کے بل اڑنے میں ہیر پھیر کھاتی ہے۔ یہ خوب صورت بھی ہے۔ اس کی سرمئی پیٹھ چمکتی ہوئی کیا بھلی معلوم ہوتی ہے! گلے کی سرخی، نیچے کے دھڑ کی سیاہی، سفیدی اور لالی روشنی میں کیا چمک دمک دکھاتی ہے۔ پاؤں چھوٹے چھوٹے سے ہیں۔ بہت کم کام آتے ہیں، کیونکہ اکثر اڑتی رہتی ہے۔ اس کے بدن پر خیال کرو تو سر بھی چھوٹا ہے۔ ہاں جبھی ہندوستان میں بعض جگہ اسے بن سرا جانور کہتے ہیں۔

ہندوستان میں سارے برس نہیں رہتی۔ نہ

Marfat.com

بہت گرمی اس کے مزاج کے موافق ہے، نہ بہت سردی۔ یہاں گرمی کا زور ہوتا ہے تو ٹھنڈے ملکوں میں چلی جاتی ہے۔ وہاں سردی پڑتی ہے تو پھر یہیں چلی آتی ہے۔ مگر ایک طرح کی ابابیل تو تھوڑے ہی دنوں جاتی ہے۔ سارے برس یہیں رہتی ہے۔ نکلتی گرمی، آتی برسات میں جھلڑ کے جھلڑ اکٹھے ہو کر آسمان پر اڑتے ہیں، غل مچاتے ہیں۔ ہندوستان کی عورتیں کہتی ہیں کہ دیکھو مینہ برسے گا۔ ابابیلیں جھومر ڈالتی ہیں۔ مسجدوں، مندروں اور پرانے مکانوں کی اولتیوں میں گھر بناتی ہیں۔ یہ نرالی وضع کا ہوتا ہے۔ چکنی مٹی کا گارا لیتی ہیں۔ دیوار سے چپکاتی جاتی ہیں۔ اس کا ایک پیالہ سا بناتی ہیں۔ اسے نرم نرم پروں سے سجاتی ہیں۔ ہم کسی دیوار میں چراغ رکھنے کی جگہ بنی ہوئی دیکھتے ہیں تو اس کا گھر یاد آ جاتا ہے۔ یہ اکثر پانچ انڈے دیتی ہے۔ انڈوں کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ کہیں کہیں لال لال چتیاں بھی ہوتی ہیں۔

چین میں ایک طرح کی ابابیل ہوتی ہے، وہ عجیب طرح کا گھونسلا بناتی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ وہ سریشں جیسی ایک لیس دار چیز سے بنتا ہے۔ ابابیلیں سمندر کی لہروں کے اوپر اڑتے اڑتے طرح طرح کی روئیدگی نگل جاتی ہیں۔ اس میں ان کے اندر کی

Marfat.com

رطوبت مل کر ایک طرح کا لیس پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے اگل دیتی ہیں۔ پھر اس سے اپنا گھونسلا بناتی ہیں۔ یہ گھونسلے سمندر کے اونچے اونچے کڑاڑوں میں ملتے ہیں، اور ایسے خطرناک مقاموں میں ہوتے ہیں کہ مشکل سے ہاتھ آتے ہیں۔ چینی انہیں ایک نعمت سمجھتے ہیں۔ ان کا شوربا پکاتے ہیں، اور خوب مزے سے کھاتے ہیں۔

ابابیل کا منہ چوڑا ہے۔ چونچ بہت پھیل سکتی ہے۔ درخت نشین پرندوں میں سے بہتیرے ایسے ہیں کہ ان کی چونچ اسی طرح کی ہے۔ ان کو ہم کشادہ دہن کہیں گے۔ جیسے ہریل، نیل کنٹھ۔ ماہی گیر یا پن ڈبی جو اکثر پانی کے اوپر ہوا میں اڑتی رہتی ہے غوطہ مار کر ننھی ننھی مچھلیاں پکڑ لے جاتی ہے۔

Marfat.com

ہُدہُد یا کھٹ بڑھئی

اسے دیکھنا ، کبھی درخت کی اس شاخ پر آتا ھے کبھی اس شاخ پر جاتا ھے۔ کیا خوب صورت ھے! شعلہ رنگ تاج دھوپ سے چمکتا ھے۔ تاج کے ھر پر کی نوک کیا صاف سیاہ ھے! دیکھو۔ پیٹھ پر بھی ان کے جواب میں تین کالے گنڈے ھیں۔ چوڑے چوڑے بازو بھی خوب صورت ھیں۔ ان پر برابر سیاہ سفید دھاریاں ھیں۔ یہ اور بھی بہار دیتی ھیں۔ دیکھنے کے قابل تو چونچ ھے۔ لمبی ، پتلی ، خم دار۔ اس سے اس کے بڑے بڑے کام نکلتے ھیں۔ زمین میں اور گلے سڑے درختوں میں جو کیڑے ھوتے ھیں اس چونچ کی بدولت انہیں اندر سے نکال لیتا ھے۔ یہ اپنا کام سوچ بچار کر سہج سہج کرتا ھے۔ محنت کا انعام اکثر یہی ھوتا ھے کہ ضیافت میں کئی موٹے موٹے کیڑے مل جاتے ھیں۔ کھانے لگتا ھے تو کیڑوں کو چونچ سے کچل کر گوندا سا کر لیتا ھے۔ یہ ایک عجیب بات ھے کہ اس کے بچوں کی چونچ ٹیڑھی نہیں ھوتی۔ نہ انہیں اس کی ضرورت ھے۔ ماں باپ چوگا لاتے ھیں۔ انہیں کھلا جاتے ھیں۔ جوں جوں بڑے ھوتے ھیں آپ کھانے

Marfat.com

اگتے ہیں ۔ اتنی ہی چونچ بھی مڑتی جاتی ہے ۔

یہ کھوکھلے درختوں اور دیواروں کے چھیدوں میں گھونسلا بناتا ہے ۔ گھاس پات کی ڈنڈیوں اور پروں سے اپنا گھر سجاتا ہے ۔ چار سے سات تک انڈے دیتا ہے ۔ ان کا رنگ نیلاھٹ لئے سفید ہوتا ہے ۔ چنڈول ، اگن اور کستورے کی طرح راگ نہیں گاتا ۔ ملائم گلے سے برابر ھوپ ھوپ کئے جاتا ہے ۔

اس کے سر پر جو تاج ہے قدیم سے سب کی آنکھ پہلے اسی پر پڑتی ہے ۔ لوگوں نے اس کی بہت سی عجیب عجیب کہانیاں بنا رکھی ہیں ۔ مصر کے لوگ اسے حضرت سلیمان (ع) کا بیٹا کہتے ہیں ۔ انہی کی ایک روایت ہے کہ پہلے اس کا تاج سچ مچ سونے کا تھا ۔ لالچ سے لوگ اسے مار ڈالا کرتے تھے ۔ اس نے حضرت سلیمان (ع) سے فریاد کی اور مقدمہ پیش کیا ۔ وہ سمجھے کہ سونے کا تاج اس کی جان کا جنجال ہے ۔ جب تک یہ سر پر ہے ۔ لالچی لوگ اسے مارتے رہیں گے ۔ حکم دیا کہ پروں کا تاج ہو جائے ۔ جب سے سونا اڑ گیا ، پر ہو گئے ۔

تاج کے باب میں پہلی روایت کی طرح اور بہت سی روایتیں لوگوں نے بنائی ہیں ۔ سچ پوچھو تو خیال کرنے کے قابل اس کی چونچ ہے جس کا ذکر پہلے

Marfat.com

آچکا ہے ۔ جتنے پرندوں کی چونچ ایسی ہے ان کو ہم پتلی چونچ والے کہیں گے ۔ یہ کئی طرح کے ہیں ، اور سب درخت نشین ہیں ۔

Marfat.com

طوطا

پیپل کے درخت پر یہ کیا غل مچا رہے ہیں ؟ ڈال ڈال پات پات پھرتے ہیں - جب کسی جھومتی ہوئی ٹہنی پر جاتے ہیں پہلے ذرا ہوا میں تھر تھراتے ہیں - ان کے ہلتے ہوئے بازو، پھیلی ہوئی دم کیا بہار دکھاتی ہے - یہ پیپلیاں کھا رہے ہیں - اس وقت کوئی رسیلی مزےدار پیپلی ڈھونڈتے ہیں - جبھی چھوٹے چھوٹے پھل کتر کتر کر پھینکتے ہیں - دیکھنا کیا ٹپر ٹپر زمین پر مینہ برس رہا ہے - ہرے ہرے پتوں میں ان کے سبز بدن مشکل سے نظر آتے ہیں - ذرا تالی بجاؤ - ابھی ٹیں ٹیں کرتا ہوا جھلڑ کا جھلڑ اٹھے گا - دیکھنا دیکھنا! وہ اڑے - اڑتے وقت ان کی لمبی لمبی دمیں کیا بہار دکھا رہی ہیں -

یہ کسانوں کا بہت نقصان کرتے ہیں - مکئی اور باجرے کے کھیت پر گرتے ہیں - بال کی ڈنڈی پنجوں سے پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں - مڑی ہوئی چونچ سے کتر کتر کر خراب کرتے ہیں - دو چار دانے اس بال سے کھائے، دو چار اس بال سے - کوئی نہ اڑائے تو سارے کھیت کو کتر کر پھینک دیں - انہیں خربزے، کھیرے، ککڑیاں، گنے بہت بھاتے ہیں - کسان

Marfat.com

بچارا ایک لڑکا نوکر رکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں گوپیا ہوتا ہے۔ وہ کھیت کی رکھوالی کرتا ہے۔ یہ اکثر پرانے درختوں اور مکانوں میں کوئی سوراخ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ اس میں گھونسلا بناتے ہیں۔ اکثر چار سفید انڈے دیتے ہیں۔

یہ بڑا پیارا جانور ہے۔ اس کی عادتیں اور حرکتیں ایسی ہیں کہ دیکھ دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے۔ بعض طوطے چند لفظ سیکھ لیتے ہیں۔ انہیں خوب صفائی سے بولتے ہیں، پر جو کچھ بولتے ہیں خود ذرا نہیں سمجھتے۔ ہاں آواز کی نقل خوب کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے طوطا پالا اور اس کے پڑھانے پر بہت مغز مارا۔ پر وہ اس کے سوا کچھ نہ سیکھا کہ ''دریں چہ شک،، سارا دن یہی کہتا تھا۔ مالک نے دق ہو کر اسے ایک نئے پنجرے میں ڈالا۔ سفید بستنی چڑھائی۔ بازار میں جا کر آواز دینے لگا۔ ''کوئی خریدار ہے؟ کوئی خریدار ہے؟ اچنبے کا طوطا لو تیس روپے کو،،۔ ایک شخص سن کر پاس آیا۔ حیران ہوا کہ ٹکے ٹکے طوطا بکتا ہے، یہ تیس روپے کا طوطا کیسا ہوگا؟ ہنس کر پوچھا کہ میاں مٹھو! کیا تم سچ مچ تیس روپے کا مال ہو؟ طوطے نے کہا کہ ''دریں چہ شک،،۔ برجستہ جواب سن کر حیران ہوا۔ جھٹ طوطے کو مول لے لیا۔

Marfat.com

خوشی خوشی گھر لے آیا۔ دو چار دن کے بعد معلوم
ہوا کہ اسے تو دریں چہ شک کے سوا کچھ آتا ہی
نہیں۔ بھولا بھالا خریدار اس سودے پر بہت پچھتایا۔
ایک دن دق ہوکر کہا۔ بڑی حماقت کی کہ اس
طوطے پر تیس روپے خراب کئے۔ طوطا بولا، دریں
چہ شک۔مالک ہنس پڑا۔ کھڑکی کھول کر طوطے کو
اڑا دیا۔

اس کی چونچ تو دیکھو، کیا وضع پائی ہے۔
خم دار، مضبوط، قینچی سی تیز۔ انگلی سامنے نہ کرنا۔
ابھی بوٹی اڑا لے گا۔ اسے کترنے کا ذاتی مرض ہے۔
جو چیز پاتا ہے کتر کتر کر ڈھیر لگاتا ہے۔ اس کی
موٹی سی زبان کیا ہے گویا ایک چمچا ہے۔ آم یا کوئی
نرم چیز پاتا ہے تو اس سے گودا نکال کر کھاتا ہے۔
نر کے گلے میں قدرتی کنٹھ ہوتا ہے، نیچے سیاہ، اوپر
گلابی۔ پر اس وقت اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ نر
جوانی پر آتا ہے۔ طوطے کی ٹانگیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔
اس لئے زمین پر اچھی طرح چل نہیں سکتا۔ اس طرح چلتا
ہے، جیسے آدمی اکڑوں۔ اس کے پنجے میں چار انگلیاں
ہیں۔ دو آگے، دو پیچھے۔ پنجہ ایسا ہے کہ جھومتی
ٹہنی یا لٹکتی رسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ پنجوں سے پکڑتا
ہوا اوپر کو آسانی سے چڑھ سکتا ہے۔ چڑھتے میں چونچ

Marfat.com

سے بھی مدد لیتا ہے ۔ اسے ہم چڑھنے والا کہیں گے۔
کٹھ پھوڑا جس کا بیان اگلی کتاب میں ہے ، اور کوئل
اسی طرح کے جانور ہیں ۔

Marfat.com

کیڑوں کا بیان

تم نے اکثر مکھی کو شیشے پر چلتے دیکھا ہوگا۔ شیشہ دیوار کی طرح سیدھا کھڑا ہوتا ہے اور ایسا صاف شفاف جس پر کوئی چیز ٹھیر نہیں سکتی۔ یہ اس پر خاصی طرح چلتی ہے۔ کیونکر چلتی ہوگی؟ بعض جانور ناخنوں سے دیوار یا درخت کو پکڑ کر اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے پاؤں ایسے ہیں کہ شیشے کو اس زور سے پکڑتے ہیں کہ اس کے سارے بوجھ کو سہارے رہتے ہیں۔ تم اسے اچھی طرح سے دیکھو۔ اس میں الگ الگ تین حصے معلوم ہونگے۔ سر، سینے والا حصہ۔ پیٹ والا حصہ۔ اس کے سر کو دیکھو۔ دو شاخیں سی پیشانی پر نکلی ہوئی ہیں۔ ان سے چیز کو ٹٹول لیتی ہے۔ ایک سونڈ ہے۔ رسیلی چیز ہو تو اس سے چوس لیتی ہے۔ سر کے دائیں بائیں ایک ایک آنکھ ہے کہ بہتیری ننھی ننھی آنکھوں سے مل کر بنی ہے۔ ان کے سوا تین چھوٹی چھوٹی آنکھیں سر کے اوپر بھی ہیں۔ دو پر ہیں صاف شفاف، جیسے ابرق کے ننھے ننھے باریک پرت۔ اور چھ ٹانگیں ہیں۔ یہ سب سینے والے حصے میں ہیں۔ مکھی میں ہڈی کا نام نہیں۔

Marfat.com

تماشا یہ ہے کہ منہ سے سانس نہیں لیتی۔ سینے اور پیٹ والے حصوں کے دونوں طرف سہین سہین سوراخوں کی ایک ایک قطار ہے۔ ان سے دم لیتی ہے۔

مکھیاں بہتیری طرح کی ہوتی ہیں۔ اکثر کے اڑنے میں بھنبھناہٹ نکلتی ہے۔ عام مکھیاں گھروں میں اڑتی پھرتی ہیں۔ یہ میلی میلی جگہ انڈے دیتی ہیں۔ کبھی جانوروں کے زخموں پر بھی۔ بعض مکھیاں گھوڑوں، بھیڑوں اور مویشیوں کو بڑی تکلیف دیتی ہیں۔ اور غضب کرتی ہیں کہ ان کی کھال کے نیچے انڈے دے آتی ہیں۔ بعض گوشت پر انڈے دیتی ہیں۔ بعض پودوں پر۔ ان میں سے کرم نکلتے ہیں۔ وہیں پلتے ہیں۔ پودوں والے کرم۔ جڑوں، پتوں اور پھلوں پھولوں کو بہت خراب کرتے ہیں۔ بڑے ہوتے ہیں تو اکثر اپنی خوراک چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں۔ کبھی زمین کے اندر بیٹھ جاتے ہیں، کبھی الگ بچاؤ کی جگہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ وہاں اپنا پہلا پوست اتارتے ہیں۔ اب اور ہی شکل بن جاتے ہیں۔ گول مول، لمبوترے اور نکیلے سے دونوں طرف ہو جاتے ہیں۔ سر، دھڑ، پاؤں ذرا معلوم نہیں ہوتا۔ اس حالت میں نہ ہلتے جلتے ہیں، نہ کچھ کھاتے پیتے۔ تھوڑے عرصے بعد اندر ہی مکھی بن جاتے ہیں۔ پوست

Marfat.com

پھاڑ کر نکل آتے ھیں۔ اڑتے پھرتے ھیں۔ سب کو دق کرتے ھیں۔ ان کرموں سے کچھ کچھ فائدے بھی ھیں۔ کیونکہ بہت سی گلی سڑی چیزوں اور سب طرح کی آلائشوں کو کھا کر صاف کر دیتے ھیں۔ اور آپ بھی سب حالتوں میں بہتیرے جانوروں کا ناشتا بنتے ھیں۔

مچھروں کے بھی مکھیوں کی طرح دو شغاف پر ھیں۔ ان کے سوا اور باتوں میں بھی مکھیوں سے ملتے جلتے ھیں۔ ان کی ایک لمبی سی سونڈ ھوتی ھے۔ بال سے بھی زیادہ باریک۔ اور ایسی تیز کہ چمڑے کے پار ھو جاتی ھے۔ اس سے لہو چوس لیتے ھیں اور ایسا زھر چھوڑ دیتے ھیں کہ جس سے بڑی تکلیف ھوتی ھے۔ مچھر میں جو بھنبھناھٹ ھے، وہ پروں کی آواز ھے۔ یہ جانور سیل اور گیلی جگہ میں خوش رھتا ھے۔ بند پانی کی سطح پر انڈے دیتا ھے۔ جب ان میں سے بچے نکلتے ھیں تو بڑے تیز ھوتے ھیں۔ پانی میں ترمر ترمر تیرتے پھرتے ھیں۔ ڈبکی مارتے ھیں۔ دم لینے کو اوپر آ جاتے ھیں۔ مگر تماشا یہ ھے کہ سر نیچے کرکے سانس لیتے ھیں۔

پیٹ والے حصے میں سے ایک مہین سی نلی نکلتی ھے۔ اسی سے دم لیتے ھیں۔ مردار جانور اور گلی سڑی بناس پتی کھاتے ھیں اور ننھے ننھے کیڑے جو پانی میں رھتے ھیں انہیں بھی چٹ کر جاتے ھیں۔ مچھر

Marfat.com

انڈے سے نکل کر پندرہ دن میں پورے قد کا بن جاتا ہے۔ اب پہلی شکل بدل جاتی ہے۔ دوسری صورت کچھ اور ہی نکل آتی ہے۔ دو نلیاں آگے کی طرف سے نکلتی ہیں۔ ان سے دم لیتا ہے۔ جب تیسری شکل میں آنے پر ہوتا ہے۔ تو پہلے پانی کے اوپر آ جاتا ہے۔ پھر پوست پھاڑ کر نکل آتا ہے۔ مچھر بن کر اڑ جاتا ہے۔

بہتیرے ایسے کیڑے ہیں جن کے بدن کے تین حصے مکھی کی طرح ہیں۔ انہیں ہم تین حصے والے کہیں گے۔ ان میں سے اکثر تین شکلیں بدلتے ہیں۔ بدن میں ایک کے ہڈی نہیں۔ سب کے سروں پر دو شاخیں سی ہیں اور اکثر کی دو آنکھیں جو بہتیری ننھی ننھی آنکھوں سے مل کر بنی ہیں۔ سب کی چھ ٹانگیں ہیں۔ یہ سب سینے والے حصے میں ہیں۔ اسی حصے میں کسی کے چار پر ہیں، کسی کے دو۔ بعض کے دونوں طرف مہین مہین سوراخوں کی قطار ہے۔ سب انہی میں سے دم لیتے ہیں۔ گبریلا یعنی گوبر کا کیڑا، شہد کی مکھی، بھڑ، چیونٹی، جھینگر، ٹڈی، پروانہ، تیتری، کھٹمل، پسو اور سیکڑوں جانور اسی طرح کے ہیں۔ بعض سے بڑے بڑے فائدے ہیں۔ شہد کی مکھی شہد بناتی ہے۔ موم بھی اسی کی بدولت ہے۔ ریشم کے کیڑے ہزاروں لاکھوں روپے کا ریشم تنتے ہیں۔

Marfat.com

قرمز کیڑے سے قرمزی رنگ بنتا ہے۔ یہ رنگ نہایت خوب صورت ہوتا ہے۔

مکڑی ان کیڑوں میں سے نہیں جن کے بدن کے تین حصے ہیں، نہ تین شکلیں بدلتی ہے۔ اس کا سینہ اور پیٹ ایک ہی حصے میں ہے۔ دوسری کتاب میں کچھ اس کا بیان آچکا ہے۔ آگے کچھ اور بھی آئے گا۔

Marfat.com

مچھلی

یہ کون ہے؟ اس کے ہاتھ میں کیا ہے؟ مچھلیاں پکڑتا ہے۔ جال کی رسی ہاتھ میں ہے۔ جال کو تھوڑے پانی میں ڈالا ہے۔ وہ اسے کھینچتا ہے۔ مچھلیاں بھاگتی ہیں مگر جال کے پھندوں میں الجھتی ہیں۔ پھنس جاتی ہیں۔ بچاری غریب منہ کھول کھول کر کیسی تڑپتی ہیں! ان کے دم گھٹتے ہوں گے۔ تھوڑی دیر میں بس مر جائیں گی۔ یہ ہماری طرح ہوا میں جی نہیں سکتیں۔ پانی سے باہر نکالتے ہیں تو ان کا ایسا حال ہوتا ہے جیسے ہمارا حال پانی میں۔

مچھلیاں ہماری طرح دم نہیں لیتیں۔ ان کے پھیپھڑا نہیں ہوتا۔ مچھلی کو غور سے دیکھو تو اس کے دھڑ اور سر کے کٹاؤ میں گلابی رنگ کے ریشوں کی خم دار جھالریں تلے اوپر لگی ہیں۔ انہیں گلپھڑے کہتے ہیں۔ تعجب آتا ہے کہ یہی اسے پھیپھڑے کا کام دیتے ہیں۔ یہ بات ابھی تمہاری سمجھ میں آنی مشکل ہے کہ وہ اس میں سے کیونکر دم لیتی ہیں۔ سہج سہج سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

Marfat.com

اس مچھلی کو دیکھو۔ اس کے بدن پر چاندی کے پترے سے کیا چمکتے ہیں! یہ اس کے چھلکے ہیں۔ اس کے بدن میں دونو طرف یہ کیا ہے؟ یہ پر ہیں۔ تیرنے میں اسے چپو کا کام دیتے ہیں۔ اکثر مچھلیوں میں دونو گلپھڑوں کے پاس ایک ایک پر ہوتا ہے۔ یہ چھاتی کے پر ہیں۔ ان کے نیچے بھی دونو طرف ایک ایک پر ہے۔ یہ پیٹ کے پر ہیں۔ چھاتی کے پر گویا اس کے ہاتھ ہیں اور پیٹ کے پر پاؤں۔ اکثر دو پر پیٹھ کی دھار پر بھی ہوتے ہیں۔ وہ پیٹھ کے پر ہیں، اور ایک دم کے پاس نیچے کو۔ یہ پیچھے کا پر ہے۔ جب اوپر کو آتی ہے، یا نیچے کو جاتی ہے تو چھاتی اور پیٹ کے پروں سے کام لیتی ہے۔ چھاتی کے پروں سے ٹٹول بھی لیتی ہے کہ نیچے پانی میں کیا ہے۔ جیسے ہم ہاتھوں سے دیکھ لیتے ہیں انہیں کی بدولت پیچھے بھی ہٹ جاتی ہے۔ سارے پر اس کو برابر پانی میں تلا رکھتے ہیں۔ ان میں ایک بھی کاٹ ڈالو تو برابر تلی نہ رہے گی۔ مچھلی کسی طرف کو پھرنا چاہتی ہے، تو جدھر کو مڑے گی اس کے دوسری طرف دم مارتی ہے اور جھٹ مڑ جاتی ہے۔ دم کو دائیں بائیں دونوں طرف مارتی ہے تو تیر سی پانی میں چلی جاتی ہے۔ دم اس کے تیرنے کا بڑا اوزار ہے۔ لیکن پر اور پیٹھ

Marfat.com

کی ھڈی کو ھلانا بھی آگے بڑھنے میں کچھ کام دیتا ھے - پہلے آچکا ھے کہ اوپر آنے اور نیچے جانے میں چھاتی اور پیٹ کے پر کام آتے ھیں - پروں کے سوا اکثر مچھلیوں میں ایک جھلی کا پھکنا ھے - پھلاتی ھیں تو آسانی سے اوپر آجاتی ھیں - سکیڑ لیتی ھیں تو نیچے چلی جاتی ھیں - تم جانتے ھو کہ تونبے کے ساتھ آدمی کیا آسانی سے تیر سکتا ھے! پس مچھلی کا جو پھکنا ھے، وھی اس کا تونبا سمجھ لو - دودھ پلانے والے جانوروں اور پرندوں کا لہو گرم ھوتا ھے مگر مچھلی کا لہو ٹھنڈا ھے -

مچھلیاں ھر سال ھزاروں انڈے دیتی ھیں - ان سے بہت سے بچے نکلتے ھیں - بچارے بڑے نہیں ھونے پاتے کہ بہتیری بڑی مچھلیوں کی ضیافت بنتے ھیں یا اور طرح ضائع ھو جاتے ھیں - بعض ایسی مچھلیاں ھیں کہ انڈوں سے پیٹ کے اندر نکل آتی ھیں - پھر پیدا ھوتی ھیں - سمندر میں بے شمار مچھلیاں رھتی ھیں - بعض بہت بڑی ھوتی ھیں - بعض بہت چھوٹی - بعض کی شکل بڑی عجیب و غریب ھوتی ھے - کئی بڑی پیٹو اور لالچ خوری ھیں - تالاب، جھیل اور دریا میں بھی بہتیری طرح کی مچھلیاں ھوتی ھیں - بہت طرح کی آدمیوں کے کھانے کے لائق ھیں، بلکہ بعض ملکوں میں جو لوگ

Marfat.com

سمندر کے کنارے پر ہیں، مچھلیوں پر اکثر ان کا گزارا
ہے - جہاں سمندر میں مچھلیوں کا شکار ہے روز جہاز
کے جہاز جاتے ہیں اور لدے ہوئے آتے ہیں - بہت
سی یوں ہی سکھا رکھتے ہیں - بہتوں کو نمک لگاتے
ہیں - بہتوں کا اچار ڈالتے ہیں - بعض کا تیل نکالتے
ہیں - تیل بد مزا ہوتا ہے مگر بڑی طاقت دیتا ہے -

Marfat.com

مینڈک

یہ عجیب طرح کا جانور ہے۔ جس آسانی اور آرام سے پانی میں رہ سکتا ہے، اسی طرح باہر۔ سب طرح کی مچھلیاں پانی کے نیچے رہتی ہیں۔ انسان، چوپائے، پرندے خشکی پر۔ لیکن ایسے جانور بہت کم ہیں کہ مینڈک کی طرح پانی کے نیچے اور خشکی کے اوپر بخوبی جی سکیں۔ مینڈک کنارے پر آتا ہے تو زمین پر پھدکتا پھرتا ہے۔ بے تکان ادھر ادھر چھلانگیں مارتا ہے۔ پانی میں جاتا ہے تو تیرتا پھرتا ہے۔ جب چاہتا ہے غوطہ مار جاتا ہے۔ کبھی کبھی دم لینے کو اوپر بھی آ جاتا ہے۔ تم چاہو کہ سانس کو روکے رہو تو ایک آدھ منٹ سے زیادہ نہ روک سکوگے۔ مگر مینڈک ایک دفعہ دم لے کر جو غوطہ مارتا ہے تو گھڑیوں کی خبر لاتا ہے۔ مزے سے پانی کے اندر بیٹھا رہتا ہے۔

مینڈک کچھ خوب صورت جانور نہیں۔ موٹا اور بے ڈھنگا بدن، بڑا سا منہ ننھے ننھے سے دانت، بڑی بڑی بھونڈی آنکھیں، نرم نرم لجلجی کھال، چپچپا اور ٹھنڈا ایسا کہ ہاتھ لگانے کو جی نہیں چاہتا۔ کچھ مدت بعد چمڑا اتر جاتا ہے۔ نیچے سے اور نیا چمڑا

Marfat.com

نکل آتا ہے ۔ تم کسی مینڈک کو تیرتے ہوئے دیکھو۔
اس کے بازو اور ٹانگیں ایسی ہیں جیسی آدمی کی۔
تیرنے میں بھی اسی طرح ٹانگیں اور بازو ہلاتا ہے ۔
آگے بڑھنے کے لئے پچھلے پاؤں کے پنجے میں جھلی
منڈھی ہوئی ہے ، جیسے بطخ کے پاؤں میں ۔ اس کی
ٹانگوں کے پٹھے بڑے مضبوط ہیں پھرتیلا ایسا ہے
کہ اپنے سے بیس گنی اونچائی پر اچھل جاتا ہے ۔
اور پچاس گنی لمبائی پھلانگ سکتا ہے ۔

سب سے عجیب یہ بات ہے کہ وہ مینڈک
کی صورت میں پیدا نہیں ہوتا ۔ انڈے سے مچھلی کی صورت
نکلتا ہے ۔ مینڈکی انڈے دیتی ہے ، تو ایک نرم نرم
لعاب دار شفاف چیز میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں ۔ پانی
کی تہ میں کہیں رکھ کر چلی جاتی ہے ۔ چند روز بعد
بچے نکل آتے ہیں ۔ مگر ان کی ٹانگیں نہیں ہوتیں ۔
بڑا سا سر ، پتلی سی دم معلوم ہوتی ہے ۔ گلپھڑا ہوتا ہے ۔
جس سے دم لیتے ہیں ۔ جب تک ان کی یہ شکل رہتی
ہے ، پانی سے نہیں نکلتے ۔ اس صورت کے جانور ہندوستان
کے ہر تالاب میں ہوتے ہیں ۔ پانی کے کنارے پر اکثر
دیکھا ہوگا کہ تمہارے آتے ہی چھوٹی چھوٹی سیاہ
رنگ کی مچھلیاں جھلک دکھا دکھا کر پانی کی طرف
جاتی ہیں ۔ وہ اصل میں مینڈکوں کے بچے ہوتے ہیں ۔

Marfat.com

تھوڑے ہی دنوں بعد ان کی شکل بدلنے لگتی ہے۔ پہلے تو ان کا دھڑ موٹا ہوتا جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ پچھلی ٹانگیں نظر آنے لگتی ہیں۔ ہاتھ چمڑے کے نیچے سے بن جاتے ہیں۔ پہلے پہل وہ ایسے ہوتے ہیں کہ مینڈک انہیں باہر نکال سکتا ہے اور اندر کر سکتا ہے۔ جب آٹھ ہفتے کے ہوتے ہیں تو خاصے مینڈک بن جاتے ہیں۔ دم گھٹتے گھٹتے بالکل غائب ہو جاتی ہے۔ اب گلپھڑے کی جگہ پھیپھڑا ہوتا ہے۔ مینڈک اسی سے دم لیتا ہے۔ خشکی پر جاتا ہے۔ ادھر ادھر پھدکتا پھرتا ہے۔

برسات آتی ہے تو مینڈکوں کی آواز تم بھی سنتے ہو گے۔ جانتے ہو یہ کہاں سے آتے ہیں؟ مینڈکوں کو پانی کی بہتات اور سیلی ہوئی ہوا بہت بھاتی ہے۔ سردی یا گرمی بہت ہو، تو وہ کبھی تالاب کے نیچے کی مٹی میں، کبھی نالوں اور نہروں کے کنارے کے سوراخوں میں اس طرح رہتے ہیں جیسے کوئی پڑا سوتا ہے۔ برسات آتے ہی خواب غفلت سے جاگ اٹھتے ہیں۔
مینڈک طرح طرح کے کرم اور کیڑے کھا جاتے ہیں۔ اس ملک میں بہتیرے مینڈک مچھروں کا شکار کرنے گھروں میں چلے آتے ہیں۔ سچ پوچھو تو ان باتوں کے لئے مینڈک بہت اچھے ہیں۔ مگر آپ بھی

Marfat.com

سانپوں کی مزیدار خوراک ہیں۔ جب بہت مینڈک گھروں میں پھرتے ہوں تو بڑا خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں سانپ ادھر ادھر نہ ہوں۔ ہندوستان میں بڑے بڑے مینڈک رات کو بڑی تکلیف دیتے ہیں۔ گھنٹوں تک مل مل کر ٹراتے ہیں۔ ایسا غل مچاتے ہیں کہ سونے نہیں دیتے۔

بعض ملکوں میں ایک خاص طرح کا مینڈک ہوتا ہے۔ وہاں کے لوگ اس کی رانیں پکاتے ہیں۔ اور خوب مزے سے کھاتے ہیں۔

مینڈک کے سوا کچھ اور بھی جانور ہیں کہ شکل بدلتے ہیں۔ ان کے گلپھڑے بچپن میں ہوتے ہیں۔ بڑے ہوتے ہیں تو بعض کے غائب ہو جاتے ہیں بعض کے باقی رہتے ہیں۔ لیکن پھیپھڑا سب میں بن جاتا ہے۔

Marfat.com

سانپ

خبردار ! اس لمبی لمبی گھاس میں ننگے پاؤں نہ جانا ۔ ایسا نہ ہو کسی سانپ پر پاؤں پڑ جائے ۔ یہ سچ ہے کہ سارے سانپ زہریلے نہیں ۔ مگر ہندوستان میں بہت ہوتے ہیں ۔ ہر طرح ہوشیار رہنا چاہئے ۔ اس کے چھوٹے قد پر نہ جاؤ ۔ یہ بڑا موذی ہے ۔ کالے ناگ کا کاٹا اکثر آدھ گھنٹے کے اندر ہی مر جاتا ہے ۔

سانپ کو جب چھیڑیں تو کالی ، لمبی ، پتلی سی دو شاخی زبان ایسی جلدی جلدی نکالتا ہے اور اندر لے جاتا ہے ، گویا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے منہ میں کئی زبانیں ہیں ۔ سب سانپوں کے چھوٹے چھوٹے دانت ہوتے ہیں ۔ مگر زہریلوں میں تیز ، پتلی دو کھوکھلی کچلیاں بھی اوپر کے جبڑے میں ہوتی ہیں ۔ یہ پیچھے کو جھکی رہتی ہیں ۔ کاٹتے ہیں تو سیدھی ہو جاتی ہیں ۔ کالے سانپوں اور بعض اور طرح کے سانپوں میں دو کھوکھلی کچلیاں تو ہوتی ہیں مگر ہل جل نہیں سکتیں ۔ تالو سے اوپر اور کچلیوں سے کچھ پیچھے دو چھوٹی سی تھیلیاں ہیں ۔ کاٹتا ہے تو تھیلیوں میں سے زہر بہ کر کچلیوں میں آ جاتا ہے ۔ ان میں سے زخم

Marfat.com

میں جا پہنچتا ہے۔ گرم ملکوں کے سانپ سرد ملکوں کے سانپوں سے زیادہ زہریلے ہوتے ہیں۔ اور ہندوستان کے زہریلے سانپ جاڑے کی نسبت گرمی میں سخت آفت ہو جاتے ہیں۔ سانپ ایک سست جانور ہے۔ جب تک اسے کوئی نہ چھیڑے یا اتفاق سے اس پر پاؤں نہ پڑ جائے، کم کاٹتا ہے۔ ان کی عقل حیوانی نے سب سے پہلے یہی بات سمجھائی ہے کہ بھاگ جانا بہتر ہے۔ یہ انسان کی خوش قسمتی ہے۔ کیونکہ جیسا وہ زہریلا ہے ایسا ہی دلیر اور تیز بھی ہوتا تو نہایت ہی سخت دشمن تھا۔

اس ملک میں ایک ایسی قوم ہے جو کہتی ہے کہ ہم سانپ کے منتری ہیں۔ وہ دعوی کرتے ہیں کہ منتروں کے زور سے ہم زہریلے سانپوں کو بابنیوں سے نکالتے ہیں۔ انہیں چھیڑتے ہیں۔ ان سے کھیلتے ہیں۔ وہ ذرا نہیں کاٹتے۔ سچ تو یہ ہے کہ جن سانپوں سے یہ کھیلتے ہیں وہ ہلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی زہریلی کچلیاں نکال ڈالتے ہیں۔ اس لئے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

سانپ کی پیٹھ کی ہڈی عجب بناوٹ کی ہے۔ سارے جوڑ آپس میں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ سانپ کنڈلی مار سکتا ہے۔ جدھر چاہتا ہے مڑ جاتا ہے۔

Marfat.com

اس کے پاؤں نہیں ہوتے۔ بہت سی پسلیاں ہیں
کہ پیٹھ کی ہڈی سے جڑی ہوئی ہیں۔ انہیں کی لچک
سے چلتا ہے۔ انہیں زمین پر ٹیک کر آگے بڑھتا ہے۔
بہت تیزی سے بھی چل سکتا ہے۔ سانپ کو اپنے بدن
کے چھلکوں سے بھی چلنے میں مدد ملتی ہے۔ جب
چاہتا ہے بدن پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان سے
زمین کو پکڑ لیتا ہے۔ بعض سانپ بڑے خوش رنگ
ہوتے ہیں۔ ان میں اکثر موذی نہیں ہوتے۔ سانپ تھوڑی
مدت بعد اپنا پوست اتار دیتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں
کہ سانپ نے کینچلی جھاڑ دی۔ جب اس پر کینچلی
ہوتی ہے تو بہت سست ہوتا ہے۔ دکھائی بھی کم
دیتا ہے۔ اس کے نیچے کا چمڑا سخت ہو جاتا ہے
تو پرانے چمڑے کو گردن کے پاس سے چیر کر نکل آتا
ہے۔ اس وقت اکثر جھاڑیوں میں ہوکر نکلتا ہے۔
اور کینچلی ان میں الجھا کر چلا جاتا ہے۔ سانپ کی
آنکھیں تیز اور نگینے سی چمکتی ہیں۔ پپوٹوں کی جگہ
ساری آنکھ پر ایک پتلا سا شفاف پردا چھایا ہوا ہے۔
اسی سبب سے آنکھیں جھپکتی نہیں۔ ہمیشہ گھورتی
ہوئی نظر آتی ہیں۔ پرندے اور چھوٹے چھوٹے جانور
سانپوں کی خوراک ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان پتھرائی
ہوئی آنکھوں کے سامنے سے وہ ہل نہیں سکتے۔ جہاں

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ وہیں سن رہ جاتے ہیں۔ یہ انہیں جھٹ پکڑ لیتا ہے۔ سانپ منہ کو خوب پھیلا سکتا ہے۔ اس کا چمڑا ایسا پھیل جاتا ہے کہ جو جانور اس سے بھی موٹے ہیں انہیں نگل جاتا ہے۔ یہ اپنے شکار کو ہمیشہ سارے کا سارا اتار جاتا ہے۔ ایک دفعہ کی خوراک کئی دن بلکہ کئی ہفتوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ پانی کی اسے ضرورت ہی نہیں۔ اکثر طرح کی سانپنیں[۱] گرم جگہ میں انڈے دے کر چلی جاتی ہیں۔ گرمی سے بچے نکل آتے ہیں۔ بعض سانپنوں میں خاص کر زہریلیوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ بچے پیٹ کے اندر ہی انڈوں سے نکل آتے ہیں۔

۱۔ پنجابی سپنیاں

Marfat.com

درختوں کا بیان

کھجور

ھندوستان کے خشک ریتیلے اور بنجر حصوں میں یہ درخت بہت ملتے ھیں - انہی زمینوں میں جلدی بڑھتے ھیں ، اور اس جگہ بھی پھلتے پھولتے ھیں جہاں اور پودے مشکل سے رہ سکتے ھیں - لیکن کسی قدر تری کا ہونا ضروری ھے - یہ درخت اکثر درختوں سے شکل میں نرالا ھوتا ھے - اس کی شاخیں نہیں ھوتیں - زمین سے سیدھا نکلتا ھے - بعض تیس چالیس گز بلند ھو جاتے ھیں اس لمبے اور پتلے سے تنے کے اوپر آٹھ نو فٹ لمبے پتوں کا گچھا ھوتا ھے - یہ چھتری کی طرح چاروں طرف پھیل جاتا ھے - کھجور ایک چھوٹا سا پھل ھے ، پر نہایت شیریں اور مزے دار - اس کے بیچ میں سے ایک سخت لمبی گٹھلی نکلتی ھے - وہ چرواں ھوتی ھے جیسے گیہوں - یہی کھجور کا بیج ھے -

یہ درخت بہت کام آتا ھے - اس کے اکثر حصوں سے کچھ نہ کچھ کام نکلتا ھے - لکڑی نرم اور کم قیمت

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اکثر جلانے ہی کے کام آتی ہے۔ دیہات میں
اس کے شہتیر بھی کچے مکانوں میں ڈالتے ہیں۔ پتوں کے
بورے اور دستی پنکھے بنتے ہیں۔ ڈنٹھلوں کے پالان۔
پتوں کے ریشے ٹوکریاں اور بورے بننے کے کام آتے ہیں۔
رسیاں بھی ان کی بناتے ہیں۔ ہندوستان میں بہتیری
جگہ اس کے چھوٹے چھوٹے بیچ کے پتے پھیلنے سے
پہلے توڑ لیتے ہیں۔ انہیں ساگ کی طرح پکا کر کھاتے
ہیں۔ بعض جگہ کھجور کا رس اس طرح نکالتے
ہیں کہ باہر کا پوست کاٹ کر اس کے نیچے برتن لٹکا
دیتے ہیں۔ رس بہ کر اس میں آ جاتا ہے۔ اسے سیندھی
کہتے ہیں۔ اس طرح فقط ایک درخت سے ڈھائی من
رس سال بھر میں اکٹھا ہو سکتا ہے۔ اس کا رس جو
میٹھا اور خوش گوار ہوتا ہے، یا تو تازہ ہی تازہ
پی لیتے ہیں، یا شراب بنا کر۔ کبھی پکا کر اس کی راب
بناتے ہیں۔ پھر راب سے ایک طرح کی شکر بنا لیتے ہیں۔
اس درخت کی زیادہ قدر پھل سے ہے۔ عرب اور ریتیلے
ملکوں کے رہنے والے اکثر انہی کھجوروں پر اپنا گزارا
کرتے ہیں۔ دو طرح سے کھاتے ہیں۔ یا تو درخت میں
سے توڑ کر تازی تازی یا دھوپ میں سکھا کر۔

Marfat.com

شہتوت کا درخت

شروع گرمی میں اس کے سبز کاهی پتوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کیا بھلی معلوم هوتی هے - سردی میں پتے جھڑ جاتے هیں - ننگی ننگی شاخیں ره جاتی هیں - ان کا رنگ اب ایسا نظر آتا هے که گویا بھبوت ملی هوئی هے - بہار آتے هی هرے هری نکیلی کونپلیں نکلتی هیں - ان کا رنگ آنکھوں میں کھبا جاتا هے - تھوڑے دنوں میں درخت ایسا هرا بھرا هو جاتا هے که پتے هی پتے دکھائی دیتے هیں -

اس کے پتے نوکیلے اور بڑے بڑے هوتے هیں - اوپر سے چکنے نیچے سے کھردرے ، دندانه دار کنارے - پر اکثر شکل میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں - یه بڑے کام آتے هیں - ریشم کے کیڑوں کو بہت بھاتے هیں - ریشم کا کیڑا ان کیڑوں میں سے هے جو تین حالتیں بدلتے هیں - پہلی صورت میں یه پتے کھاتے هیں اور پورے قد کے هوکر ریشم کا کویه یعنی خول اپنے اوپر بناتے هیں - دوسری شکل میں کوئے کے اندر پڑے رهتے هیں - ان باتوں کا مفصل حال اگلی کتاب میں آئے گا - تیسری صورت میں پروانه بن جاتے هیں -

Marfat.com

جہاں ان کیڑوں کے بڑے بڑے کارخانے ھیں وہاں سامنے ان پتوں کے ڈھیر لگے رہتے ھیں۔ یہ کیفیت دیکھنے کے قابل ھے۔ کیڑوں کے سامنے جب پتے لگی ھوئی ڈالیاں آتی ھیں تو یہ موئے موئے لالچ خورے ان پر ایسے گرتے ھیں کہ ھر روز اپنے وزن سے زیادہ کھا جاتے ھیں۔ بکریاں، اونٹ اور گائیں بھی یہ پتے بڑے مزے سے کھاتی ھیں۔

اس درخت میں کھانے کی ایک اور چیز بھی ھے۔ وہ کیا؟ اس کا پھل۔ یہ چھوٹے چھوٹے روئیں دار دانوں سے مل کر بنتا ھے۔ دو رنگ کا ھوتا ھے۔ ایک اودا، دوسرا زردی مائل سفید۔ ھر ایک دو طرح کے ھوتے ھیں۔ ایک چھوٹے، دوسرے لمبے اور پتلے۔ چھوٹے کو بیدانہ کہتے ھیں، لمبے کو شہتوت۔ جسے دھلی میں جلیبا بولتے ھیں۔ کوئی ایسا آدمی نہیں جس نے میٹھے میٹھے شہتوت نہ کھائے ھوں۔ بہتیرے لڑکے لڑکیاں ان درختوں کے نیچے نظر آتے ھیں۔ ڈالیاں جھڑ جھڑاتے ھیں اور مزے لے لے کر کھاتے ھیں۔ ان کے ھاتھوں اور لبوں پر اودے داغ پڑ جاتے ھیں۔ یہ بڑی مشکل سے چھوٹتے ھیں۔ بیچنے والے سر پر چھبیے لئے گلی گلی پھرتے ھیں۔ دھلی میں یہ آواز لگاتے ھیں۔ "کاٹھ کا کیا ھی قدرتی میٹھا ھے

Marfat.com

اودا جلیبا ۔،، بہتیرے پرندے ان درختوں پر گرتے ھیں اور خوب مزے سے کھاتے ھیں ۔ کشمیر کے شہتوت ایسے رسیلے لذیذ اور بڑے بڑے ہوتے ھیں کہ وہاں کے رہنے والے اور میووں پر اسے ترجیح دیتے ھیں ۔ شہتوت کا شربت بھی بنتا ھے ۔ اسے شربت توت کہتے ھیں ۔ حلق میں گرمی سے جو ورم ھو جاتا ھے اسے فائدہ دیتا ھے ۔

شہتوت کے درخت کئی طرح کے ہوتے ھیں ۔ اکثر درختوں کی چھال میں ایک مضبوط ریشہ ھوتا ھے ۔ اس کے کاغذ اور رسیاں بنتی ھیں ۔ بعض جگہ اس کی جڑوں سے سرخ کپڑا رنگا جاتا ھے ۔ پتلی پتلی شاخوں کے ٹوکرے ، ٹوکریاں ، چھبڑے ، چھبے بناتے ھیں ۔ اس کی لکڑی زرد رنگ کی ھوتی ھے ۔ اور بڑی سخت ۔ اکثر مکانوں کے کام آتی ھے ۔ کشتیاں ، چھکڑوں کی چھڑیں ، چارپائی کے پائے بناتے ھیں ، اور اور مضبوط چیزیں بنتی ھیں ۔ شہتوت میں یہ بڑی خوبی ھے کہ اس کی کوئی چیز بے کار نہیں ۔ جڑ ، لکڑی ، چھال ، ڈالیاں ، پتے ، پھل سب ھی کارآمد ھیں ۔

Marfat.com

چنبیلی

چلو ! باغ کی سیر کریں - شام کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیں - بڑی بہار کا وقت ہے - آفتاب غروب ہو رہا ہے - شبنم پڑنی شروع ہوئی - رات کی آمد آمد ہے - پرندے راگنیاں گا رہے ہیں - ہرے ہرے لباس پہنے چپ چاپ درخت کھڑے ہیں - چنبیلی سر جھکائے پھولوں کی ڈالیوں پر ڈالیاں لئے بیٹھی ہے - خوشبو کی لپٹیں کی لپٹیں آ رہی ہیں - دیکھنا ، چنبیلی پر کیا بہار ہے ! ستارے سے چمک دار پھول ، نازک نازک پتیاں ، اندر سے سفید ، باھر سے سرخی مائل - نکیلی کلیاں - سبز کاھی پتے - لمبی لمبی شاخیں ، چھتری سی زمین پر چھائی ہوئیں - آؤ! کچھ پھول توڑیں - ان کی صاف شفاف پتیوں کی بہار دیکھیں - واہ ! تم نے غضب کیا ! اول تو پھول ھی پھول توڑے پھر پتیاں ڈنڈیوں سے جدا کرلیں - اب کیا خاک بہار رہی ؟ پھولوں کی خوب صورتی دیکھنی چاھو تو جس رنگ میں خدا نے انہیں بنایا ھے اسی رنگ میں ان کی بہار دیکھو - یعنی پھولوں کو کلیوں ، پتوں ، شاخوں سمیت توڑو -

چنبیلی زرد بھی ہوتی ہے - پر اس میں ایسی خوش

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ جانتے ہو، چنبیلی کیونکر لگاتے ہیں؟ زمین میں شاخیں دبا دیتے ہیں۔ جب جڑیں پھوٹ آتی ہیں اوپر سے کاٹ دیتے ہیں۔ اسے دبا کہتے ہیں۔ پھر جہاں چاہتے ہیں اکھیڑ کر لگاتے ہیں۔ دبے میں ایک سال بعد پھول آتے ہیں۔ پھولوں سے امیروں کی سیجیں سجتی ہیں۔ شادیوں میں دولھا، دلھن کے لئے گہنے بنتے ہیں۔ ہاروں اور گجروں کا اتنا رواج ہے کہ صبح شام ہزاروں بکتے ہیں۔ ہندو اور اکثر مسلمان چنبیلی، گلاب اور موگرے کے پھولوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ سبب یہ ہے کہ بزرگوں کے مزاروں پر چڑھتے ہیں۔ نذر و نیاز اور پوجا پاٹھ کے کام آتے ہیں۔

تمہارا دل ضرور للچاتا ہوگا کہ چنبیلی کے پھول توڑیں۔ گجرے بنا کر پہنیں۔ پر ایسا نہ کرنا۔ یہ گندھی کو دئے جاتے ہیں۔ وہ بہت سویرے آتا ہے۔ ابھی شبنم پتوں ہی پر ہوتی ہے کہ جھولیاں بھر بھر کر لے جاتا ہے۔ ان کا عطر نکالتا ہے۔ کیونکر بناتا ہے؟ پہلے پتیاں الگ کرتا ہے۔ ان پتیوں میں پانی اور ذرا سا صندل کا تیل ملاتا ہے۔ پھر قلعی دار دیگچے میں ڈالتا ہے۔ ڈھکنا ڈھانک کر آٹے سے کنارے بند کر دیتا ہے۔ کہ بھاپ نہ نکل جائے۔ ڈھکنے میں نرسل کی خالی نلی نیچے کی طرح لگی رہتی ہے۔ اسے بھپکا کہتے

Marfat.com

ھیں ۔ اس کا ایک سرا تو دیگچے میں ہوتا ھے ، دوسرا شیشے یا تانبے کے برتن میں ۔ پھر دیگچے کے نیچے دھیمی دھیمی آنچ کرتا ھے ۔ بھاپ اوپر اٹھتی ھے اور خالی نلی کے رستے برتن میں جاتی ھے ۔ اب آگ سے دور ہوتی ھے ۔ سردی لگ کر پانی بن جاتی ھے ۔ پتیوں کا سارا پانی تیل کے ساتھ برتن میں آ جاتا ھے تو دیگچہ کھول کر پھوک پھینک دیتا ھے ۔ اس کے بعد اور تازی تازی پتیاں اور یہ پانی دیگچے میں ڈالتا ھے ۔ اور پہلی طرح عرق کھینچتا ھے ۔ غرض کم سے کم دس بارہ بار یہی الٹ پھیر کئے جاتا ھے ۔ آخر صندل کی پٹ یعنی تیل میں پھولوں کی خوشبو اچھی طرح بس جاتی ھے ۔ عرق کو چوڑے منہ کے برتن میں انڈیل لیتا ھے ۔ تھوڑی دیر بعد پانی کے اوپر تیل تیر آتا ھے ۔ اسی کا نام عطر ھے ۔ پھر نہایت ہوشیاری سے اسے اتارتا ھے ۔ کہ پانی کا لگاؤ نہ رھے ۔ اگر رہ جائے تو چکٹ جاتا ھے ۔ گندھی عطر کو شیشوں ، شیشوں اور کنتروں میں رکھ چھوڑتا ھے ۔ اکثر امیروں کے ھاتھ بیچتا ھے ۔ یہ اپنے کپڑوں میں ملتے ھیں ۔ جدھر نکلتے ھیں اس کی سہک سے یہی معلوم ہوتا ھے کہ چنبیلی پھل رہی ھے ۔ جب بڑے بڑے شہروں میں باغوں سے دور ہوتے ھیں عطر کی بدولت ٹھنڈے رستے

Marfat.com

لہلہاتا سبزہ اور چنبیلی کی بہار یاد آ جاتی ہے۔

اس کے پھولوں سے خوشبودار تیل بھی نکلتا ہے۔ اسے چنبیلی کا تیل یا پھلیل بولتے ہیں۔اس کے نکالنے کی یہ ترکیب ہے۔سفید کپڑے پر تازے پھول بچھاتے ہیں۔اوپر سے دھوئی ہوئی سفید تلی ڈالتے ہیں۔اس پر اور پھول پھیلا دیتے ہیں۔پھول سوکھ جاتے ہیں تو انہیں نکال ڈالتے ہیں۔اسی طرح کئی دفعہ الٹ پھیر کرتے ہیں۔تلی میں پھولوں کی خوشبو جب اچھی طرح بس جاتی ہے تو تلی کا تیل نکلوا لیتے ہیں۔اسے کپوں، کپیوں، اور تنگ میں رکھ چھوڑتے ہیں۔اکثر عورتیں بالوں میں ڈالتی ہیں۔بعض مرد بھی لگاتے ہیں۔

Marfat.com

سرسوں کا درخت

سرسوں سردی میں پھولتی ھے - جہاں ھوتی ھے زرد پھول ھی پھول چھا جاتے ھیں - ذرا سی ھوا سر سرائے سے یہی نظر آتا ھے کہ سنہری سمندر لہریں مار رھا ھے -

یہ بڑے کام آتی ھے - کسان بہت بوتے ھیں - برسات میں زمین جوتتے ھیں - برسات بعد بویا کرتے ھیں - کبھی سارے کھیت میں بو دیتے ھیں کبھی چنے اور گیہوں کے کھیتوں میں آڑ یعنی قطار قطار - اس کا ننھا سا بیج گول مول ھوتا ھے - یہ بہت جلد پھوٹ آتا ھے - گیلی زمین ھو تو بہت ھی جلد اگتا ھے - اس کا درخت بڑی جلدی بڑھتا ھے - گز بھر اونچا ھوتا ھے - سبز کاھی پتے ، ھرا کنچن سا ڈنٹھل ، چپٹا ، بودا ، تھوتھا ، پنیایا -

درخت جب چھوٹا اور نرم ھوتا ھے تو پتے پکا کر کھاتے ھیں - پہلے ابالتے ھیں پھر نچوڑتے ھیں - سل پر باریک باریک پیس کر یا یوں ھی نمک مرچ ملا کے گھی یا تیل میں خوب بھون لیتے ھیں - اسے بھجیا بولتے ھیں - پتوں سمیت نرم نرم ڈنٹھلوں کو گندل کہتے ھیں - اسے گوشت میں ڈالتے ھیں - بھجیا بھی

Marfat.com

بناتے ہیں - گائے - بھینسیں ہرے ہرے ڈنٹھل بڑے مزے سے کھاتی ہیں -

سرسوں کئی طرح کی ہوتی ہے - زرد ، کالی ، لاکھی ، جیسا بیج ہو ویسی پیدا ہوتی ہے - تین چار مہینے میں پھولتی ہے - زرد زرد کلیاں ، پھول میں چرخری سی چار پتیاں چار بڑے دو چھوٹے سوت سے زیرے - بیچ میں نیچے کی طرف ننھا سا پھلی کا ابھار -

پھول جلدی جھڑ جاتے ہیں - پھولوں کے کملاتے ہی یہ ابھار دن بدن[1] بڑھ کر لمبی پتلی سی سبز پھلی بن جاتا ہے - پھلیوں میں ہرے ہرے گول بیج ہوتے ہیں - پھلی جب سوکھ کر ملگجی سی زرد نکل آتی ہے ، بیج بھی اپنے اپنے بیجوں کے مطابق رنگ پاتے ہیں - اب سارا درخت مرجھایا ہوا دکھائی دیتا ہے - جب بیج خوب پک جاتے ہیں کسان درخت کاٹ کر دھوپ میں پھیلا دیتے ہیں - سکھا کر اکٹھا کرتے ہیں - پھر دائیں چلاتے ہیں - یعنی بیلوں کے پاؤں سے درختوں کو روندواتے ہیں کہ پھلیوں سے دانے الگ ہو جائیں - پھر دانے ملے ہوئے بھوسے کو چھاج اور چھابے میں بھر بھر کر دو ڈیڑھ گز اونچائی سے تھوڑا تھوڑا گراتے ہیں - سرسوں بھاری ہوتی ہے - کسانوں کے پاؤں کے

۱- آزاد نے اس ترکیب کو روا رکھا ہے -

Marfat.com

سامنے گر جاتی ہے - بھوسا اڑ کر کچھ دور جا پڑتا ہے - اسے اناج کا برسانا بولتے ھیں -

سرسوں بہت پھلتی ہے - سیر بھر میں تین من کے قریب پیدا ہوتی ہے - اکثر تیل کے واسطے بوئی جاتی ہے - کولھو میں پیل کر تیل نکالتے ھیں - اس میں بڑی جھانج ہوتی ہے - گھی کی جگہ اکثر غریب آدمی تیل کھاتے ھیں - جلانے میں آتا ہے - بعض عورتیں اور مرد بالوں میں لگاتے ھیں - سبب یہ ہے کہ بال چکتے نہیں - اس کے سوا اور اور کاموں میں بھی آتا ہے - تیل نکالنے کے بعد جو پھوک یعنی کھلی رہتی ہے اسے گائے، بھینسوں کو دیتے ھیں - وہ بہت دودھ دیتی ھیں اور خوب موٹی ہوتی ھیں - اکثر آدمی اس سے بال دھوتے ھیں - خوب نکھرتے ھیں -

Marfat.com

چنے کا درخت

خدا جانے ! رات کتنی اوس پڑی ہوگی ! سارے کھیت میں موتی سے شبنم کے قطرے ہی قطرے جھلک رہے ہیں - سویرے سویرے جب پھول کھلے ہوتے ہیں ، ننھے ننھے ، اودے اودے ، ان کے چمکتے دمکتے چہرے، ہرے ہرے پتوں میں کیا بہار دیتے ہیں - یہ درخت نہروں اور کنوؤں کے پیاسے نہیں - شبنم ان کی جان ہے - اس کی بدولت پھلتے پھولتے ہیں - دن بدن بڑھتے ہیں اور مضبوط ہوتے جاتے ہیں - اوس راتوں برابر پڑتی رہے تو کسانوں کے گھرے ہیں - کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ پتوں پر چادر بچھا دیتے ہیں - جب وہ اوس سے تر ہو جاتی ہے تو پانی نچوڑ کر پیتے ہیں - اس میں ایک طرح کی کھٹاس ہوتی ہے -

نکلتی برسات چنے بوئے جاتے ہیں - کبھی سرسوں کی آڑ یعنی قطار کے بیچ میں ہوتے ہیں - کبھی جو کے ساتھ بوتے ہیں - اسے گوجی کہتے ہیں - کبھی گیہوں کے ساتھ ؛ اسے بیرڑا بولتے ہیں - بونے سے تیسرے چوتھے دن پھوٹ آتے ہیں - درخت دو ڈیڑھ فٹ کے قریب اونچے ہوتے ہیں - اس کے

Marfat.com

ساگ میں ایک طرح کی کھٹاس ہے۔ نمک مرچ
لگا کر کچا کھاتے ہیں۔ بڑے مزے کا ہوتا ہے۔
مونگ یا ماش کی دال میں پکاتے بھی ہیں۔ ساگ جتنا
توڑو اتنا ہی پھلتا پھولتا اور پھیلتا ہے۔ پھولوں کی شکل عجب
نرالی ہے۔ یہی نظر آتا ہے کہ ننھی ننھی تیتریاں آن
بیٹھی ہیں۔ پتے بھی پر سے دکھائی دیتے ہیں۔ ہر ایک
ٹاٹ میں اکثر دو یا تین چنے ہوتے ہیں۔ اکثر کھیتوں
میں سے ہرے ہرے بوٹ اکھیڑ لیتے ہیں۔ سیکڑوں
من بازاروں میں بکتے ہیں۔ امیر سے غریب تک سب کو
بھاتے ہیں۔ لڑکے تو اس پر ایسے مرتے ہیں کہ ہاتھوں
میں لئے گلی گلی کھاتے پھرتے ہیں۔ لوگ خوب پلاؤ
پکاتے ہیں۔ گوشت میں ڈالتے ہیں۔ نمک مرچ لگا کر
گھی میں بھونتے ہیں۔ ہولے کرتے ہیں۔ سوندھے، کرارے
اور مزے دار ہوتے ہیں۔ پر یہ ضرور ہے کہ ہاتھ منہ
کالے کر دیتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ اب وہ دن آئے
کہ لونڈی کے ہاتھ کالے ہوں اور بیوی کا منہ۔
ایسا کون لڑکا ہے جس کی جیب میں کچھ ہولے
نہ ہوں؟

چنے گرمی پڑتے ہی پک جاتے ہیں۔ اپنے اپنے
بیجوں کی طرح رنگ پاتے ہیں۔ کوئی زرد سا ہو جاتا ہے،
کوئی بھورا سرخی مائل۔ چنے سخت ہوتے ہیں۔ پر

Marfat.com

آسانی سے ان کے دو ٹکڑے ہوسکتے ہیں ۔ اندر سے خوب زرد نکلتے ہیں ۔ اس کی کھیتی پک جاتی ہے تو کسان اور اناجوں کی طرح چنے الگ نکال لیتا ہے ۔ بھس مویشیوں کی بڑی من بھاتی خوراک ہے ۔ چنے بہت نہیں پھلتے ۔ اچھی زمین نہ ہو تو سیر بھر میں پاؤ سیر تک نکلتے ہیں ۔ اچھی ہو تو دس سیر ۔

گھوڑے ایسے مزے سے جو نہیں کھاتے ، جیسے چنے ۔ بلکہ محنتی گھوڑوں کی گزران اکثر انہی پر ہے ۔ بھنے ہوئے بڑے مزے دار ہوتے ہیں ۔ یوں ہی کھاتے ہیں ۔ نمک مرچ بھی ملاتے ہیں ۔ کھٹا یا لیمو نچوڑتے ہیں ۔ لڑکے ایک آدھ مٹھی جیب میں ڈال لیتے ہیں ۔ دم بدم تھوڑے تھوڑے نکال کر ٹھونگیر لگاتے ہیں ۔ سچ ہے ۔ چنا چغل منہ نگا نہیں چھوٹتا ۔ گھنگنیاں ابالتے ہیں ۔ دال نکالتے ہیں ۔ اسے پکاتے ہیں ۔ تھوڑی دیر بھگو دیتے ہیں ۔ پھر نمک مرچ ملا کر چباتے ہیں ۔ گھی میں تلتے ہیں ۔ گوشت میں پکاتے ہیں ۔ پیس کر بیسن بناتے ہیں ۔ بیسن سے بعض مٹھائیاں اور اکثر کھانے کی چیزیں بنتی ہیں ۔ موٹھ ، مونگ ، ماش ، مسور کے درخت چنوں کے درختوں کی طرح ہوتے ہیں ۔ پھول بھی ویسے ہی ہیں ، جیسے تیتریاں ۔ ان کے بیج بھی پھلیوں میں ہوتے ہیں ، جیسے چنے ٹاٹوں میں ۔

Marfat.com

سورج کا بیان

یہ دنیا میں اجالا کرتا ہے۔ دنیا کی چیزوں کو گرمی پہنچاتا ہے۔ اس بن نہ جانور جی سکیں، نہ اگی ہوئی چیزیں ہری رہ سکیں۔ عالموں نے سورج کی بہت سی باتیں معلوم کی ہیں۔ مثلاً وہ کتنا بڑا ہے۔ زمین سے کتنی دور ہے۔ کس کس چیز سے بنا ہے۔ روشنی اور گرمی، اس سے ہمیں کس طرح پہنچتی ہے۔ کس لئے کبھی کم پہنچتی ہے۔ کبھی زیادہ۔ یہ باتیں ابھی تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ مگر بعض چھوٹی چھوٹی باتیں سورج ایسی بتاتا ہے، جو بڑی بڑی باتوں کی بنیاد ہیں۔ جن کا جاننا چھوٹے لڑکوں کو بھی مناسب ہے۔ آؤ، پہلے چھوٹی چھوٹی باتیں بتائیں۔

جانتے ہو۔ تمہارے گھر سے شمال، جنوب، مشرق، مغرب کدھر ہے؟ یہ بات تو بہت آسان ہے۔ اندھیرے منہ اٹھو۔ تھوڑی دیر میں ایک طرف کو آسمان پر روشنی دکھائی دینے لگی۔ اسے پو پھٹنی کہتے ہیں۔ روشنی کے نیچے جہاں زمین اور آسمان ملے ہوئے معلوم ہوتے ہیں وہاں سے ایک سونے کا تھال ڈلک ڈلک کرتا ابھرتا چلا آتا ہے۔ یہی سورج ہے۔ جس طرف سے

Marfat.com

نکلتا ہے ، اسے مشرق کہتے ہیں اور اس کے مقابل کو مغرب ۔ شام کو دیکھو تو اسی طرف ڈوبتا نظر آتا ہے ۔ پھر ٹھیک دوپہر کو سورج کی طرف دیکھو جو سمت تمہارے سامنے ہے، اسے جنوب بولتے ہیں ، اور جو پیچھے ہے ، اسے شمال ۔ اس وقت مغرب تمہارے دائیں ہاتھ کو ہوگا ۔ مشرق بائیں کو ۔ سورج[1] شمال کی طرف کبھی دکھائی نہیں دیتا ۔ جب تک سورج نظر آتا ہے ، یعنی نکلنے سے ڈوبنے تک ، اسے ہم دن کہتے ہیں ۔ جب تک وہ دکھائی نہیں دیتا ، یعنی ڈوبنے سے نکلنے تک ، اسے رات بولتے ہیں ۔ پو پھٹنے سے کچھ دن چڑھے تک صبح کہلاتی ہے ۔ ڈوبنے سے کچھ دیر پہلے اور کچھ پیچھے تک شام ۔ صبح شام کو جب کرنیں زمین پر ترچھی پڑتی ہیں ، گرمی کم ہوتی ہے ۔ دوپہر کو صبح شام کی نسبت جب کرنیں سیدھی پڑتی ہیں تو گرمی زیادہ ہوتی ہے ۔ اس کا مفصل حال اگلی کتاب میں آئے گا ۔

۱- استاد کو معلوم ہوگا کہ یہ بات صرف ان ملکوں کے لئے ہے جو خط سرطان کے شمال میں ہیں ۔ اور جو ملک خط سرطان اور جدی کے درمیان یعنی منطقۂ حارہ میں ہیں وہاں سورج کبھی شمال کی طرف دکھائی دیتا ہے کبھی جنوب کی طرف ۔ اور جو ملک خط جدی کے جنوب میں ہیں وہاں ہمیشہ شمال کی طرف معلوم ہوتا ہے ۔

Marfat.com

آفتاب کے بیان میں

آفتاب اندھیرے کو اُجالا کرتا ہے - دنیا کو گرماتا ہے - اس سے نہ جانور جی سکیں - نہ اُگی ہوئی چیزیں ہری رہ سکیں - بہت سی کام کی باتیں ہیں کہ زندگی کے لئے ضرور ہیں وہ دنیا میں آفتاب ہی کی بدولت ہوتی ہیں - عالموں نے آفتاب کی بہتیری باتیں معلوم کی ہیں مثلاً وہ کتنا بڑا ہے - زمین سے کتنی دور ہے - کس کس چیز سے بنا ہے - روشنی اور گرمی اُس سے ہمیں کس طرح پہنچتی ہے - کیوں کبھی کم کبھی زیادہ پہنچتی ہے - یہہ باتیں ابھی تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتیں - پھر بھی آفتاب بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ایسی بتاتا ہے جو بڑی بڑی باتوں کی بنیاد ہیں - اور جنکا جاننا چھوٹے لڑکوں کو بھی مناسب ہے -

آؤ ! چھوٹی باتوں پر بڑی باتوں کی بنیاد اُٹھائیں —

Marfat.com

تم جانتے ہو تمہارے گرد سے شمال جنوب مشرق مغرب کس طرف کو ہیں؟ یہہ بات تو
بہت آسان ہے صبح کو بہت سویرے اُٹھو - تھوڑی دیر میں ایک طرف کو آسمان میں روشنی دکھائی دیگی -
اسکو ہم نور کا تڑکا کہتے ہیں - اُسکے نیچے سے ایک سونے کا تھال ڈلک ڈلک کرتا اُبھرتا چلا آتا ہے
وہی آفتاب ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے گرداگرد جہاں آسمان اور زمین کہیں دور ملے ہوئے
معلوم ہوتے ہیں وہاں آفتاب نیچے سے اوپر کو اُٹھتا ہے - وہی آفتاب کا طلوع ہوتا ہے جس طرف -
وہ اُبھرتا نظر آتا ہے اُسکو مشرق کہتے ہیں - اب اگر تم اسطرح پہر کر کھڑے ہوجاؤ کہ آفتاب تمہاری پیٹھ

Marfat.com

رات دن کے چوبیس حصے کئے ہیں۔ ہر حصے کو گھنٹہ کہتے ہیں۔ آدھی رات سے گھنٹوں کا حساب کرتے ہیں۔ ایک گھنٹہ گزرتا ہے تو ایک بجتا ہے، دو گزرتے ہیں تو دو بجتے ہیں۔ اسی طرح دوپہر کو بارہ بجتے ہیں۔ پھر دوپہر سے شروع کرتے ہیں۔ آدھی رات تک بارہ گھنٹے ہوتے ہیں۔ گھنٹے کے برابر ساٹھ حصے کئے ہیں۔ انہیں منٹ کہتے ہیں۔ ایک منٹ کے بھی برابر ساٹھ حصے کئے ہیں۔ انہیں سیکنڈ بولتے ہیں۔ اس کے سوا وقت شمار کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ہندو پہلے زمانے میں ہمیشہ پہر اور گھڑی سے شمار کرتے تھے۔ ان دنوں میں بھی بارہ بجتے ہیں تو اکثر آدمی کہتے ہیں کہ دوپہر ہوئی۔

وقت دریافت کرنے کے الگ الگ طریقے ہیں۔ سب سے اچھا وہ طریقہ ہے جو اہل یورپ نے نکالا۔ انہوں نے گھنٹے اور گھڑیاں ایجاد کیں۔ گھنٹے بڑے ہوتے ہیں اور گھڑیاں چھوٹی۔ گھنٹے اونچی عمارتوں پر لگائے جاتے ہیں کہ سب لوگ دیکھ سکیں۔ بعض دفعہ لوگ اپنے کمروں میں میز یا طاق پر دھر دیتے ہیں یا دیوار میں لگاتے ہیں۔ گھڑیاں جیبوں میں رکھتے ہیں۔ گھنٹوں اور گھڑیوں میں دو دو

Marfat.com

سوئیاں ہوتی ہیں۔ ایک چھوٹی۔ اس کے پھرنے سے
گھنٹہ معلوم ہوتا ہے، دوسری بڑی۔ اس کے پھرنے سے
منٹ معلوم ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی تیسری سوئی بھی
ہوتی ہے۔ اس سے سیکنڈ معلوم ہوتے ہیں۔ گھنٹوں
اور گھڑیوں کے ذریعے سے ہم ٹھیک وقت دریافت کر
سکتے ہیں۔ چھاؤنی میں جب دوپہر کو ایک توپ
چھوٹتی ہے، اس سے سب کو معلوم ہو جاتا ہے کہ
بارہ بج گئے۔ اکثر آدمی اس وقت اپنی گھڑیاں
اور گھنٹے ٹھیک کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

تاریخی حالات

امیر ناصر الدین سبکتگین

پنجاب سے شمال و مغرب کی طرف جو ملک ہے، اس میں الپتگین نام ایک حاکم نے شہر غزنی اپنا دارالحکومت بنایا۔ ایک دفعہ اس کے دربار میں سوداگر ترکی غلام لایا۔ امیر کو پسند آیا۔ اسے خرید لیا۔ سبکتگین نام رکھا۔ یہ لڑکا ہوشیار اور چالاک تھا۔ سوچ سمجھ کر کام کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ سپہ سالار بن گیا۔ بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ امیر کی بیٹی سے شادی ہوگئی۔

سبکتگین کو غلامی کے زمانے میں شکار کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ جنگل میں دیکھا کہ ایک ہرنی اپنے بچے کو ساتھ لئے چرتی پھرتی ہے۔ اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ ہرنی تو بچ کر نکل گئی۔ بچہ ہاتھ آگیا۔ باندھ کر گھوڑے کے ہرنے پر رکھ لیا اور شہر کو پھرا۔ تھوڑی دور چلا تھا، مڑکر دیکھا کہ ماں محبت کے مارے پیچھے پیچھے گردن اٹھائے چلی آتی ہے اور

Marfat.com

اپنے بچے کے لئے نہایت بے چین ہے۔ سبکتگین کو ترس آیا۔ بچے کو چھوڑ دیا۔ ھرنی بچے کو ساتھ لے کر جنگل کو چلی۔ سبکتگین کھڑا دیکھتا تھا کہ چار قدم چلتی تھی، تھم جاتی تھی۔ اور پھر کر اس کی طرف دیکھتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا شکریہ ادا کرتی ہے۔ رات کو خواب میں آواز سنی کہ اے سبکتگین! اس بچارے بے زبان جانور پر جو تونے ترس کھایا، خدا کی درگاہ میں بہت پسند آیا۔ تیرے نام پر سلطنت کا فرمان لکھا گیا۔ دیکھ اللہ کے بندوں پر اسی طرح رحم کیجو۔

الپتگین مر گیا تو اس کا بیٹا جانشین ھوا۔ مگر وہ لڑکا تھا۔ سلطنت کا کام سبکتگین ھی کے ھاتھ میں رھا۔ برس دن بعد لڑکا بھی مر گیا۔ سبکتگین نے اپنی نیکیوں سے دلوں میں گھر کر رکھا تھا۔ آخر کو سب کی صلاح سے یہی حاکم ہوگیا، اور ملک کا انتظام کرکے سلطنت کی طاقت بڑھانے لگا۔

اس وقت برھمنوں کے خاندان سے جے پال نام ایک راجہ لاھور میں راج کرتا تھا۔ جب اس نے اسلام کا زور ہندوستان کی طرف بڑھتا دیکھا تو اس کا روکنا ضرور سمجھا، پیادے، سوار اور ھاتھیوں کا بہت سا لشکر جمع کیا، اور بڑے زور شور سے چڑھائی کرکے سبکتگین

Marfat.com

کی سرحد پر جا پہنچا ۔ ادھر سے سبکتگین فوج لے کر آیا ۔ لڑائی شروع ہوئی ۔ اتفاقاً انہی دنوں میں بارش بہت زور سے ہونے لگی ، اور سردی اس شدت سے پڑی کہ جاڑے کے مارے بدن میں لہو جم گئے ، اور سب لوگ بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے ۔ ہندوستان کے لوگوں نے کبھی یہ حالت نہ دیکھی تھی ۔ بہت گھبرائے ، اور زندگی سے نا امید ہوگئے ۔

جے پال نے صلح کا پیام بھیجا ۔ سبکتگین کو ان کے حال پر رحم آیا ۔ چاہا کہ صلح منظور کرلے ، مگر اس کا بیٹا محمود بھی باپ کے ساتھ تھا ۔ اس نے سمجھایا کہ سردی کی شدت ہمارے لئے آسمانی مدد ہے ۔ لڑائی جیت چکے ہیں ۔ ہمیں تلوار نکالنے کی ضرورت بھی نہیں ۔ اگر حریف صلح کرکے بچ نکلا تو یہ دولت اور سلطنت کے سامان جو اس کے ساتھ ہیں ، مفت ہاتھ سے جاتے ہیں ۔ باپ نے بیٹے کی بات مان لی اور صلح سے انکار کیا ۔ راجہ نے کہلا بھیجا کہ آپ کو ہندوستان کے بہادروں کا دستور معلوم نہیں ۔ جب یہ جان سے نا امید ہوتے ہیں تو جو کچھ پاس ہوتا ہے ، آگ میں جھونکتے ہیں ۔ ہاتھی ، گھوڑوں اور مویشی کو اندھا کرتے ہیں ، عورتوں اور بال بچوں کو آگ میں ڈالتے ہیں ۔ پھر ایسے لڑتے ہیں کہ خاک میں

Marfat.com

مل جاتے ھیں۔ اب وھی وقت آن پہنچا ھے۔ صلح کرلو تو بڑی دیا ھے، نہیں تو پچتاؤ گے اور مال و دولت کی جگہ راکھ کا ڈھیر پاؤ گے۔ یہ سن کر محمود بھی راضی ھو گیا، اور اس بات پر صلح ٹھیری کہ راجہ پچاس ھاتھی، بہت سا روپیہ اور اپنا کچھ علاقہ سپرد کردے۔ ان ساری چیزوں کا بندوبست وھیں نہ ھوسکتا تھا۔ راجہ نے کہا جو کچھ یہاں موجود ھے وہ حاضر ھے۔ باقی کے لئے امیر اپنے معتمدوں کو ساتھ کردے۔ لاھور پہنچ کر سب باتیں پوری ھو جائیں گی۔ سبکتگین نے منظور کیا۔

جے پال نے لاھور میں پہنچ کر وعدوں کے پورا کرنے سے انکار کیا، اور سبکتگین کے آدمیوں کو قید کرلیا۔ سبکتگین کو جب یہ خبر پہنچی تو یقین نہ آیا۔ آخر جب تحقیق معلوم ھوا تو بہت جھنجھلایا۔ اور فوج لے کر ادھر کا رخ کیا۔ جے پال نے بھی تیاری کی۔ تمام ھندوستان کے راجاؤں کو چٹھیاں لکھیں۔ وہ بھی جانتے تھے کہ پنجاب ھمارے ملک کا پھاٹک ھے۔ وہ ٹوٹا تو خیر نہیں۔ سب نے فوجیں بھیجیں۔ خزانوں اور سامانوں کا تار باندھ دیا۔ اس طرح ھندوؤں کی بے شمار جمعیت ھوگئی۔ جے پال انہیں لے کر سبکتگین کے مقابلے کے لئے روانہ ھوا۔ جب دونوں لشکر آمنے

Marfat.com

سامنے ہوئے ، جنگ کا میدان گرم ہوا۔ دونوں طرف کے
بہادر نام کے لئے جانیں دینے لگے۔ ہندوؤں کی فوج
صبح سے برابر کمر باندھے لڑ رہی تھی۔ دن ڈھلتے
ان کی جمعیت میں گھبراہٹ معلوم ہوئی۔ اس وقت
سبکتگین نے کل فوج کو لے کر حملہ کیا۔ جے پال
نے شکست کھائی اور فوج کے پاؤں ایسے اکھڑے کہ
پھر نہ جم سکے۔ لوٹ کا بے شمار مال مسلمانوں کے ہاتھ
آیا۔ سبکتگین بیس برس سلطنت کرکے دنیا سے رخصت
ہوا ، اور گھرانے میں سلطنت کی بنیاد ڈال گیا۔

Marfat.com

سلطان محمود غزنوی

سبکتگین کے بعد اس کا بیٹا محمود تخت نشین ہوا۔ انہی دنوں میں ایک بڑا بہادر اور پرانا سردار تھا۔ اس کی کئی باتوں سے محمود خفا ہوا، اور فوج لے کر چڑھ گیا۔ بڈھے سردار نے مقابلہ کیا مگر آخر کو قلعہ بند ہوا۔ محمود نے گرد فوج ڈال دی، اور سب طرف سے رستے بند کردئے۔ ایک دن معرکۂ جنگ میں آکر قلعے پر حملے کا حکم دیا، اور ہاتھیوں کی مستکوں پر ڈھالیں بندھوا کر کہا کہ دروازے پر ریل دو۔ ایک ہاتھی نے پہلی ہی ٹکر ماری تھی کہ سردار گھبرا کر نکل آیا۔ محمود کے سامنے آکر گھوڑے پر سے اتر پڑا۔ اپنی سفید ڈاڑھی اس کے گھوڑے کے سم پر ملی اور کہا کہ اے سلطان! معاف کر۔ جو کچھ میں نے کیا، برا کیا۔ محمود کو سلطان کا لفظ پسند آیا، اور سلطان محمود فرمانوں میں لکھوانے لگا۔ اگرچہ الپتگین کے وقت سے غزنی دارالخلافہ تھا مگر اتنا مشہور شہر نہ تھا۔ محمود کی فتحوں سے اس نے ایسا نام پایا کہ محمود بھی سلطان محمود غزنوی کہلایا۔

محمود نے ہندوستان کا سبق جو باپ سے پڑھا تھا

Marfat.com

وہ کبھی نہ بھولا اور بار بار چڑھائی کی۔ اس کے دو سبب تھے۔ اول یہ کہ ہندوؤں میں اسلام پھیلائے۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان کا مال و دولت سمیٹ کر لے جائے۔ ہر وقت یہاں دولت کا دسترخوان بچھا نظر آتا تھا۔ جب موقع پایا، ادھر ہی چڑھ آیا۔ نقد روپے، جواہر، زیور، بھاری کپڑے، ہاتھی گھوڑے، لوٹ مار کر لے گیا۔

اس نے ہندوستان پر سولہ سترہ حملے کئے۔ مگر بارہ بہت مشہور ہیں۔ بڑے معرکے کا حملہ سومنات پر تھا۔ یہ شہر سمندر کے کنارے آباد تھا۔ بڑا گلزار، دولت سے مالا مال۔ بلند قلعے کے نیچے پانی لہراتا تھا، اور اونچی اونچی فصیلوں سے ٹکرا کر جھکولے مارتا تھا۔

قلعے میں سیکڑوں برس کا ایک عالی شان اور وسیع مندر تھا۔ اس کی چھت کو چھپن ستون سنبھالے کھڑے تھے جو رنگ برنگ کے نقش و نگار اور جواہرات کے بیل بوٹوں سے مرصع تھے۔ یہی سومنات جی کا مندر تھا۔ اس میں رات دن صرف ایک چراغ جلتا تھا۔ اس کی روشنی جواہرات پر پڑتی تھی۔ ان کی جوت سے سارا مکان جگمگ جگمگ کرتا تھا۔ سونے کی ایک بھاری سی زنجیر میں گھنٹے لٹکتے تھے۔ پوجا کے وقت اسے ہلاتے تھے کہ سب کو خبر ہو جائے۔ دو ہزار

Marfat.com

برھمن پجاری تھے، پانسو عورتیں۔ تین سو مرد گانے بجانے والے تھے۔ تین سو نائی تھے کہ جاتریوں کا بھدرا کیا کرتے تھے۔ گرھن کے وقت دو لاکھ سے زیادہ جاتری جمع ہو جاتے تھے۔ راجاؤں نے جو گاؤں مندر کے نام پر دئے تھے، وہ دو ہزار کے قریب تھے۔ راجا، مہاراجہ اپنی لڑکیاں خدمت کے لئے بھیجتے تھے، اور زیور، جواھرات، بھاری بھاری کپڑے چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ غرض مندر میں اتنی دولت تھی کہ کچھ حساب نہ تھا۔

محمود نے سورما سوار اور جانباز بہادر چن کر ایک لشکر آراستہ کیا، اور روانہ ھوا۔ ہزاروں مسلمان ساتھ ھوئے جو فقط دین کے نام پر تلواریں اٹھاتے تھے، اور اسلام کے کام پر جانوں کا دینا ایمان سمجھتے تھے۔ رستے میں ریگستان آیا جہاں منزلوں تک گھاس کا نام اور پانی کا نشان نہ تھا۔ جانیں لبوں پر آگئیں۔ پھر بھی وہ ارادے کا پورا اپنی بات سے نہ ٹلا۔ وہاں سے گزرا اور جنگل پہاڑ طے کرتا منزل مقصود تک جا پہنچا۔ یہاں کئی راجا بڑی بڑی فوجیں لے کر آئے اور لڑائی کا میدان گرم ھوا۔ ادھر دین لڑ رہا تھا، ادھر دھرم مقابلے پر اڑ رہا تھا۔ ھندو مسلمان اتنے کٹے کہ ہزاروں کے کھیت پڑے۔ آخر پانڈے ایسے جان

Marfat.com

توڑ کر لڑے کہ مسلمانوں کے جی چھوٹ گئے۔ محمود بھی گھبرا گیا۔ اس وقت کچھ اور بن نہ آیا۔ فوج سے الگ ھوا۔ فرش خاک پر سر رکھا اور خدا سے دعا مانگی۔ تھوڑی دیر بعد اٹھا۔ فوج کا دل بڑھایا اور دردناک باتوں سے جوش میں لا کر دھاوے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے دفعتاً تلواریں اٹھائیں اور گھوڑے اڑا کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ آخر اقبال محمودی اپنا کام کر گیا۔ ھندو بھاگے اور مسلمانوں کی فتح ھوئی۔ میدان کو خالی دیکھ کر قلعے والوں کی بھی ھمت ھار گئی۔ قلعے کے دوسری طرف سمندر میں کشتیاں لگا رکھی تھیں۔ ان میں بیٹھے اور لنگر اٹھا کر بھاگے۔ شہر، قلعہ، مندر اور ساری دولت محمود کے ھاتھ آئی۔

محمود نے اگرچہ ھندوستان میں دور دور کے شہر فتح کئے مگر یہاں رھنے کا ارادہ نہ کیا اور اپنا حاکم بھی لاھور ھی میں بٹھایا۔ ھندوستان کی لوٹ کھسوٹ سے ویران کوھستان میں غزنی شہر ایسا آباد کیا تھا کہ طلسمات کا نمونہ نظر آتا تھا۔ ملک ملک کے آدمی، ھر فن کے صاحب کمال وھاں موجود تھے۔ ایک قلعہ بنایا۔ قصر فیروزہ اس کا نام رکھا۔ اس کی چینی کاری کے آگے جواھرات کی رنگت پھیکی معلوم ھوتی تھی۔

Marfat.com

اس میں بادشاہی محل اور دربار کے مکان پرستان نظر آتے تھے۔ جامع مسجد ایسی تعمیر کی کہ اس کی آرائش اور زیبائش کے سبب سے لوگ اسے عروس فلک کہتے تھے۔ اس کے پہلو میں ایک مدرسہ اسی وسعت اور شان و شوکت کا بنایا۔ اس کے کتب خانے کو نایاب اور قیمتی کتابوں سے سجایا۔ عالم اور فاضل علم کی روشنی پھیلانے کے لئے مقرر کئے۔ سلطان کے شوق سے سب کو مکانوں کے بنانے اور سجانے کا شوق ہوا۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہتیری عالی شان حویلیاں بن گئیں۔ سیکڑوں مسجدیں، مدرسے، سرائیں اور خانقاہیں تیار ہوگئیں۔ گھر گھر امیری تھی اور دولت کی بہتات۔ اس کے عہد میں غزنی کو دیکھ کر ہندوستان یاد آتا تھا۔ کیونکہ جو غریب آدمی تھا اس کے گھر میں بھی تین چار لونڈی غلام ہندوستانی بولتے دکھائی دیتے تھے۔ اور یہی لوگ گلی کوچوں میں پھرتے نظر آتے تھے۔ غزنی کے بازاروں میں ایک ایک بندہ خدا کا دو دو روپے کو بک گیا۔

محمود دولت کو اس قدر عزیز رکھتا تھا کہ ہر کتاب میں اس کی شکایت ہے۔ آخر عمر میں ایک دفعہ خبر پائی کہ ایک شخص نہایت مال دار ہے۔ اسے پکڑوا منگایا۔ وہ بچارا حاضر ہوا۔ سامنے آیا تو محمود نے کہا۔

Marfat.com

ہم نے سنا ہے کہ تو بے دین اور بد اعتقاد ہے۔ اس نے عرض کی کہ فدوی اس جرم سے تو بالکل پاک ہے۔ البتہ یہ عیب ہے کہ دولت بہت سی ہے۔ آپ یہ سب لیجئے مگر مجھے بدنام نہ کیجئے۔ محمود نے اس کا مال و دولت شاہی خزانے میں داخل کیا اور سند لکھ دی کہ یہ شخص بڑا خوش اعتقاد ہے۔

ان عادتوں پر بھی کبھی بادشاہی حوصلہ دکھاتا تھا۔ چنانچہ ایک قلعہ بلوچوں نے لے لیا اور اس میں بیٹھ کر رستہ لوٹنے لگے۔ ایک دفعہ کوئی قافلہ لٹا اور اس میں ایک نوجوان آدمی مارا گیا۔ اس کی بڑھیا ماں روتی پیٹتی محمود کے دربار میں آئی اور فریاد کرنے لگی۔ محمود نے کہا کہ میں کیا کروں؟ ایسے دور دور کے ملکوں میں کیونکر پورا پورا انتظام ہوسکتا ہے؟ اس نے کہا کہ اے سلطان! اگر تجھ سے بندوبست نہیں ہوسکتا تو اتنے بڑے ملک کی بادشاہت کیوں لے رکھی ہے؟ محمود کو کچھ جواب نہ بن آیا۔ اسی وقت حکم دیا کہ فوج جا کر لٹیروں سے قلعہ چھین لے اور جب تک قلعہ فتح نہ ہو، جو قافلہ جائے اس کی حفاظت کے لئے سواروں کا ایک رسالہ جایا کرے۔

ایک دفعہ کسی ملک پر اس نے چڑھائی کی۔

Marfat.com

ایک نو عمر ملک کا حق دار تھا اور اس کی ماں حکومت کرتی تھی۔ جب ادھر محمود کی فوج کشی کی خبر مشہور ہوئی، عقلمند عورت نے کہلا بھیجا کہ اگر سلطان نے مجھ پر فتح پائی تو جہاں جہاں فتح نامے لکھے گا ان میں یہی لکھے گا کہ میں نے ایک بیوہ عورت کا ملک چھین لیا۔ لیکن شکست کھائی تو بڑی شرم کی بات ہوگی۔ ہاں، اگر میرا ملک برقرار رکھا تو سب کہیں گے کہ تاج بخشی کی۔ محمود سمجھ گیا اور ادھر کا خیال چھوڑ دیا۔

اس نے اکثر عالموں اور با کمالوں کو غزنی میں جمع کیا۔ شعر و سخن کا بھی شوق رکھتا تھا۔ مگر فردوسی کے باب میں جو کچھ کیا، اس سے قدردانی کے نام کو بٹا لگا دیا۔ کہتے ہیں کہ جس وقت اس سے شاہ نامے کی تصنیف کی فرمائش کی تو اشرفی شعر انعام کا وعدہ کیا۔ وہ بچارا لکھتے لکھتے بڈھا ہوگیا۔ جب تیس برس میں ساٹھ ہزار شعر کی کتاب لکھ کر حاضر کی تو اشرفی کی جگہ روپیہ دینا چاہا۔ فردوسی کو اپنی محنت کے برباد ہونے کا بڑا رنج ہوا۔ محمود کی ہجو لکھ کر دل کا بخار نکالا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ چند روز بعد دربار میں کسی نے اس کا شعر بڑے موقع پر پڑھا۔ محمود کے دل پر چوٹ لگی اور افسوس آیا۔

Marfat.com

اسی وقت حکم دیا کہ حساب کے موافق جو چاہئے، نقد روپیہ اسے بھیج دو۔ افسوس یہ ہے کہ جب محمود کے آدمی یہ روپے لے کر اس کے شہر کے دروازے پر پہنچے تو ایک جنازہ نکلتا تھا۔ معلوم ہوا کہ فردوسی مر گیا۔ یہ اسی کی میت ہے۔

اب وہ دن آگیا کہ اس عالی شان سلطان کو دنیا سے جدا ہونا پڑا۔ اس وقت آنکھیں کھلیں کہ جو دولت ہزاروں گھرانے بے چراغ کرکے سمیٹی ہے، ساری یہیں چھوڑنی پڑے گی۔ افسوس! کیسا ہی صاحب رتبہ شخص ہو مگر جو دنیا میں رہ کر دنیا کی دولت سے دل لگاتا ہے، اسے کس حسرت کے ساتھ اس سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ تریسٹھ برس کی عمر تھی جو سخت بیمار ہوا۔ جینے کی امید نہ رہی تو داروغہ اور خزانچیوں کو حکم دیا کہ روپے اور اشرفیوں کے توڑے، زیور، جواہرات، بھاری بھاری خلعت، بادشاہی لباس اور جو جو زمانے کے عجائب غرائب ہم نے جمع کئے ہیں، ہماری آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ انہوں نے محل کے صحن کو سجا کر عجائب خانہ کر دیا۔ خزانچی ایک ایک چیز دکھاتا تھا۔ وہ حسرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور زار زار روتا تھا۔

دوسرے دن حکم دیا کہ میدان میں تمام خاصے

Marfat.com

کے ہاتھی، گھوڑوں اور اونٹوں کو ساز، زیور اور جھلا جھلی کی جھولوں سے سجا کر حاضر کرو۔ محمود پالکی میں لیٹ کر آیا اور دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر روتا دھوتا محل میں چلا گیا۔ بڑے بڑے بہادر سردار اور جاں نثار وفادار جو ہمیشہ جان جوکھوں کی لڑائیوں میں اس کے رفیق تھے، اس وقت کچھ رفاقت نہ کر سکتے تھے۔ آخر جس طرح خالی ہاتھ آیا تھا اسی طرح دنیا سے رخصت ہوا۔

Marfat.com

ظہیرالدین بابر بادشاہ

محمود کے مرتے ہی اس کے خاندان کا زوال شروع ہوا اور آخرکار غزنی اور پنجاب بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ پھر مسلمانوں کے اور بادشاہ ہوئے۔ انہوں نے ہندوستان کے بڑے بڑے صوبے فتح کئے۔ دلی میں اپنی سلطنت قائم کی اور کئی کئی پشت تک سلطنت کرکے ملک عدم کو چلے گئے۔ مدت تک یہی سلسلے جاری رہے کہ امیر تیمور ترکستان سے آیا۔ پنجاب کو پامال کرتا دلی پر پہنچا۔ اسے لوٹا اور قتل عام کیا۔ مگر آندھی کی طرح آیا اور بگولے کی طرح گیا۔ اس کے جانے کے بعد دلی میں ایک خاندان اور بن کر بگڑ گیا دوسرا موجود تھا کہ تیمور کی اولاد میں سے بابر بادشاہ ترکستان میں اٹھا اور دلی پر لشکر لے کر آیا۔ ہندوستان میں چغتائی سلطنت اسی نے قائم کی۔ اب ذرا بابر کا حال سنو۔

یہ بادشاہ بارہ سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اور بڑی ہمت اور حوصلے سے سلطنت کے بوجھ کو سنبھالا۔ اس کے حالات دیکھ کر تعجب آتا ہے۔ ایک وقت دیکھو تو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگا چلا جاتا ہے، اور

Marfat.com

چھپنے کو جگہ نہیں پاتا۔ بائیس برس تک ادھر کے ملکوں میں تلواریں ماریں، لیکن اقبال نے ساتھ نہ دیا۔ آخر ہندوستان کا خیال آیا۔ اس پر یہ دعوے کیا کہ میرا موروثی ملک ہے۔ یعنی امیر تیمور نے اسے تلوار کے زور سے لیا ہے۔

سلطان ابراھیم جو ان دنوں دلی میں سلطنت کرتا تھا بڑا بے رحم، بے پرواہ اور آرام طلب تھا۔ اس سے ملک کا انتظام نہ ہوسکتا تھا۔ دربار کے بعض امیروں نے بابر کو بلا بھیجا۔ بابر خود بھی ایسے موقع کی تاک میں تھا۔ فوج لے کر روانہ ہوا۔ آخر لڑتا بھڑتا، پانی پت کے میدان پر آیا اور ڈیرے ڈال دئے۔ ابراھیم ایک لاکھ سے زیادہ لشکر اور ہزار جنگلی ہاتھی لے کر دلی سے نکلا۔ بابر فقط بارہ ہزار لشکر سے آیا تھا۔ وہی لے کر سامنے ہوا۔ ہاں اس کے ساتھ توپ خانہ تھا، کہ یہ نقشہ اب تک ہندوستان کے میدانوں میں نہ جما تھا۔ غرض صبح کا وقت تھا کہ لڑائی شروع ہوئی۔ دوپہر ڈھلے تک میدان گرم رہا۔ آخر ابراھیم مارا گیا اور بابر کی فتح ہوئی۔ یہ ایسا معرکہ ہوا کہ آج تک اس کی شہرت چلی آتی ہے۔ اس کے بعد کئی لڑائیاں اور ماریں، جن سے سلطنت کی بنیاد جم گئی۔

اگرچہ بابر بعض دفعہ دشمنوں پر بڑی بے رحمی

Marfat.com

کرتا تھا مگر پھر جلد نرم ہو جاتا تھا۔ بڑا بہادر تھا۔ خطرے کے وقت گھبراتا نہ تھا، اور مصیبتوں میں ہمت نہ ہارتا تھا۔ ایک لڑائی میں دشمنوں کی کثرت دیکھ کر سردار گھبرا گئے، اور ہندوستان سے پھرنے کی صلاح دی۔ بڑی مشکل یہ ہوئی کہ اس وقت ایک نجومی ترکستان سے آیا تھا۔ اس نے کہا، میرا علم بھی کہتا ہے کہ اس لڑائی میں دشمن کی فتح ہوگی۔ لوگ اور بھی گھبرائے۔ مگر بابر اپنے ارادے پر جما رہا۔ فتح ہوئی تو نجومی کو بلایا۔ کچھ اسے شرمایا، کچھ دھمکایا پھر بنی بہت سا انعام دیا اور کہا کہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔

بابر عالی ہمت اور با مروت تھا۔ کیا بھائی بند کیا نوکر چاکر جب سرکش ہو جاتے اور شرمندہ ہوکر آتے، تو فوراً خطا معاف کر دیتا۔ سیدھا سادہ ترک تھا۔ ظاہر باطن یکساں۔ جو دل میں ہوتا تھا وہی منہ سے کہتا تھا۔ دغا اور فریب سے کام نہ نکالتا تھا۔ با انصاف تھا۔ اسی واسطے نیک نام تھا۔ ایک دفعہ سوداگروں کا قافلہ کسی دور کے ملک سے اس کے علاقے میں پہنچا۔ رستے میں پہاڑوں کے اندر اس بلا کی سردی پڑی کہ دو کے سوا سب مر گئے۔ بابر نے سب کا اسباب نکلوایا۔ اسے حفاظت سے رکھا اور ان

Marfat.com

کے ملک میں آدمی بھیجے۔ جب وہاں سے اصلی وارث آئے تو تار تار ان کے حوالے کر دیا۔

اگرچہ وہ لڑائی کے وقت مصیبت کو مصیبت نہ سمجھتا تھا۔ مگر ذرا بھی ان جھگڑوں سے چھوٹتا تھا تو اس طرح زندگی کا حظ اٹھاتا تھا کہ گویا دل بہلانے کے سوا اس کو کچھ اور کام ھی نہ تھا۔ قدرتی خوبیوں کا عاشق تھا۔ گل و گلزار هریاول کی بہار سے بہت خوش ہوتا تھا۔ سبز سبز پہاڑوں، بہتے چشموں کے کناروں پر مصاحبوں کو لے کر بیٹھتا تھا۔ شراب کا دور چلتا تھا۔ غزلیں گاتے تھے، شعر پڑھتے تھے۔ وہ خود بھی شاعر تھا۔ ترکی دیوان پورا موجود ھے۔ کبھی کبھی فارسی شعر بھی کہتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ھے کہ جہاں گزرتا ھے وہاں کا ذرا سا لطف بھی نہیں چھوڑتا۔ جو دیکھتا ھے لکھ دیتا ھے۔ ایک جگہ ہندوستان کے لوگوں پر تعجب کرتا ھے اور کہتا ھے کہ عجب بدمزہ لوگ ھیں۔ اتفاقاً دریا کے کنارے پر ان کا مقام ھو تو خیمے کی پشت پانی کی طرف کرتے ھیں۔ قدرتی بہاروں کا اثر ذرا ان کے دلوں پر نہیں ھے۔

بابر کے مرنے کی ایک عجیب کہانی ھے۔ چند روز سے اس کی طبیعت علیل تھی۔ انھی دنوں میں

Marfat.com

ہمایوں اس کا بیٹا بھی سخت بیمار ہوا۔ بہت علاج کئے۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر عالموں اور بزرگوں کے جلسے میں ایک شخص نے بادشاہ سے کہا کہ اگلے زمانے کے عالموں نے ایسے موقع پر یہ لکھا ہے کہ جو چیز بہت ہی عزیز ہو، اسے صدقہ کرکے خدا سے دعا مانگیں۔ بابر نے کہا کہ ہمایوں کے نزدیک سب سے عزیز چیز میں ہوں۔ میں اپنی جان اس پر قربان کروں گا۔ مصاحبوں نے عرض کی کہ حضور یہ کیا فرماتے ہیں؟ بزرگوں کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مال میں جو شے سب سے اچھی اور قیمتی ہو وہ دینی چاہئے۔ اس لئے وہ نایاب اور بے بہا ہیرا جو شاہزادے کے پاس ہے، اسے حضور تصدق فرمائیں۔ بادشاہ نے کہا کہ دنیا کا مال ہمایوں کے عوض میں کیا چیز ہے، اس پر تو اپنی جان ہی فدا کرنی چاہیئے۔ غرض خدا سے دعا مانگ کر تین دفعہ اس کے پلنگ کے گرد پھرا اور یہ سمجھ کر کہ اب اس کی بیماری مجھ پر آگئی، کہا کہ "لے لی۔ لے لی!"، غرض بابر کا دکھ دم بدم بڑھنے لگا۔ ہمایوں کا مرض گھٹنے لگا۔ یہاں تک کہ بیٹا اٹھ بیٹھا اور باپ بستر مرگ پر جا لیٹا۔

یہ ظاہر ہے کہ زبان کے کہنے سے ایک کی موت دوسرے کو نہیں آ لگتی۔ نہ کسی کے جان

Marfat.com

دینے سے کسی اور کی جان بچ سکتی ہے۔ مگر جب اس نے اس طرح کہا، تو اسے یقین کامل ہوگیا تھا کہ میں اپنی جان دے چکا۔ دیکھو۔ محمود کو جب دنیا سے جانا پڑا، تو اپنے مال و دولت پر کیا زار زار روتا گیا۔ بابر نے اپنے پیارے بیٹے پر آپ جان قربان کردی۔

Marfat.com

انّا کی جان نثاری

چغتائی خاندان کے بادشاہوں کے اکثر بڑے بڑے معرکے راجپوتوں سے ہوتے رہے۔ راجپوت اگرچہ مغلیہ فوج سے گنتی میں بہت کم تھے۔ مگر اپنے ملک کی آزادی پر جانیں قربان کرتے تھے اور قوم کے نام پر شیروں کی طرح لڑتے مرتے تھے۔ ان کی بہادری اور جاں بازی کے بہت سے قصے ہیں۔ مردوں کا تو کیا کہنا ہے، ان کی عورتوں سے بھی بڑے بڑے کام بن پڑے ہیں۔ وہ دلاوری اور وفاداری میں اپنے مردوں کے قدم بقدم تھیں۔ راجپوتانے میں رانا اودے سنگھ، میواڑ کا راجہ تھا۔ اس کا قصہ عجیب ہے۔ دیکھو۔ اس زمانے میں کیا مرد کیا عورت، اپنے آقا کے کیسے جاں نثار تھے! اور مصیبت کے وقت کتنے پورے وفادار تھے!

رانا سانگا مدت تک مسلمانوں سے لڑتا بھڑتا رہا۔ اس نے اپنا راج قائم رکھنے کو اس بہادری سے تلواریں ماریں کہ اب تک نام چلا آتا ہے۔ اس کے بعد بکرماجیت اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ مگر باپ بیٹے میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ آخر سب امیر بکرماجیت کی بے لیاقتی سے تنگ آکر بگڑ گئے اور بان بیر سنگھ کو گدی پر بٹھا

Marfat.com

دیا۔ اس زمانے میں بے رحمی کی رسم عام تھی۔ بان بیر نے چاھا کہ اصلی وارثوں کو مار ڈالئے۔ پھر بے کھٹکے راج کیجئے۔ چنانچہ ایک دن بکرماجیت دوپہر کو محل میں پڑا سوتا تھا۔ اسے جا کر مار ڈالا۔

اس پر تو یہ مصیبت گزری۔ اب اس کے بیٹے کنور اودے سنگھ کی سنئے کہ وہ اور اس کا چھوٹا سا کوکہ محل کے کسی اور مکان میں پڑے سوتے تھے۔ ایک عورت جو کنور کی انا اور دوسرے کی ماں تھی اپنے پیارے بچوں کے پاس بیٹھی تھی۔ ایک طرف میوے کا ٹوکرا اور کچھ بچا کھچا کھانا دھرا تھا۔ اس سے معلوم ھوتا تھا کہ کچھ کھا کر دونو ابھی سوئے ھیں۔ یکایک رانیوں کے رونے پیٹنے کی آواز آنے لگی۔ انا سمجھی کہ کوئی سخت آفت آئی۔ حیران بیٹھی تھی کہ دیکھئے کیا ھوتا ھے۔ اتنے میں ایک نوکر جھوٹے باسن اٹھانے آیا۔ اس سے پوچھا۔ خیر تو ھے؟ بولا۔ خیر کیسی؟ دشمنوں نے رانا کا کام تمام کیا۔ سنتے ھی انا کے ھاتھ پاؤں پھول گئے۔ ایسا خوف چھایا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ ساتھ ھی خیال آیا کہ جب رانا مارا گیا تو کنور کب بچے گا۔ کوئی دم میں اسے بھی مار ڈالیں گے۔ کسی جتن سے اس کی جان بچائیے۔ مگر سوچ بچار کا وقت نہ رہا تھا۔ ڈر تھا

Marfat.com

که اب دروازہ کھلا اور وہ قسائی اندر آیا ۔ کنور پڑا سوتا تھا ۔ انا نے آہستہ سے گود میں اٹھایا اور میوے کے ٹوکرے میں لٹادیا ۔ اوپر سے پتے ڈھانک دئیے ۔ بچہ بے خبر سوتا رہا ۔ انا نے نوکر سے کہا کہ اسے قلعے کے باھر لے جاؤ اور جلدی سے اپنے بچے کو اس کی جگہ لٹا دیا ۔

نوکر نکلا ھی تھا کہ ظالم، رانا کے لہو سے ھاتھ لال کئے آ پہنچا ۔ کنور کے مار ڈالنے کی جی میں ٹھانے ہوئے تھا ۔ انا سے پوچھا ۔ اودے سنگھ کہاں ھے ؟ جاں نثار انا کی زبان بند ھوگئی اور اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا ۔ مامتا تو پھڑکتی رہی ، مگر کنور پر آنچ نہ آنے دی ۔ اشارے کے ساتھ ھی قسائی نے اس کے پیارے بچے کا خنجر سے کام تمام کیا ۔ ماں دیکھتی رہی اور دم نہ مارا ۔ نہ آنسو گرایا کہ ایسا نہ ھو، بھید کھل جائے ۔

باوفا انا نے وہ بلدان دیا ، جس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ھیں ۔ مگر کنور کی جان بچالی ۔ جب وہ جوان ھوا تو اس کے بیٹوں میں سے پرتاب سنگھ ایک ایسا لڑکا نکلا کہ اکبر سے بڑے بڑے مقابلے کرتا رہا ۔

Marfat.com

پرتاب کی بہادری

انا کی جان نثاری سے اودے سنگھ کی جان بچی۔ وہ مدت تک چھپا رہا۔ اور راجپوتوں میں تھوڑے ہی آدمیوں کو یہ حال معلوم تھا۔ چند سال کے بعد مشہور ہوگیا کہ راج کا وارث جیتا ہے۔ بان بیر سے لوگوں نے دکھ بہت پائے تھے۔ سرداروں نے مل کر اسے تخت سے اتارا اور اودے سنگھ کے سر پر تاج رکھ دیا۔ افسوس یہ ہے کہ اس میں نہ کوئی شاہانہ ہمت تھی، نہ راجپوتوں جیسی بہادری۔ ان دنوں میں بابر کا پوتا اکبر شاہ دلی میں تخت نشین ہوکر ہندوستان کا بادشاہ ہوگیا تھا۔ جن جن دشمنوں نے مقابلہ کیا اکبر نے انہیں شکست دی، اور راجپوتانے کا رخ کیا۔ میواڑ کا دارالخلافہ چتوڑ تھا اور یہاں کا قلعہ بڑا مضبوط اور نامی تھا۔ اسے آن گھیرا۔ اودے سنگھ تو وہاں سے نکل گیا مگر راجپوت سردار حفاظت کے لئے رہ گئے تھے۔ وہ جان سے ہاتھ دھوکر خوب خوب لڑے۔ جب کچھ امید نہ رہی تو نو رانیاں، پانچ راج کنیاں اور بہت سی عورتیں جو محل کے اندر تھیں، سب جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگئیں۔ راجپوت قلعے کا دروازہ کھول کر

Marfat.com

تلواریں کھینچے ہوئے نکلے اور وہیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مر گئے۔ اودے سنگھ چتوڑ کو چھوڑ کر اربلی پہاڑ میں جا بسا۔ ایک محل رہنے کے لئے بنا کر آس پاس شہر آباد کیا۔ وہی اودے پور ہے جو اب تک میواڑ کا دارالخلافہ چلا آتا ہے۔ جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا پرتاب تخت پر بیٹھا۔ یہ وہی پرتاب ہے جس کا نام اب تک راجپوت فخر کے ساتھ لیتے ہیں۔

اس وقت اس کے پاس سلطنت کا کچھ سامان نہ تھا۔ آئے دن کی شکستوں نے بھائی بندوں کے دل توڑ دئے تھے۔ مگر اس کے سینے میں وہی راجپوتی لہو جوش مار رہا تھا اور کہتا تھا، کہ تلوار ہاتھ میں ہے تو چتوڑ کا چھڑا لینا کیا بڑی بات ہے۔ راجپوتوں کی عزت برقرار رکھیں گے اور باپ دادا کا نام روشن کریں گے۔ اکبر جیسے عظیم الشان بادشاہ سے مقابلہ تھا جس کے پاس ہندوستان کی سلطنت کے سارے سامان موجود تھے۔ اور اس وقت تک ہندوستان کے تخت پر ایسا عاقل اور با تدبیر بادشاہ نہ بیٹھا تھا۔ بعض راجپوت راجاؤں نے اس سے شکستیں کھائیں۔ اکثروں نے اطاعت کی۔ ان سے اچھے سلوک ہوئے۔ ان کے راج انہیں دئے گئے، مگر سلطنت کے ماتحت رہے۔ بعض کے خاندانوں میں اکبر نے شادی کی۔ ان تدبیروں سے اس نے بہت سے

Marfat.com

راجا اور راج والوں کو اپنا کرلیا ۔ مگر پرتاب نے اطاعت نہ کی اور ملک کی آزادی کو برباد کرنا گوارا نہ کرسکا ۔ اس پر اور راجپوت راجا اس سے جل کر لڑنے کو سامنے ھو گئے ۔

وہ همت والا پچیس برس ایسی لڑائیوں میں پھنسا رھا جن میں اس کی طاقت اور حریف کے زور میں پاسنگ کی نسبت نہ تھی ۔ اس پر بھی کبھی میدانوں میں دھاوے مارتا اور جو سامنے آتا اسے فنا کرتا ۔ کبھی ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر جا نکلتا ۔ کنبے کو پہاڑی اناجوں سے پالتا ۔ وہ بھی نہ ھوتا تو جنگل کے پھل پیداوار سے گزارا کرتا ۔ اکبر بھی اس کی جواں مردی اور استقلال کو مان گیا ۔ بہت چاھا کہ با عزت صلح کرلے ، اور شادی کا پیغام بھی بھیجا ۔ مگر اس نے یہ ذلت نہ اٹھائی اور ھر بات کا دو ٹوک جواب دے دیا ۔ جو جو معرکے اس نے جیتے ، آج تک راجپوتوں کی زبانوں پر ھیں ۔ انھی میں سے ھلدی گھاٹ کی لڑائی تھی ۔ اس میں عجیب طور سے دشمنوں کے ھاتھ سے بچا ۔

اکبر کا بیٹا سلیم بڑی جنگی فوج اور بھاری توپ خانہ لئے ھلدی گھاٹ کے میدان میں پڑا تھا ۔ پرتاب نے بائیس ھزار راجپوت سے اس کا مقابلہ کیا ، اور ایک گھاٹی پر روکا ۔ لڑائی کا میدان گرم ھوا ۔ وہ اپنے اصیل

Marfat.com

گھوڑے پر سوار تھا، کہ چیتک اس کا نام تھا۔ جدھر لڑائی کا زور دیکھتا تھا وہیں گھوڑا اڑا کر پہنچتا تھا۔ آخر بادشاہی سواروں اور سپاہیوں کو کاٹتا چھانٹتا شہزادے تک جا پہنچا، کہ ہاتھی پر سوار بیچوں بیچ لشکر میں سپہ سالاری کر رہا تھا۔ وہ موت کا نشانہ تھا۔ لیکن ایک صندوقی ہودے میں بیٹھا تھا جس پر فولادی چادریں منڈھی ہوئی تھیں۔ اس لئے بچ گیا۔ پرتاب کی کوشش بیکار تھی کہ برچھے کے کوچے سے اس کا کام تمام کرنا چاہا تھا۔ اصیل گھوڑے نے بھی اپنے سوار کا خوب ساتھ دیا۔ لڑائی کی تصویر اس وقت کے مصوروں نے اس طرح کھینچی ہے کہ گھوڑا الف ہے۔ اس کا ایک پاؤں ہاتھی پر ٹکا ہوا ہے۔ اور پرتاب شاہزادے پر بھالا مارا چاہتا ہے۔

سلیم کی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ مگر مہاوت بچارے پر بلا ٹل گئی۔ ہاتھی پھر کر بھاگا اور سلیم کو لے کر نکل گیا۔ پھر بھی راجپوت اور بادشاہی سپاہی بڑے زور شور سے وہیں لڑتے رہے۔ پرتاب نے سات زخم کھائے۔ تین دفعہ گھرا اور نکلا۔ اخیر دفعہ قریب تھا کہ کام تمام ہو جائے۔ یہ حال دیکھ کر جھالا واڑ کے سردار نے چاہا کہ اپنی جان جائے۔ مگر پرتاب کسی طرح بچ جائے۔ اس نے پرتاب کی راجگی

Marfat.com

کا نشان یعنی سورج مکھی لی اور ایک طرف کو چلا۔ بادشاہی سپاہیوں نے جانا کہ پرتاب یہی ہے۔ سب اس کی طرف ٹوٹ پڑے اور لڑائی کا زور ادھر جا پڑا۔ وہ بچارا اپنے ساتھیوں سمیت وہیں کام آیا۔ مگر پرتاب جہاں گھرا تھا، وہاں سے صاف نکل گیا۔ راجپوت ناحق جان توڑ کر لڑے۔ اور بائیس ہزار جوانوں میں سے صرف آٹھ ہزار جیتے رہے۔

اب پرتاب اکیلا میدان سے چلا۔ زخموں سے نڈھال تھا اور باوفا چٹک پر سوار تھا۔ دو مسلمان سرداروں نے پہچان کر اس کے پیچھے گھوڑے پھینکے۔ ان کے گھوڑے اسے لیا چاہتے تھے کہ ایک پہاڑی نالا سامنے آیا۔ بہادر چٹک اس پر سے صاف اڑ گیا اور دشمن پیچھے رہ گئے۔ مگر یہ مہلت کوئی دم ہی کی تھی۔ نالے سے نکل کر پھر حریف پیچھے آن لگے۔ چٹک بھی دن بھر کی محنت سے ہار گیا تھا اور اپنے سوار کی طرح زخمی ہو رہا تھا۔ اب اس کی قوت بھی گھٹنے لگی۔ پرتاب کو بچنے کی آس نہ رہی، دشمن مارا مار چلے آتے تھے۔ سخت پتھروں پر گھوڑوں کے سموں کی کھڑکھڑاہٹ سے معلوم ہوتا تھا کہ اب آن پہنچے۔ یکایک ایک راجپوت کی آواز آئی۔ او نیلے گھوڑے کے سوار! پھر کر دیکھے تو ایک ہی سوار ہے۔

Marfat.com

اور وہ سکٹ اس کا بھائی ہے ۔

سکٹ بچپن میں کسی بات پر خفا ہو کر گھر سے نکل گیا تھا، اور ایسا بگڑا تھا کہ بھائی کے ساتھ ملک سے بھی بیزار ہو گیا تھا ۔ اکبری فوج میں آ کر نوکر ہوا تھا ۔ اور اپنے ہی بھائی بندوں سے لڑا کرتا تھا ۔ مگر اس وقت جو میدان میں بھائی کی بہادری اور جانبازی دیکھی تو اس کا دل بھر آیا ۔ پھر دو دشمن اس کے پیچھے دیکھے ۔ اور وہ اور گھوڑا دونوں گھائل تھے ۔ سکٹ لہو کے جوش سے بے قرار ہو کر دوڑا ۔ دونو سواروں کو مار گرایا اور ایک عمر کے بعد دو بھائی پھر ہاتھ پھیلا کر گلے ملے ۔ اتنے میں چٹک بے حال ہو کر گرا اور گرتے ہی دم نکل گیا ۔ سکٹ نے اپنا گھوڑا دیا اور اتنا کہہ کر رخصت ہوا کہ کوئی موقع ہوگا تو پھر آن ملوں گا ۔

بادشاہی فوج میں سب کھڑے دیکھ رہے تھے کہ اب ہمارے سوار پرتاب کو باندھے لئے آتے ہیں ۔ سکٹ کو اکیلا آتا دیکھ کر حیران ہوئے اور سیدھا شہزادے کے سامنے لے گئے ۔ اس نے پوچھا کہ ہمارے سردار کیا ہوئے ؟ عرض کی کہ پرتاب انہیں مار کر نکل گیا ۔ بلکہ میرا گھوڑا بھی مارا گیا ۔ میں ان ہی میں سے ایک کے گھوڑے پر چڑھ کر آیا ہوں ۔ سلیم کو یقین نہ آیا ۔ الگ لے جا کر کہا کہ سچ سچ کہہ دے ،

Marfat.com

تیری خطا بھی ہوگی تو معاف کردوں گا۔سکٹ نے جو حال تھا، صاف صاف کہہ دیا۔سلیم بھی وعدے کا پورا تھا۔سکٹ کو کچھ نہ کہا مگر لشکر سے رخصت کر دیا اور وہ اپنے بھائی کے ساتھ جا ملا۔

نوٹ۔ تیسری کتاب کے قدیم ایڈیشنوں میں حصہ نظم نہیں تھا۔ بعد میں حصہ نظم بھی شامل کر دیا گیا۔ یہ اضافہ آزاد کا نہیں ہے۔

Marfat.com

حصۂ چہارم

اردو کی چوتھی کتاب

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

	صفحہ
جانوروں کا بیان	
بکری	۵
شیر	۹
لگڑ بگڑ یا چرخ	۲۰
ریچھ	۲۳
گلہری	۲۸
چھچھوندر	۳۱
کنگرو	۳۴
سیل یا دریائی بچھڑا	۳۷
پرندوں کا بیان	
الو	۴۲
جھانپل یا کال کلچی	۴۷
نیل کنٹھ	۵۰
بیا	۵۴
شکر خورہ یا پھل سنگھی	۶۰
کٹھ پھوڑا	۶۳
بٹیر	۶۷
حواصل	۷۱

Marfat.com

	صفحہ
کلنگ	۷۳
شتر مرغ	۷۷

کیڑوں کا بیان

ریشم کا کیڑا	۸۱
شہد کی مکھی	۸۸
دیمک	۹۷
لاکھ کا کیڑا	۱۰۲
مگرمچھ	۱۰۶
موتی	۱۱۳

درختوں کا بیان

نارنگی یا رنگترہ	۱۲۰
پوست	۱۲۵
گلاب	۱۳۱
صندل یا چندن کا درخت	۱۳۷
دیودار یا دیار کا درخت	۱۴۱
بانس	۱۴۹
چاند	۱۵۵

Marfat.com

جانوروں کا بیان

بکری

گائے کا بیان تم پڑھ چکے ہو۔ اسی کی طرح بکری کے معدے میں بھی چار خانے ہیں۔ تمہیں یاد ہے؟ جگالی بھی ویسی ہی کرتی ہے۔ کھر بھی بیچ میں سے پھٹے ہوئے ہیں۔ اس کے سینگ کھوکھلے ہیں۔ گائے، بھینس، بھیڑ، ہرن کے سینگ بھی ایسے ہی ہیں۔ ان سب کے نیچے کے جبڑے میں چھ دانت، دو کچلیاں اور بارہ ڈاڑھیں ہیں۔ چھ ادھر، چھ ادھر۔ اوپر کے جبڑے میں فقط بارہ ڈاڑھیں ہیں۔ سامنے کے دانت اور کچلیاں کچھ نہیں، مگر مسوڑے موٹے اور سخت ہیں۔ نہیں تو کھاتے وقت نیچے کے دانت اوپر چبھ کر انہیں زخمی کر دیتے۔

عام بکریاں جن کے ریوڑ کے ریوڑ شہر اور گاؤں میں پھرتے نظر آتے ہیں، ان سے تمہارے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں۔ کیسا مزے کا دودھ دیتی ہیں! بہت لوگ ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ جوان بکری کا گوشت ذرا سخت اور ریشے دار ہوتا ہے۔ بچے کا گوشت اس ملک میں لوگ بڑی چاہت سے کھاتے ہیں۔

Marfat.com

جب اس میں اچھے اچھے مصالح ڈال کر قورما یا پلاؤ پکاتے ھیں تو بہت ھی مزے کا ھوتا ھے۔

بکری کے ایک جھول میں اکثر ایک یا دو بچے ھوتے ھیں۔ دودھ اپنی بساط سے زیادہ دیتی ھے۔ وہ طبیعت کی ایسی مضبوط ھے کہ سردی یا گرمی ذرا نہیں مانتی ۔ کیسی ھی سخت گرمی ھو اور کیسا ھی کڑکڑاتا جاڑا پڑے، اسے سب برابر ھے۔ رستوں کے کنارے اور میدانوں میں ادھر ادھر سے چر چگ کر پیٹ بھر لیتی ھے، اور جانور ھو تو بھوکا مر جائے۔ یہ بڑی چست و چالاک ھے۔ پہاڑوں پر جہاں انسان پہنچ نہیں سکتا وھاں یہ جا پہنچتی ھے۔ جس بلندی پر چڑھ کر سر چکرا جائے وھاں بے کھٹکے قلانچیں مارتی پھرتی ھے۔ کبھی ایک درخت کے ترچھے تنے پر کھڑی نظر آتی ھے کہ اس کی نرم نرم ننھی ننھی کوپلیں چن چن کر کھائے۔ ھری ھری کوپلیں اسے بہت بھاتی ھیں، اس لئے نئے پودوں کے لئے ایک آفت ھے۔ لیکن نہ ملیں تو کچھ پروا بھی نہیں۔ جو پاتی ھے، وھی کھا لیتی ھے۔ چارے کی کمی ھو تو آک اور اس سے بھی گئی گزری تھوھڑ کی کڑوی پتی ھی کھا کر گزارا کرلیتی ھے۔

عام بکریوں کے بال موٹے اور سخت ھوتے ھیں۔

Marfat.com

یا تو ان سے رسے بناتے ھیں یا زین کی بھرتی میں بھرتے ھیں۔

تبت، لداخ اور کشمیر کے شمالی پہاڑوں میں ایک قسم کی بکریاں ھوتی ھیں۔ ان کے نرم نرم بالوں کو جو کھال سے ملے ہوئے ھوتے ھیں پشم کہتے ھیں۔ یہ نہایت خوب صورت، مہین اور آب دار ھوتے ھیں۔ کشمیری شال دوشالے جو سارے جہان میں مشہور ھیں، اور کشمیری پشمینہ انہی سے بنتا ھے۔ کہتے ھیں کہ کم سے کم دس بکریوں کی پشم میں ڈیڑھ گز مربع شال بنی جاتی ھے۔ لمبے اور موٹے بال جو اوپر ھوتے ھیں وہ پشم کی نسبت کام میں کم آتے ھیں۔ یہ بکریاں جن اونچے اونچے پہاڑوں پر رھتی ھیں وھاں جاڑا بہت ھوتا ھے۔ یہ پشم کی ملائم تہ بڑے بالوں کے نیچے اس لئے کھال سے ملی ھوئی خدا نے پیدا کی ھے کہ انہیں سردی نہ ستائے۔

ایک قسم کی جنگلی بکریاں ھمالیہ کے اونچے اونچے پہاڑوں پر رھتی ھیں جہاں انسان کا گزر بھی مشکل ھے۔ وھی شکاری ان کا شکار کرتے ھیں جو بڑے جفاکش ھوتے ھیں اور اونچے اونچے پہاڑوں پر چڑھنے کی بڑی مہارت رکھتے ھیں۔ وہ عام بکریوں سے بڑی ھوتی ھیں۔ ان کے سینگ خوب صورت لمبے، اور خم دار ھوتے ھیں۔

Marfat.com

وھاں کے لوگ ان سینگوں کو مندروں کی دیواروں پر لگا دیتے ھیں، اور شکاری بھی ان کو گھروں میں سجا کر اپنے کمال کی سند دکھاتے ھیں۔ پنجاب کے پہاڑوں میں جہاں سے ستلج نکلتا ھے اس بکری کو کھیل کہتے ھیں ، اور خاص کشمیر میں سکین۔

اس کی پشم سے موزے، دستانے اور ایک طرح کا مہین اور عمدہ پشمینہ بنتا ھے۔ پہاڑوں میں اس کے اوپر اوپر کے بالوں سے رسے اور خیموں کے لئے موٹے کمل بناتے ھیں۔

مغربی ھمالیہ اور افغانستان کے پہاڑوں میں ایک بکرا مار خور مشہور ھے۔ اس کا ڈیل ڈول بہت بڑا ھے۔ چار فٹ کے قریب اونچا ھوتا ھے۔ گویا خاصا ٹٹو ھے۔ اس کے سینگوں پر ایک شان برستی ھے۔ وہ چار چار فٹ تک لمبے ھوتے ھیں۔

Marfat.com

شیر

یہ بڑا خوب صورت، بانکا اور شہ زور جانور ہے۔
تم تیسری کتاب میں پڑھ چکے ہو کہ اس کی بعض باتیں بلی، چیتے، تیندوے سے ملتی ہیں۔ یعنی اس کے ناخن بھی ان جانوروں کی طرح پنجے کے اندر چھپے رہتے ہیں۔ جب چاہتا ہے نکل آتے ہیں۔ زبان بھی کھردری ہے کہ جو گوشت ہڈیوں میں چمٹا ہو اس سے کھرچ لیتا ہے۔ انہی کی طرح انگلیوں کے بل چلتا ہے۔ انگلیوں کے نیچے کی طرف نرم نرم گوشت بھی ہے کہ چلے تو پاؤں کی آہٹ نہ ہو۔ انہیں کی سی آنکھیں ہیں کہ دن رات برابر دیکھتی ہیں۔ ویسے ہی کان ہیں کہ ذرا سی آہٹ ہو تو جھٹ سن لیتے ہیں۔ شیر اگرچہ بلی کی طرح درخت پر نہیں چڑھ سکتا لیکن نہایت چالاک ہے۔ لمبی لمبی چھلانگیں مار سکتا ہے۔ اس کی ہر چال میں خوش نمائی اور بانکپن پایا جاتا ہے۔

رنگ گہرا زرد ہوتا ہے مگر چمکیلا۔ اس پر سیاہی مائل دھاریاں، پیٹ، چھاتی اور گردن کی پشم سفیدی لئے۔ کلے کے دونوں طرف کے لمبے لمبے بال بھی ویسے ہی ہوتے ہیں۔ پورے قد کا شیر سر سے دم

Marfat.com

کے سرے تک اکثر تو نو یا ساڑھے نو فٹ ہوتا ہے، بعض دس فٹ بھی۔ کبھی کبھی گیارہ بارہ فٹ تک بھی دیکھنے میں آیا ہے۔

شیر ہندوستان کے جنگلوں، بنوں اور چھوٹے چھوٹے پہاڑوں میں ہوتے ہیں، اور اکثر گھنی جھاڑیوں میں رہا کرتے ہیں۔ یا لمبی لمبی گھاس میں، یا دریا کے کنارے جھاڑ جھنکاڑوں میں۔ بعض دفعہ پرانے مندروں پر یا پرانے کھنڈروں کی دیواروں پر تین چار اکھٹے پڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یوں تو ایشیا کے اور ملکوں میں بھی شیر ہوتے ہیں، مگر ہندوستان میں سب جگہ سے زیادہ ہیں۔

شیرنی ایک جھول میں دو سے چار تک بچے دیتی ہے اور جنگل میں اکثر ایسی جگہ جنتی ہے جہاں گھنی جھاڑیاں وغیرہ ہوں۔ بچے جب تک آپ شکار نہیں کر سکتے ماں کے ساتھ رہتے ہیں۔ اسے بچوں سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ اس کا بچہ کوئی اٹھا لے جائے تو تین چار رات برابر وہیں آس پاس پڑی رہتی ہے، اور غصے کے مارے ڈکرایا کرتی ہے۔

ایک صاحب کے نوکروں کو جنگل میں شیر کے چار پلے مل گئے۔ وہ ان میں سے دو اٹھا لائے اور اپنے آقا کی نذر کئے۔ آقا نے طویلے میں بھیج دئے۔

Marfat.com

بچے وہاں کئی رات چیختے رہے۔ آخر ماں کو پتا لگ گیا وہ ایسی غصے میں بھری ہوئی پہنچی کہ گویا سارے طویلے کو فنا کردے گی۔ مالک کا بھی جی نہ چاہا کہ بچوں والی کو گولی سے مار ڈالے مگر اس کے مارے بغیر بچوں کو رکھ بھی نہ سکتا تھا۔ ناچار بچوں کو چھوڑ دیا۔

شیر مویشی کے شکار کا عاشق ہوتا ہے مگر جنگلی سور، سابر، چیتل اور جنگلی جانوروں کو بھی مار لیتا ہے۔ جوان شیر بڑا ظالم ہوتا ہے اور بعض وقت چار چار پانچ پانچ گایوں کو ایک ہی دفعہ مار ڈالتا ہے۔ مگر بوڑھا شیر اکثر اپنی بھوک کے موافق شکار کرلیتا ہے۔ حقیقت میں شیر ڈرپوک جانور ہے۔ جب کوئی اس کا مقابلہ کرتا ہے تو ٹل جاتا ہے۔ ہاں جب زخمی یا جھلایا ہوا ہوتا ہے تو ہٹتا بھی نہیں۔ اکثر دن بھر تو چھپا رہتا ہے، رات کو شکار کی گھات میں بیٹھتا ہے، اور جب کوئی جانور کسی ندی یا تالاب پر پانی پینے جاتا ہے تو ایک چھلانگ مارتا ہے اور بے خبر آن دباتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیر نے جنگلی سؤر پر حملہ کیا اور اس نے اپنے لمبے لمبے تیز دانتوں سے جو باہر نکلے ہوتے ہیں اسے پھاڑ ڈالا۔ شیر جب مویشی کے ریوڑ پر حملہ کرتا ہے تو بعض وقت وہ اس

Marfat.com

کے بس میں نہیں آتیں ، بلکہ سامنا کرکے مار ہٹاتی ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ بھینسوں کا ریوڑ چر رہا تھا اور ایک گڈریے کا لڑکا ان کے ساتھ تھا۔ شیر نے لڑکے کو آپکڑا۔ ساری بھینسیں شیر پر پل پڑیں اور لڑکے کو چھڑا لیا۔ ایک دفعہ کسی شیر نے بہت دن تک کچھ نہ کھایا تھا۔ بہت دبلا ہو گیا تھا۔ ایک شکاری نے اس کا شکار کیا۔ دیکھے تو ایک سیہ کا کانٹا حلق میں اٹکا ہوا ہے۔ کہیں سیہ کو پکڑا ہوگا۔ کانٹا حلق میں اٹک گیا۔ جبھی اس سے کچھ نگلا نہ جاتا تھا۔ شیر کو اکثر اپنے شکار کا گوشت بہت بھاتا ہے، مگر بعض دفعہ مردار بھی کھا لیتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی صاحب نے ایک شیرنی کے گولی ماری اور جانا کہ وہ مر گئی۔ آپ خیمے میں چلے آئے اور اس کی لاش لانے کے لئے ایک ہاتھی بھیجا۔ آدمی پھر کر گئے اور کہا کہ وہ تو ابھی زندہ ہے۔ دوسرے دن صاحب خود گئے۔ دیکھا کہ ایک شیر اسے گھسیٹ کر کھائی میں لے گیا۔ اور آدھا ایک کھا گیا۔ صاحب نے شیر کو بھی مار ڈالا۔

شیر اکثر آدمی پر حملہ نہیں کرتا۔ ہاں لہو منہ کو لگ جاتا ہے تو ہمیشہ اسی کی تاک میں رہتا ہے۔ دکن میں بعض جگہ ایسا بھی ہوا ہے کہ گاؤں کے لوگ

Marfat.com

سائبانوں میں پڑے سوتے تھے، شیر آیا اور ایک آدھ کو اٹھا لے گیا۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ شیر بڈھا ہو جاتا ہے، دانت کند ہو جاتے ہیں۔ طاقت جاتی رہتی ہے تو آدمی ہی کا شکار کرتا ہے کیونکہ جانوروں کی نسبت آدمی آسانی سے قابو میں آجاتا ہے۔

تم یہ جانتے ہی ہو کہ جن موت کے ماروں کو شیر پکڑ کر لے گئے ان میں سے شاید ہی کوئی جیتا بچا ہوگا جس سے حال معلوم ہوتا۔ مگر ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض قسمت والے اس ظالم کے پنجے سے بچ نکلے ہیں، پر عجیب طور سے۔ ایک لڑائی کے موقع پر چھ سو سپاہی کوچ کئے جاتے تھے۔ رات کو ذرا دیر کر منزل پر پہنچے۔ خیموں کے پاس ہی ایک بڑا گھنا بن تھا۔ کمانیر تھکا ماندہ تھا۔ چاہتا تھا کہ دو چار گھنٹے نیند لے لے، مگر لیٹا ہی تھا کہ بندوق کی آواز آئی۔ چونک پڑا اور دوڑ کر ڈیرے کے دروازے پر آیا۔ سنتری سے کھڑا پوچھ رہا تھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی۔ اتنے میں ایک بڑا سا شیر ایک سپاہی کو منہ میں لئے چھلانگیں مارتا سامنے سے نکل گیا۔ سنتری نے جھٹ گولی ماری۔ شیر نے ایک لمبی سی جست کی اور جھپٹ کر نکل گیا۔ کمانیر، سنتری، کچھ اور سپاہی جو آن پہنچے تھے سب اس کے پیچھے دوڑے، اور

Marfat.com

جہاں جہاں زمین پر خون ٹپکا تھا، اس کے نشان پر کئی سو قدم تک گئے۔ مگر کسی کو سپاہی بچارے کی امید نہ رہی۔ اتنے میں اس زور سے شیر دڑوکا کہ آس پاس کے پہاڑ گونج اٹھے۔ فوراً انہی جھاڑیوں میں کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر ایک للکار کی آواز آئی۔ بڑھ کر دیکھیں تو میاں سپاہی لنگڑاتے چلے آتے ہیں۔ حال دریافت کیا۔ معنوم ہوا کہ وہ غریب بکٹ کے سپاہیوں کے لئے کھانا لے گیا تھا۔ پھرا ہوا آتا تھا کہ جھاڑیوں میں کچھ سرسراہٹ معلوم ہوئی۔ ابھی پھر کر دیکھنے نہ پایا تھا کہ شیر نے اس زور سے آن دبایا کہ بے ہوش ہوگیا۔ کئی لمحے تک اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہی۔ مگر جب گولی کی آواز کان میں پہنچی اور ران میں درد معلوم ہوا، اس وقت ہوش آیا تو دیکھا کہ شیر کے منہ میں ہے۔ کسی نے شیر کے گولی ماری تھی وہ اس کے لگی ہے۔ مگر خیر یہ تھی کہ اب تک شیر نے کوئی زخم اس پر نہ لگایا تھا۔ فقط کپڑے اور توش دان ہی اس کے منہ میں آیا تھا۔ غرض سپاہی نے جوں توں کرکے اپنی سنگین نکالی اور شیر کے بدن میں گھونپ دی۔ شیر نے ایک طرف کو چھلانگ ماری۔ سپاہی اس کے منہ سے چھوٹ گیا لیکن ظالم نے فوراً آکر پھر پکڑ لیا بچارے سپاہی کا یہ عالم ہوا کہ

Marfat.com

سانس لینا دشوار ہو گیا۔ لیکن اب وار کا موقع ایسا تھا کہ چاہے تو ایسی جگہ زخم پہنچائے جس سے شیر کا کام ہی تمام ہو جائے۔ اس نے مونڈھے کے پیچھے کئی کوچے خوب زور سے مارے۔ آخر ایسا کاری زخم لگا کہ شیر لڑکھڑا کر گرا اور زمین پر تڑپنے لگا۔ زخمی سپاہی سمجھا کہ اب میں اس ظالم کے پنجے سے چھوٹا۔ زمین سے اٹھا ہی تھا کہ شیر ایک خوف ناک دھاڑ مار کے اٹھا اور جھپٹ کر اپنے شکار کو پکڑنا چاہا مگر آپ ہی کروٹ کے بل گر پڑا اور پلٹی کھا کر سپاہی کے پاؤں کے سامنے آ رہا۔ اس نے جھٹ سنگین اس کے جگر میں گھونپ دی۔

ہندوستان اور ایشیا کے اور ملکوں میں بھی شیر کے پکڑنے کی کئی ترکیبیں ہیں۔ بعض دفعہ ایک بڑا گہرا گڑھا کھودتے ہیں اور اس طرح اوپر سے ڈھانک دیتے ہیں کہ خاصی زمین معلوم ہوتی ہے۔ بعض وقت جنگل میں اس کے رستے پر زہر میں بجھے ہوئے تیر اس طرح لگا دیتے ہیں کہ جب شیر ان پر سے گزرتا ہے تو وہ آلگتے ہیں۔ بعض دفعہ بھاری شہتیر اس طرح دھر دیتے ہیں کہ ذرا شیر کے پاؤں سے رسی دبی اور شہتیر اس پر آن گرا۔ مدراس احاطے کے ایک مقام میں یہ ترکیب کرتے ہیں کہ بہت سے آدمی

Marfat.com

جمع ہوکر شیر کو گھیر لاتے ہیں اور ہانکتے ہانکتے ایک جال میں لا پھنساتے ہیں - پھر برچھیوں سے اس کا کام تمام کردیتے ہیں - بعض جگہ ایسا بھی کرتے ہیں کہ جس جانور کو شیر مار کر کھاتا ہے اور باقی پھر کھانے کے لئے چھوڑ جاتا ہے - اس میں زہر ملا جاتے ہیں - جب شیر پھر آن کر کھاتا ہے تو زہر چڑھ کر مر جاتا ہے - کبھی ایسا کرتے ہیں کہ جہاں شیر کسی گائے بیل کو تازہ تازہ مار کر ڈال جاتا ہے - شکاری وہاں کسی درخت یا مچان پر بیٹھ جاتے ہیں - کبھی آپ ہی جیتا بیل لا کر باندھ دیتے ہیں - جب شیر آتا ہے تو گولی سے مار لیتے ہیں -

چین میں ایک عجیب کل سے شیر کو پکڑتے ہیں - جہاں شیر کی آمد و رفت دیکھتے ہیں وہاں ایک صندوق میں بڑا سا آئینہ لگا کر رکھ دیتے ہیں شیر اس میں اپنی شکل دیکھ کر صندوق کے پاس آتا ہے اور اندر جا کر جھٹ پھنس جاتا ہے -

ملایا ایک ملک ہے وہاں کے لوگ اور ہی ترکیب کرتے ہیں - لاسے کی طرح ایک چپکتی ہوئی چیز لے کر اس میں زہر ملاتے ہیں - اسے چوڑے چوڑے پتوں میں ملتے ہیں اور شیر کے رستے میں بچھا دیتے ہیں - جب وہ ادھر کو آتا ہے اور پتوں پر پاؤں رکھتا ہے تو ایک

Marfat.com

آدھ پتہ پنجے میں چپک جاتا ہے وہ اسے دوسرے پنجے سے چھڑانا چاہتا ہے تو اور پتے پنجوں میں چمٹ جاتے ہیں۔ شیر دق ہوکر پنجے منھ سے ملتا ہے۔ اس سے چہرے پر بھی پتے لگ جاتے ہیں۔ وہ جھنجھلا کر زمین پر لوٹنے لگتا ہے۔ پھر تو سارے جسم پر پتے چمٹ جاتے ہیں۔ اور جب بدن کو کھجاتا ہے اور رگڑتا ہے تو وہ زہر ملا ہوا لاسا کچھ آنکھوں میں بھی گھس جاتا ہے۔ شیر اندھا ہو جاتا ہے آخر درد سے تنگ آکر ڈکراتا ہے۔ شکاری بھی آس پاس گھات میں لگے رہتے ہیں۔ آواز سنتے ہی پہنچتے ہیں اور بچارے کا کام تمام کر دیتے ہیں۔

ہندوستان کے شمالی علاقوں میں وہاں کے سردار اور انگریزی افسر اکثر ہاتھیوں پر چڑھ کر شیر کا شکار کیا کرتے ہیں۔ اور جنوبی اضلاع اور وسطی ہند میں اکثر پا پیادہ گولی سے مارا کرتے ہیں۔ مگر یہ بڑی جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہاتھیوں پر شکار کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ان کی صف باندھ کر جنگل میں بڑھے چلے جاتے ہیں۔ جہاں شیر نظر آتا ہے جھٹ گولی مارتے ہیں۔ شیر جب زخمی ہو جاتا ہے تو اکثر جھنجھلا کر جھپٹتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھبک کر آتا ہے کہ ہاتھی اپنے سوار کو لئے نوک دم بھاگ جاتا ہے۔ مگر جو ہاتھی شکار پر لگے ہوتے ہیں وہ ڈٹے رہتے ہیں۔

Marfat.com

بعض ہاتھی آپ شیر پر جھپٹتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ گھٹنے سے دبا کر مسل ڈالیں مگر اس میں ہودے کے سوار بڑے دق ہوتے ہیں۔ کبھی ان کی جان کے لالے بھی پڑ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ہاتھی نے ایسی ہی ہمت کی۔ صاحب جو ہودے میں سوار تھے، سامنے آپڑے اور اتفاق سے ان کا پاؤں سیدھا شیر کے منہ میں گیا۔ صاحب نے چالاکی خوب کی کہ گرگابی تو شیر کے منہ ہی میں چھوڑی مگر کھینچ گھسیٹ کر پاؤں نکال لیا۔ پھر بھی عمر بھر کے لئے لنگڑے ہو گئے۔

شیر کو بچہ سا پکڑ کر پالیں تو ہل جاتا ہے۔ مگر پھر بھی ڈر ہی رہتا ہے۔ اس قسم کا ایک شیر لاہور کے چڑیا گھر میں تھا۔ بلی کے بچے کی طرح کھیلا کرتا تھا۔ ایسا ہلا ہوا تھا کہ لوگ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اور وہ کچھ نہیں کہتا تھا۔ ایک دفعہ پنجرے سے چھوٹ گیا۔ جمعدار جو محافظ تھا پیچھا کرکے پاس آیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ بابا! تیری بدولت ٹکڑا کھاتے تھے تو نہ آیا تو روٹی گئی۔ کسی کو نقصان پہنچایا تو جان پر بھی آفت آئی۔ آجا! آجا!۔ یہ کہہ کر پگڑی اس کے گلے میں ڈالی اور چڑیا گھر میں لے گیا۔ اگرچہ شیر ان باتوں کو نہیں سمجھا مگر اتنا ضرور جانا ہوگا کہ یہ وہی شخص ہے

Marfat.com

جو مجھے روز محبت سے راتب کھلاتا ہے اور پیار کیا کرتا ہے ۔ ایک دن ایک لڑکا اسی شیر کے پنجرے میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا شیر نے ایک منہ مارا اور ہاتھ اکھیڑ کر کھا گیا ۔ غنیمت یہ ہے کہ لڑکا جان سے بچ گیا۔ پھر بھی کبھی کبھی آیا کرتا تھا کہ جس دوست نے بازو پر نشانی دی ہے اس سے ملاقات کر آؤں ۔

شیر کی بعض چیزوں کے باب میں یہاں کے لوگوں کو کئی وہم ہیں ۔ مثلاً سمجھتے ہیں کہ شیر کی مونچھ کا بال آدمی کو کھلا دیں تو وہ پیٹ میں جا کر ایسا چبھ جاتا ہے کہ آدمی مر ہی جاتا ہے ۔ ہندوستان کے بعض بعض مقاموں میں لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جو شخص شیر کی مونچھیں اپنے پاس رکھتا ہو اس میں عجیب طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ یقین ہے کہ اگر شیر کے ناخن بچوں کے گلے میں باندھ دیں تو نظر یا آسیب کا خلل نہیں ہوتا ۔ شیر کا ناخن چاندی سونے میں منڈھ کر تعویذ سمجھتے ہیں اور زیور کے طور پر پہنتے ہیں ۔

Marfat.com

لگڑ بگڑ یا چرخ

یہ جانور بھی پنجوں کے بل چلتا ہے اور اس بات میں بلی، شیر، تیندوے سے اور کتے، گیدڑ، بھیڑئے سے بھی ملتا ہے۔ بلی، کتے وغیرہ کے اگلے پنجوں میں پانچ انگلیاں ہوتی ہیں، پچھلے پنجوں میں چار۔ اس کے چاروں پنجوں میں چار چار انگلیاں ہیں۔ اور بلی، شیر وغیرہ کی طرح ناخنوں کو پنجے کے اندر سکیڑ نہیں سکتا۔ اگرچہ قد میں بڑے کتے سے کچھ ایسا اونچا نہیں ہوتا مگر چھاتی اور گردن کے پٹھے نہایت مضبوط ہوتے ہیں۔ سخت ہڈیاں اس طرح چباتا ہے کہ دیکھ کر تعجب آتا ہے۔ بلکہ بیل کی ران کی ہڈی کو اس آسانی سے چبا جاتا ہے کہ معلوم بھی نہیں ہوتا۔ گردن کی ہڈیوں پر بڑا زور پڑتا ہے ان کے جوڑ اس طرح وصل ہوتے ہیں کہ گردن ہمیشہ اکڑی رہتی ہے۔ اسی سبب سے لوگ جانتے ہیں کہ اس میں ایک ہی ہڈی ہے۔ پچھلی ٹانگیں ٹیڑھی ہوتی ہیں۔ سر اور کندھوں کی نسبت پچھلا دھڑ اتنا چھوٹا ہے کہ بے ڈھنگا پن دیکھ کر تعجب آتا ہے۔ اسی سبب سے چلنے میں بھی لڑکتا پڑکتا چلتا ہے۔ زبان کھردری ہوتی ہے کان لمبے اور

Marfat.com

نکیلے، دم چھوٹی سی، رنگ خاکستری، زردی مائل۔ اس پر زردی لئے سیاہ دھاریاں، آواز کڑی اور ناگوار۔ کبھی کبھی تو اس طرح بولتا ہے جیسے کوئی چیخیں مار کر ہنستا ہے۔

یہ جانور نالوں اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے غاروں یا سوراخوں میں رہتا ہے۔ اگرچہ بدن کا مضبوط ہوتا ہے مگر بزدل ہے۔ دن کو بھٹ میں سویا کرتا ہے، رات کو شکار کی تلاش میں نکلتا ہے۔ سڑی ہوئی لاشیں کھا کر اپنی جان پالتا ہے۔ زمین کرید کر کچی قبروں میں سے مردے بھی نکال لیتا ہے۔ یہ جانور اگرچہ غلیظ اور گھناؤنا ہے مگر اس سے بڑے بڑے فائدے نکلتے ہیں کیونکہ مرداروں کو نہ کھاتا تو ان کی بو سے ہوا خراب ہو جاتی۔

جب کوئی بیمار یا زخمی جانور جنگل میں پاتا ہے تو کوسوں تک اس کے پیچھے لگا پھرتا ہے اور بڑے صبر سے تاکتا رہتا ہے کہ وہ کب ڈھیر ہو اور میں چٹ کروں۔ جب کسی قسم کا گوشت بھی ہاتھ نہیں آتا تو پودوں کی جڑیں اور تاڑ کی کونپلوں ہی سے گزارا کر لیتا ہے۔ جب کچھ بھی نہیں پاتا تو جھلا ہو کر بڑا خطرناک ہو جاتا ہے۔ آبادیوں کے ادھر ادھر بھولی بھٹکی بھیڑیں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ کتا ملتا ہے تو اسی

Marfat.com

تو پھاڑ کھاتا ہے۔ عورتوں اور بچوں پر بھی وار کر بیٹھتا ہے۔ اس کا بچہ ھاتھ آ جاتا ہے تو آسانی سے ھل جاتا ہے اور پالنے والے سے بہت محبت کیا کرتا ہے۔

Marfat.com

ریچھ

یہ بڑا بھدا جانور ہے۔ لمبے لمبے بال گپھے کے گپھے سر سے پاؤں تک چھائے ہوئے۔ ننھے ننھے کان، لمبوتری تھوتھنی، اکثر چھوٹی سی دم، لمبے اور مضبوط ناخن، کھودنے کے ڈھب کے۔ اسے اکثر اونچی چیزوں پر چڑھنے میں کمال ہے۔ اکثر قسمیں ایسی ہیں کہ ان کے تلووں پر بال نہیں ہوتے۔ ریچھ آدمیوں کی طرح زمین پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں۔ قدم کا نشان بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔ ان میں اور انگلیوں کے بل چلنے والے بلی، کتے، لگڑ بگڑ وغیرہ میں بڑا فرق ہے۔ ریچھ کا تلوا چوڑا اور چپٹا ہے۔ اس لئے پچھلی ٹانگوں پر خاصی طرح کھڑا ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب کوئی دشمن حملہ کرتا ہے تو سیدھا ہو کر ڈٹ جاتا ہے اور خوب لڑتا ہے۔ دشمن کو ہاتھوں سے پکڑتا ہے اور چوڑی چھاتی سے لگا کر ایسا بھینچتا ہے کہ وہ بچارا گھٹ کر مر جاتا ہے۔ اگرچہ ریچھوں کو گوشت کھانے والے جانوروں میں شامل کرتے ہیں مگر ان کی اکثر قسمیں یہ چیزیں زیادہ کھاتی ہیں۔ جڑیں، دانے، میوے، کیڑے، شہد۔ ریچھ دن کو پہاڑوں کی کھوہ، درختوں کے کھوکھ

Marfat.com

اور جھاڑیوں میں چھپے رہتے ہیں - رات کو خوراک کی تلاش میں نکلتے ہیں - ان میں یہ عجیب عادت ہے کہ جب خالی بیٹھتے ہیں، خاص کر کھانے کے بعد تو اپنے پنجے چوستے رہتے ہیں - اس وقت غر غر، غر غر کرتے ہیں - یہ آواز پہاڑوں کے غاروں اور شگافوں سے نکلتی ہوئی دور تک سنائی دیتی ہے -

ریچھ کئی قسم کے ہیں مگر ہندوستان میں تین طرح کے مشہور ہیں - کوہ ہمالیہ کا بھورا اور کالا ریچھ، ایک اور قسم کا کالا ریچھ جو اور مقاموں میں ملتا ہے۔ ان میں سے کوئی ہو، بچہ سا پکڑ لیں تو آسانی سے ہل جاتا ہے۔ لوگ انہیں اکثر سدھاتے ہیں، نچاتے ہیں، بہت سے کرتب سکھاتے ہیں اور بازاروں میں لئے روٹیاں کماتے پھرتے ہیں -

ہمالیہ کا بھورا ریچھ ان تینوں میں بڑا ہوتا ہے - اونچے اونچے پہاڑوں میں برف کے آس پاس رہتا ہے۔ گھاس اور پودوں کی جڑیں اس کا عام کھاجا ہے - جب میوے کا موسم آ جاتا ہے تو پھل کھانے کو جنگلوں میں اتر آتا ہے - سیب، اخروٹ، اور اکثر میوے آبادی کے آس پاس سے بھی اڑا لے جاتا ہے - کیڑے بھی اسے بھاتے ہیں اور انہی کی تلاش میں پتھروں کو الٹا پلٹا کرتا ہے - جاڑے کی آمد میں

Marfat.com

خوب موٹا تازہ ہو کر کسی کھو میں جا بیٹھتا ہے۔ جاڑے بھر وہیں پڑا اونگھا کرتا ہے۔ کھانے پینے کی بھی کچھ پروا نہیں کرتا۔ نکلتے جاڑے یہ بھی نکل آتا ہے اور پھر کھانے پینے لگتا ہے۔

ہمالیہ کا کالا ریچھ بھورے ریچھ کی نسبت بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ گرمی میں پہاڑوں پر اونچی اونچی جگہ رہتا ہے، اور اکثر برف کے آس پاس پھرتا نظر آتا ہے۔ مگر جاڑوں میں جوں جوں برف نیچے پڑنے لگتی ہے، یہ بھی نیچے کی گھاٹیوں میں اترتا آتا ہے۔ مختلف قسم کی جڑیں، اناج اور میوے کھا کر گزارا کرتا ہے۔ میوہ توڑنے کو درختوں پر بھی چڑھ جاتا ہے۔ اسے شہد بہت بھاتا ہے۔ پہاڑی لوگ جو شہد کی مکھیاں پالتے ہیں اور مہالوں کی حفاظت کے لئے اپنی جھونپڑیوں کی دیواروں میں گھر بنا دیتے ہیں یہ کبھی ان میں سے شہد نکال لیتا ہے۔ بعض دفعہ بھیڑ، بکری، کو بھی مار ڈالتا ہے، مگر اکثر گوشت نہیں کھاتا۔ اس کی آنکھوں میں بینائی کم ہے۔ ہاں سونگھنے کی قوت بہت تیز ہوتی ہے۔ ہوا کے رخ سے کوئی اس کی طرف کو چلتا جاتا ہو تو چوکنا ہو جاتا ہے۔ اس پر حملہ کرو تو اکثر بھاگ ہی نکلتا ہے، مگر رستہ نہ پائے تو بڑی سختی سے مقابلہ کرتا ہے۔ اکثر آدمی کے سر پر

Marfat.com

پنجہ مارتا ہے۔ کھوپڑی کی کھال بالوں سمیت اڑا لے جاتا ہے اور چہرے کو ایسا بگاڑ دیتا ہے کہ دیکھے سے ڈر لگتا ہے۔

دوسری قسم کے کالے ریچھ ایسے مقاموں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں جہاں پہاڑیاں، پتھروں کی چٹانیں، اور غار بہت ہوتے ہیں۔ ایسے ریچھوں سے نقصان کا خطرہ بہت ہوتا ہے۔ یہ وندھیا چل پہاڑ میں بہت ہوتے ہیں۔ اکثر لکڑھاروں پر آ پڑتے ہیں، اور جب کوئی ان کا پیچھا کرتا ہے تو ریچھنی اپنے بچے کو پیٹھ پر ڈالتی ہے اور بچا لے جاتی ہے۔ یہ چیونٹیاں، دیمک چھوٹے چھوٹے کیڑے، شہد، کھجور اور میوے کھا کر گزارا کرتے ہیں۔ کبھی پرندوں کے گھونسلے اجاڑتے ہیں اور ان کے انڈے کھا جاتے ہیں۔ ان میں سانس کھینچنے کی بڑی قوت ہوتی ہے۔ جہاں دیمک کے گھر ہوتے ہیں، یہ ہاتھوں کے پنجوں سے مٹی کریدتے ہیں۔ پھونک سے اڑا دیتے ہیں اور تھوتھنی کو سوراخ پر رکھ کر ایسا سانس کھینچتے ہیں کہ دیمک کو بچوں سمیت دور سے چڑھا جاتے ہیں۔

سفید ریچھ سب ریچھوں سے بڑا ہوتا ہے۔ بحر شمالی جو یہاں سے بہت دور ہے اس کے کناروں پر شرف چھائی رہتی ہے اور سمندر میں بھی پہاڑ یخ

Marfat.com

کے پڑے رہتے ہیں۔ اکثر کوسوں تک پانی جمع رہتا ہے۔ وہاں ایسے ریچھ رہتے ہیں۔ ان کے تلووں پر موٹے موٹے بال ہوتے ہیں۔ اس سبب سے پھسلنی برف پر خوب دوڑ سکتے ہیں۔ پانی میں تیرتے بھی ہیں اور غوطہ بھی لگا جاتے ہیں۔ کبھی کبھی خرگوش کو پکڑ لیتے ہیں اور پرندوں کے ننھے ننھے بچے نکال کر کھا جاتے ہیں۔ مگر ان کی خوراک اکثر مچھلی یا دریائی بچھڑا ہے۔ یہ بھی ایک عجیب جانور ہے۔ اس کا حال بھی آگے آتا ہے۔

Marfat.com

گلہری

یہ عجیب چلبلی اور چنچل ہے۔ ہندوستان میں کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ہر قسم کا قد اور رنگ الگ الگ ہے۔ مگر خاکستری رنگ کی چھوٹی گلہری اکثر جگہ دیکھنے میں آتی ہے۔ اس کی پیٹھ پر سیاہی مائل دھاریاں ہوتی ہیں۔ اس کی ترت پھرت دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ وہ بڑی شوخ اور چالاک ہے۔ نہایت نڈر اور بے پروا۔ دیکھتی ہے کہ کتا گھات لگائے آتا ہے مگر انجان بن جاتی ہے۔ جب سر ہی پر آ پہنچتا ہے تو چلچلاتی بھاگتی ہے۔ ادھر ادھر کسی درخت پر لپک کر چڑھ جاتی ہے اور بے بس دشمن کی طرف مڑ کر دیکھتی جاتی ہے گویا کھجانے کو منہ چڑھاتی ہے۔

جب کسی درخت کی ٹہنی پر اکڑو بیٹھتی ہے اور ننھے ننھے پنجوں میں کوئی سخت میوہ لئے ہوتی ہے، تو دیکھو! لمبے لمبے تیز دانتوں سے اس کے سخت چھلکے کو کیونکر کترتی ہے۔ اس کے کترے ہوئے پھل یا کسی دانے کو اٹھاؤ، دیکھو، جن دانتوں سے کترا ہے کیسے ان کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ تمہیں خرگوش کا بیان یاد ہے؟ یہ بھی خرگوش، چوہے اور چھپا کی طرح کترنے والے جانوروں میں سے ہے۔

Marfat.com

کیسی ہی سخت چیزیں ہوں مگر ایسی کم ہوں گی جس میں اس کے چھینی سے تیز دانت بیٹھ نہ جائیں۔

تم ضرور کہو گے کہ جب گلہری اور کترنے والے جانوروں کی طرح ہمیشہ دانت چلائے جاتی ہے اور سب طرح کی سخت چیزوں کو کترتی رہتی ہے تو وہ گھس کر کند کیوں نہیں ہو جاتے۔ بڑھئی اپنی چھینی کو، موچی اپنی ستالی کو تیز کرتا ہے اور جو تیز دھار والا اوزار ہے، گھستے گھستے کند ہو جاتا ہے۔ گلہری تو اپنے دانتوں کو کبھی تیز بھی نہیں کرتی۔ ہاں وہ نہیں کرتی۔ خدا نے اس کے دانت عجب حکمت سے بنائے ہیں۔ ان کے باہر کا رخ بہت سخت ہے، اس لئے کم گھستا ہے۔ اندر کی طرف نرم ہے۔ وہ جوں جوں گھستی ہے، دانت سلامی ہوتے جاتے ہیں اور سامنے کی طرف دھار تیز رہتی ہے۔ جب تم ہندوستانی قلم بناتے ہو تو دیکھو، ایک پہلو سے چھیلتے جاتے ہو۔ دوسری طرف تیز اور پتلی ہوتی جاتی ہے۔ پھر تم کہو گے کہ جب گھستے ہیں تو رفتہ رفتہ چھوٹے ہو جائیں گے۔ بے شک یہی ہوتا مگر کترنے والے جانور جب تک جیتے ہیں، دانت بڑھتے رہتے ہیں۔ اور جانوروں کے دانت جو نکلنے ہوتے ہیں ایک ہی دفعہ نکل چکتے ہیں۔

گلہری زیادہ تر درختوں ہی میں رہتی ہے۔

Marfat.com

گھاس، اون، روئی، گودڑ وغیرہ سے گھونسلا بنالیتی ہے۔ اکثر درخت کے کھوکھ میں، کبھی چھجوں میں یا چھپر میں یا چھت کی کڑیوں میں گھر بناتی ہے۔ کلیاں، گریاں، میوہ کھا کر گزارا کرتی ہے۔ اکثر روٹی کے ٹکڑے، اناج کے دانے لینے کو گھروں میں بھی آ جاتی ہے۔ خوراک کی تلاش میں زمین پر اتر آتی ہے۔ اس وقت کبھی کبھی شکاری پرندے اسے جھپٹ کر لے جاتے ہیں۔ اس کے بچے، چھوٹے چھوٹے لڑکے پکڑ کر خوب ہلالیتے ہیں۔ دودھ پلاتے ہیں۔ پیڑے کھلاتے ہیں۔ سنہری روپہلی توئی اور بنت کے پٹے سی کر گلے میں ڈالتے ہیں۔ ریشمی، کلابتونی ڈوری اس میں باندھتے ہیں اور ہاتھوں پر نچاتے ہیں۔ اس لاڈلے کو نرالا کھیل اور نیا تماشا جانتے ہیں۔ یہاں کے مصور اس کی دم کے بالوں کی قلم بناتے ہیں۔ عجب عجب تصویریں کھینچتے ہیں۔ یہ لوگ اس کی دم کی بدولت کما کھاتے ہیں۔

Marfat.com

چھچھوندر

ذرا سننا! یہ چل چل، چل چل، کیسی آواز آئی؟ الماری کے پیچھے ضرور کوئی جانور ہوگا۔ ذرا چھڑی سے کھٹکھٹا دو کہ بھاگ جائے۔ دیکھو! وہ بھاگا جاتا ہے۔ اے ہے! کیا سڑی بو آئی ہے۔ یہ چھچھوندر ہے۔ بلی کو نہ بلاؤ۔ وہ اس کا شکار نہیں کرے گی۔ چھپیوں اور چوہوں کو بلی مار لیتی ہے مگر اس کی بدبو سے اسے بھی گھن آتی ہے۔ اسی بدبو کی بدولت یہ بچارا ڈرپوک جانور بچا رہتا ہے۔ کبھی تم نے اسے غور سے دیکھا ہوگا تو معلوم ہوا ہوگا کہ اس کی تھوتھنی نہیں۔ اس کے سامنے کے دانت بھی کترنے والے جانوروں جیسے نہیں ہوتے۔ اس کی ڈاڑھوں پر چھوٹے چھوٹے تیز خار ابھرے ہوئے ہیں۔ یہ جانور جو کچھ کھاتے ہیں پیس کر چباتے ہیں۔ اس لئے ان کو خدا نے چپٹی اور صاف ڈاڑھیں دی ہیں۔ اس بات سے تم صاف کہہ دو گے کہ چھچھوندر کترنے والے جانوروں کی طرح نہ تو سخت چیز اگلے دانتوں سے کتر سکتی ہوگی، نہ ڈاڑھوں سے پیس سکتی ہوگی۔ اور اس کی خوراک بھی اور ہی طرح کی ہوگی۔ بے شک تمہارا یہ خیال درست ہوگا۔ تمہیں

Marfat.com

یاد ہے؟ تیسری کتاب میں پڑھا تھا کہ چھچھوندر جنگلی چوہے کی طرح کرم خور جانور ہے۔ ہاں اس کے تیز اور نکیلے دانت چالاک کیڑوں کے شکار میں خوب کام آتے ہیں۔ کیونکہ جھٹ چبھ جاتے ہیں اور جب وہ کار پکڑتی ہے تو انہی سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے۔

چھچھوندر کے پاؤں چھوٹے چھوٹے پتلے ہیں۔ یہ بھی سب کرم خور جانوروں کی طرح جیسے ریچھ چلتا ہے زمین پر پاؤں رکھ کے چلتی ہے۔ کتے، بلی، لگڑ بگڑ کی طرح پنجے ٹیک کر نہیں چلتی۔ اس کے دونوں پہلوؤں میں کھال کے نیچے غدود ہوتے ہیں۔ انہیں میں سے یہ بدبو نکلتی ہے۔ اس کی بو میں مشک کی سی بھننگ[۱] آتی ہے، مگر سڑی ہوئی اور ناگوار ہوتی ہے۔ اس کی بو میں ایسی تاثیر ہے کہ جس چیز پر ایک دفعہ چھچھوندر پھر جائے جھٹ اس میں بس جاتی ہے۔ اگر کسی پانی کے باسن پر ہو گزرے تو پانی ایسا بو دار ہو جاتا ہے کہ پیا نہیں جاتا، اور لطیف مزاج لوگ تو منھ سے بھی نہیں لگا سکتے۔ بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بوتل کا منھ کاک سے بند ہو اور چھچھوندر اس کے اوپر پھر جائے تو جو چیز بوتل کے اندر ہے وہ بھی بو دار ہو جاتی ہے۔ آٹا یا کوئی کھانے کی

۱- بھبک؟ (ادارہ)

Marfat.com

چیز اس سے چھوئی جائے تو مدت تک اس میں بد بو رہتی ہے اور وہ کھانے کے قابل نہیں رہتی۔

اس کا رنگ مٹیالا سا ہوتا ہے، مگر بالوں کی نوکیں ذرا سرخی لئے، اور ان کی رنگت تیز روشنی میں اچھی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اس کا قد مختلف ہوتا ہے، مگر عام چھچھوندر دم سمیت دس انچ لمبی ہوتی ہے۔ چھچھوندر گرم ملکوں میں ہوتی ہے۔ سردی اسے بہت ستاتی ہے۔ تم نے خیال کیا ہوگا کہ سردی میں اس کی آواز کم سننے میں آتی ہے۔ جوں جوں گرمی آتی ہے یہ بھی گھروں میں زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ دن کو موریوں میں، بلوں میں، اندھیری کوٹھڑیوں میں، یا صندوقوں اور بوریوں کے نیچے اور جہاں پناہ پاتی ہے، چھپ رہتی ہے۔ رات کو شکار کے لئے باہر نکلتی ہے۔ یہ ایک طرح سے مفید بھی ہے کیونکہ جھینگر، گبریلے، مچھر، اور کیڑوں کو شکار کرتی ہے۔

Marfat.com

کنگرو

یہ نرالی قسم کا جانور ہے - ہندوستان میں ایسا کوئی جانور نہیں نظر آتا - ہرن کا سا پیارا پیارا چہرہ، گاؤ دم شکل، چھوٹے چھوٹے ہاتھ، لمبے لمبے مضبوط پاؤں اور ٹانگیں چوڑی اور بڑی، لمبی دم - جب دم اور پاؤں کے بل سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو ننھے ننھے ہاتھ چھاتی پر لٹکتے کیسے عجیب معلوم ہوتے ہیں - اس کے ہاتھ پیر کی قطع دیکھ کر تم کہتے ہوگے کہ اس کے ہاتھ دوڑنے میں کام کے نہیں - حقیقت میں جب وہ چاروں پاؤں سے چلتا ہے تو لٹکتا پٹکتا بے ڈھنگا معلوم ہوتا ہے، لیکن جب دشمن پیچھا کرتا ہے تو عجیب طرح کی بڑی بڑی قلانچیں برابر مارتا چلا جاتا ہے - یہ بات پچھلے پاؤں اور دم ہی کی بدولت ہوتی ہے - ایک ایک قلانچ اکثر بیس بیس فٹ سے کم نہیں، اور اٹھارہ میل سے ادھر دم نہیں لیتا - اس دوڑ پر خیال کرو تو کم ہی دشمن ہوں گے جو اسے پکڑ سکتے ہیں- پھر بھی کنگرو مار کتے مشہور ہیں - انہیں اسی کے شکار کے لئے سدھاتے ہیں اور وہ بے تکان اس کے پیچھے بھاگے جاتے ہیں - جب ایسی جگہ جا گھرتا ہے کہ

Marfat.com

کسی طرف نہیں نکل سکتا تو ناچار مقابلہ کرتا ہے
مگر ان کے بس میں آ جاتا ہے۔

اس کے شکار میں جو چالاکی اور بہادری، اس سے
اور اس کے شکاریوں سے ظاہر ہوتی ہے وہ دیکھنے کے
قابل ہے۔ جب بہت تنگ ہوتا ہے تو پانی میں کود
پڑتا ہے۔ اس موقع پر خوب سدھے ہوئے کتے چاہئیں
کیونکہ وہ پانی میں جا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ان کا
منتظر رہتا ہے۔ جب کوئی کتا تیرتا ہوا اس کے
پاس پہنچتا ہے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اس پر گرتا ہے
اور پانی کے اندر اتنی دیر تک دبائے رکھتا ہے کہ
کتا گھٹ کر مر جاتا ہے۔ اس کا نر بڑا بہادر ہوتا ہے۔
اگر پانی میں نہ پہنچ سکے تو کسی درخت کے ساتھ
پیٹھ لگا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی بڑی
مشکل سے کتوں کے قابو میں آتا ہے۔ ہاتھوں سے پکڑتا
ہے اور مضبوط پاؤں سے انہیں لتیاتا ہے۔ یہاں تک کہ
کبھی ایک ہی وار میں کتے کو فنا کر دیتا ہے مگر
مادہ بڑی بزدل ہوتی ہے۔ وہ بچاری تو بعض دفعہ
ڈر ہی کے مارے مر جاتی ہے۔

کنگرو مختلف قد کے ہوتے ہیں۔ بڑے قد والے
بڑی بکری کے قریب قریب ہیں۔ سیدھے کھڑے
ہوتے ہیں تو آدمی کے قد کے برابر نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

کنگرو کا گوشت بڑے مزے کا ہوتا ہے۔ کھال پر چوہے کے رنگ کی نرم نرم پشم ہوتی ہے۔ اسے کما کر چمڑا بنائیں تو بہت ملائم نری بن سکتی ہے۔ اس جانور میں ایک خاص بات یہ ہے کہ دم جو بڑی مضبوط ہے پاؤں کا کام دیتی ہے۔ ٹانگیں اور پاؤں بھی اس قدر لمبے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ دیکھ کر بڑا تعجب آتا ہے مگر ان سب سے زیادہ ایک عجیب چیز ہے۔ وہ کیا؟ ایک تھیلی ہے کہ مادہ کو بچے پالنے کے واسطے خدا نے دی ہے۔ بات یہ ہے کہ اس کا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو دو انچ لمبا ہوتا ہے اور ایسا مریل کہ اور بچوں کی طرح رکھیں تو ہرگز نہ بچے۔ اس لئے ماں کے پیٹ پر ایک چمڑے کی تھیلی لگی ہوتی ہے۔ بچوں کو پیدا ہوتے ہی اس میں رکھ لیتی ہے۔ کئی ہفتے تک اسی میں رہتے ہیں۔ جب ذرا بڑے ہوتے ہیں اور سکت آ جاتی ہے تو پھر چلنے لگتے ہیں۔ اس پر بھی مدت تک یہ حال رہتا ہے کہ ذرا کچھ ڈر معلوم ہوا اور جھٹ تھیلی میں جا چھپے۔ جب ماں بچوں کو تھیلی میں لئے جاتی ہے تو ایک تماشا معلوم ہوتا ہے۔ اس عجیب جانور کو تھیلی دار جانوروں میں شامل کرتے ہیں۔ یہ صرف آسٹریلیا میں ملتا ہے۔

Marfat.com

سیل یا دریائی بچھڑا

اس کی تصویر دیکھ کر تم بے اختیار بول اٹھو گے کہ ہیں! یہ کیسا جانور ہے؟ دھڑ مچھلی کا سا، سر کتے کا سا، یہ کیا شے ہے؟ مچھلی ہے یا کوئی خشکی کا جانور ہے؟ بے شک اس کی صورت دیکھ کر پہچاننا بہت مشکل ہے کہ حقیقت میں یہ کیسا جانور ہے۔ جب غور کرکے دیکھیں تب معلوم ہوتا ہے کہ وہ دودھ پلانے والا جانور ہے۔ یعنی اس کا لہو گرم ہے۔ پھیپھڑے سے سانس لیتا ہے۔ بچے دیتا ہے اور انہیں دودھ پلاتا ہے۔ فقط صورت ہی مچھلی کی دیکھ لو، اس سے کچھ مناسبت نہیں۔ کیونکہ مچھلی گلپھڑے سے دم لیتی ہے، انڈے دیتی ہے اور اس کا لہو بھی ٹھنڈا ہوتا ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ اس کے چار پر ہیں۔ دو سینے پر اور دو پیچھے دم کے پاس۔ یہ پر حقیقت میں ہاتھ اور پاؤں ہیں۔ اگلے پروں میں پانچوں انگلیاں جھلی سے جڑی ہوئی صاف نظر آتی ہیں بلکہ پورا ہاتھ موجود ہے۔ سینے کی چربی وہاں تک چھائی ہوئی ہے۔ اور اسی کی کھال میں کہنی اور کندھے کے جوڑ چھپے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اس کے پچھلے دو پروں کا رخ پیچھے کی طرف بدن کی سیدھ میں اس طرح ھوتا ھے کہ گویا بدن کے ٹکڑے نظر آتے ھیں۔ رانیں اور ٹانگیں بہت چھوٹی ھوتی ھیں اور پاؤں اگلے پنجے ھی کی صورت کے ھوتے ھیں۔ اسی طرح انگلیوں پر جھلی چھائی ھوتی ھے۔

یہ کبھی خشکی میں رھتا ھے کبھی پانی میں۔ مگر زمین پر عجب بے ڈھنگے طور سے گھسٹتا ھوا چلتا ھے اور اس کے چوڑے چوڑے جھلی دار پنجے بے فائدہ معلوم ھوتے ھیں۔ مگر پانی میں پھیل کر چار مضبوط چپوؤں کا کام دیتے ھیں۔ ان کی بدولت نہایت تیزی اور آسانی سے تیرتا ھے۔ جس قسم کے سیل اکثر پائے جاتے ھیں وہ پانچ فٹ تک لمبے اور ڈھائی من کے قریب وزن میں ھوتے ھیں۔ لیکن بعض قسمیں بہت بڑی ھوتی ھیں۔ اس جانور کے جسم پر چکنا چکنا زردی مائل آبدار سمور ھوتا ھے، اس پر بھورے بھورے دھبے۔ وہ جسم سے ایسا ملا ھوا ھوتا ھے کہ تیرائی میں خلل انداز نہیں۔ یہ اکثر پانی سے باھر نہیں آتا۔ یا تو بچے دینے آتا ھے یا انہیں دودھ پلانے یا گرم سلوں پر دھوپ میں سکنے کو، گویا پانی ھی میں رھنے کے لئے پیدا ھوا ھے۔ بڑی دیر تک غوطہ لگا سکتا ھے۔ بڑی بڑی خوب صورت آنکھیں ھوتی ھیں مگر کانوں کی جگہ فقط

Marfat.com

دو چھوٹے چھوٹے چھید نظر آتے ھیں کہ جب چاھتا
ھے بند کرلیتا ھے۔ غوطہ مارنے لگتا ھے تو نتھنوں
پر ذرا ذرا سا گوشت اس طرح آ جاتا ھے گویا ڈاٹ لگادی۔
ھڈیوں کے اندر مہین مہین سوراخ ھوتے ھیں۔ اسی
واسطے ھلکی ھوتی ھیں اور جسم پانی میں بوجھ
کم دیتا ھے۔

یہ اکثر مچھلیاں کھا کر گزارا کرتا ھے۔
تیرائی میں تیز اور بدن میں پھرتیلا ھے۔ اس لئے
مچھلیوں کا بڑا عمدہ شکاری ھے۔ یہ جانور ایک جھول
میں اکثر دو بچے دیتا ھے اور وہ بھی بہت جلد پانی
میں رھنے سہنے لگتے ھیں۔ خطرے کا موقع آتا ھے
تو ماں انہیں دشمنوں سے بچانے کے لئے خونخوار
ھو جاتی ھے۔

سیل سمندر میں اور بڑے بڑے بحیروں میں ھوتے
ھیں۔ مگر جو ڈیل ڈول میں بہت بڑے ھیں وہ فقط
سرد جگہ میں رھتے ھیں۔ اور جہاں سردی کے مارے
ھمیشہ برف پڑی رھتی ھے اور پانی جما رھتا ھے،
وھاں بہت ھوتے ھیں۔ ان کے چمڑے کے نیچے موٹی
چربی ھوتی ھے۔ اسی کی بدولت ایسے برفانی پانی میں
رہ سکتے ھیں۔ یہ چربی اس طرح سردی سے بچاتی ھے
جیسے ایک کوٹ پہن لیا۔ سمندر کے ایسے ایسے اجڈ

Marfat.com

کناروں پر جو لوگ رہتے ہیں۔ ان کے لئے یہ جانور ایک نعمت کا ذخیرہ ہے۔ گوشت اور چربی کھاتے ہیں۔ چمڑے کے خیمے، کشتیاں اور کپڑے وغیرہ بناتے ہیں۔ پٹھوں سے سینے کے تاگے، کمان کے چلّے اور مچھلیوں کے جالوں کے لئے ڈوریاں بنا رکھتے ہیں۔ بڑی بڑی ہڈیوں سے چمڑے کی کم زور کشتیوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ چھوٹی ہڈیوں سے کیلوں اور سوؤں کا کام لیتے ہیں۔ اس لئے جو لوگ ان شمالی کناروں میں رہتے ہیں ان کے لئے اس کا شکار بڑا فائدہ مند پیشہ ہے۔

یہ لوگ بڑی محنت سے اس شکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ گھنٹوں تک اپنی کشتیوں پر تاک لگائے بیٹھے رہتے ہیں کہ کب نکلے۔ جہاں نظر آیا اور جھٹ برچھی ماری۔ بعض دفعہ وہ سوتا ہوتا ہے یا دھوپ میں پڑا ہوا سکتا ہے، یہ چپکے چپکے پہنچتے ہیں اور جھٹ جا دباتے ہیں۔ کبھی اس کی کھال پہن کر اسی کا بھیس بھر لیا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح گرتے پڑتے بے ڈھنگی چال سے چلتے ہیں۔ اس حکمت سے چپکے چپکے پاس جا پہنچتے ہیں اور ایک ہی کوچے میں بچارے کا کام تمام کر دیتے ہیں۔

سیل سمجھ والے جانوروں میں مشہور ہے۔ گھنٹے اور باجے کی آواز اسے بہت پسند ہے۔ پالیں، تو آسانی

Marfat.com

سے ھل سکتا ھے۔ کتے کی طرح اپنا نام پہچانتا ھے۔ چاھتا ھے کہ لوگ مجھے پیار کریں اور میری طرف خیال کریں بلکہ کتے کے سوا کوئی جانور نہیں جو اپنے آقا کے ساتھ اس سے زیادہ محبت دکھاتا ھو۔ اسے بہت آسانی سے سدھا سکتے ھیں۔ ایک سیل کا ذکر سنا ھے کہ کسی شخص نے اسے پال کر بہت سی بازیاں سکھائی تھیں۔ اشارہ کرتے ھی سیدھا کھڑا ھو جاتا تھا۔ سنتری کی طرح دونوں ھاتھوں میں سونٹا لئے رھتا تھا۔ جس طرح اشارہ کرتے دائیں یا بائیں پہلو پر لیٹ جاتا تھا۔ قلا بازیاں کھاتا تھا۔ ھلے ھوئے کتے کی طرح ھاتھ ملانے کو آگے بڑھا دیتا تھا۔ بوسے کے لئے ھونٹ آگے نکال دیتا تھا۔ ایک اور سیل کو اپنے آقا سے ایسی محبت ھوگئی تھی کہ دور لے جا کر سمندر میں چھوڑ آتے تھے اور وہ ھمیشہ گھر پر آ موجود ھوتا تھا۔ آخر ایک دفعہ اتنی دور لے جا کر چھوڑا کہ پہلے کبھی نہ لے گئے تھے۔ کئی دن کے بعد کیا دیکھتے ھیں کہ بچارا بھوکا، تھکن کا مارا، اپنے آقا کے دروازے پر مرا پڑا ھے۔

Marfat.com

پرندوں کا بیان

اُلّو

سورج ڈوب گیا، روشنی کم ہوئی جاتی ہے، سیاہی پھیلتی آتی ہے۔ وہ سامنے پرانی سی قبر ٹوٹی پڑی ہے۔ دیکھنا! ایک بڑا سا پرندہ اس میں سے نکلا ہے۔ کیسے چپکے چپکے چاروں طرف منڈلاتا پھرتا ہے۔ اے لو اب اس گھن دار درخت کی ٹہنی پر جا بیٹھا۔ چیخ چیخ کر بول رہا ہے۔ تم جانتے ہو یہ کیا جانور ہے؟ ذرا اجالا ہوتا اور اس کی صورت دیکھتے تو جھٹ پہچان لیتے۔ بڑا سا سر، طباق سا چہرا۔ پروں کی دو عجیب تھالیاں۔ ان میں دو بڑی بڑی پتھرائی ہوئی آنکھیں، سامنے کی طرف ٹکٹکی بندھی ہوئی۔ چھوٹی سی مڑی ہوئی چونچ، آس پاس کے کھڑے کھڑے بالوں میں سے نکلی ہوئی۔ نرم نرم پر، ان میں طرح طرح کے مدھم رنگ خوب صورتی کے ساتھ ملے جلے۔ یہ نشانیاں تم دیکھتے تو فوراً بول اٹھتے کہ وہ الو ہے۔

اس کی تیز اور مڑی ہوئی چونچ اور مضبوط ٹیڑھے

Marfat.com

ناخنوں کو جو دیکھے گا وہ سمجھ جائے گا کہ یہ شکاری جانور ہے۔ جیسا کہ تم گدھ کے بیان میں پڑھ چکے ہو، اس کی ٹانگیں چھوٹی اور مضبوط ہیں۔ ان پر اکثر پنجوں تک پر ہوتے ہیں۔ اس کی سننے کی قوت بہت تیز ہے۔ یہ ان پرندوں میں سے ہے جو رات کو نکلتے ہیں۔ آنکھیں خدا نے ایسی بنائی ہیں کہ دن کے تیز اجالے کی نسبت دھندلکے میں اچھی طرح دیکھتا ہے۔ دیکھو اس کا سبب ہم تمہیں سمجھائیں۔

روشنی کی کرنیں آنکھ کی پتلی میں جاتی ہیں۔ اسی سے ہمیں سب چیزیں نظر آتی ہیں اور خوب صاف اس وقت دکھائی دیتی ہیں کہ پتلی میں نہ بہت کم روشنی جائے نہ بہت زیادہ۔ اگر پتلی ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی، نہ پھیلتی، نہ سمٹتی تو اکثر ایسا ہی ہوتا کہ جتنی روشنی آنکھ کے لئے درکار ہے یا اس سے زیادہ پہنچتی یا کم۔ لیکن پتلی ایسی بنی ہوئی ہے کہ جب روشنی کم ہوتی ہے تو پھیل جاتی ہے تاکہ اس میں پہلے کی نسبت زیادہ روشنی جاسکے۔ اور جب روشنی تیز ہوتی ہے تو سمٹ جاتی ہے کہ اندازے سے زیادہ روشنی نہ جاسکے۔ اگر تم ایسے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہو جہاں تھوڑی روشنی ہے اور یکایک تیز دھوپ میں چلے جاؤ تو پہلے پہلے چکا چوندی آجائے گی

Marfat.com

اس لئے کہ پتلی میں زیادہ روشنی چلی گئی ہے۔ لیکن پھر جلدی سے پتلی سمٹ جاتی ہے اور صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ جب پھر اندھیرے کمرے میں چلے جاؤ تو پہلے پہلے اچھی طرح نہیں دکھائی دیتا۔ اس لئے کہ پتلی میں روشنی تھوڑی پہنچتی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر میں پتلی پھیل جاتی ہے، پھر ہر چیز صاف دکھائی دینے لگتی ہے۔ الو کی پتلی بہت ہی بڑی ہے اور ایسی پھیل سکتی ہے کہ جہاں بہت ہی کم روشنی ہو اور تم کو بالکل نہ دکھائی دے وہاں دیکھ سکتا ہے۔ لیکن تیز روشنی میں آئے تو بالکل گھبرا جاتا ہے۔ بے شک اس کی پتلی بھی کچھ سمٹ جاتی ہے لیکن پھر بھی بڑی ہی رہتی ہے، اور اس میں اس قدر روشنی جاتی ہے کہ صاف نہیں دکھائی دیتا۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ الو کو گھپ اندھیری رات میں اور سب وقتوں سے اچھا دکھائی دیتا ہے، یہ صحیح نہیں۔ بلکہ جب روشنی نہ بہت تیز ہوتی ہے نہ بہت کم، اسے اور وقتوں سے اچھا نظر آتا ہے۔ مثلاً شام کو دونوں وقت ملتے یا صبح کو پو پھٹے، اور یہی وقت اس کے شکار کے ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے پرندے بیٹھے اونگھتے ہیں۔ یہ آتا ہے اور جھٹ مار لیتا

Marfat.com

ہے۔ موٹی موٹی چھیاں اپنے بلوں سے نکلتی ھیں اور سمجھتی ھیں کہ اب ھمیں کون دیکھتا ھوگا۔ یہ ظالم اچانک آ گرتا ھے اور جھپٹا مار کر لے جاتا ھے۔

جب الو کسی چھیا کو نگلنے لگتا ھے تو پہلے اسے پیٹھ پر سے پکڑ کر ایک دو دفعہ بڑے زور سے کاٹتا ھے اور اچھال دیتا ھے۔ جب وہ سر کے بل نیچے آتی ھے تو پھر لپک لیتا ھے۔ چونچ میں پکڑ کر ایسا جھٹکا دیتا ھے کہ آدھی چھیا حلق میں اتر جاتی ھے اور دم باھر لٹکتی رھتی ھے۔ دوسرے جھٹکے میں ساری چھیا پوٹے میں اتار جاتا ھے اور سگن ھوکر بیٹھ رھتا ھے۔ گوشت تو پچ جاتا ھے، ھڈیاں اور بال وغیرہ نہیں پچتے۔ ان کی گولیاں بنکر منھ کے رستے نکل جاتی ھیں۔ چنانچہ گھونسلے کے آس پاس بہت پڑی رھتی ھیں۔

سفید سفید کھردرے انڈے مادہ کبھی کسی کھنڈر کے سوراخ میں دیتی ھے، کبھی کسی سوکھے درخت کے کھوکھ میں۔ بچوں پر سفیدی مائل روئیں ھوتے ھیں۔ گھونسلے میں گول مول دھرے رھتے ھیں، جیسے چھوٹی چھوٹی گیندیں۔ ایسی معقول اور ثقہ صورت بنائے بیٹھے ھوتے ھیں کہ دیکھ کر ھنسی آتی ھے۔ وہ برس میں ایسے ایسے کئی جھول نکال لیتی ھے۔

Marfat.com

الو کی آواز عجیب طرح کی ہوتی ہے۔ بعض ڈراؤنی چیخ مارتے ہیں کہ دل کو بری معلوم ہوتی ہے۔ اسی سبب سے جاہل لوگ اکثر اسے منحوس سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس گھر پر الو بولتا ہے وہ اجاڑ ہو جاتا ہے۔ اگلے زمانے میں بعض لوگ اس کی آنکھوں کی سنجیدگی دیکھ کر اسے دانشمند پرندہ کہتے تھے، بلکہ کبھی کبھی تو اس کی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی ہے۔

ایسے ملک بہت کم ہیں جہاں یہ نہ ہو۔ ہندوستان میں اس کی بہت قسمیں ہیں۔ ان کے پروں کے رنگ مختلف ہوتے ہیں مگر زیادہ فرق قد میں ہے۔ بعض سر سے دم تک دو فٹ ہوتے ہیں، بعض صرف ساڑھے چھ انچ۔ اس قسم کا چھوٹا سا خوب صورت چغد کوہ ہمالیہ میں بہت ہوتا ہے اور اکثر گبریلے وغیرہ چھوٹے چھوٹے کیڑے کھا کر گزارا کرتا ہے۔ اس کی نرم نرم سیٹی کی سی آواز اچھی معلوم ہوتی ہے۔ بعض قسم کے الو مچھلیاں کھاتے ہیں۔ ان کی ٹانگوں پر پر نہیں ہوتے کہ مچھلیاں پکڑنے میں بھیگ نہ جائیں۔ کئی قسم کے الوؤں کی آنکھوں کے اوپر گچھے دار کلگیاں نکلی ہوتی ہیں کہ دونوں طرف دو سینگ سے معلوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جھانپل یا کال کلچی

یہ چھوٹا سا جانور ہے مگر بڑا لڑاک۔ دیکھنے میں تو کچھ بساط نہیں مگر دل اتنا رکھتا ہے کہ کووں شکروں اور چیلوں پر بھی حملہ کرنے سے نہیں ڈرتا۔ سر سے دم تک ایک فٹ کے قریب، جھمکتے جھمکتے سیاہ بھرا پر، گلے پر ایک چھوٹا سا سفید داغ، لمبی دم، سرے پر سے چرواں جیسے قینچی کا کھلا ہوا منھ۔ چھوٹے چھوٹے تیز پنجے۔ چونچ صاف کہے دیتی ہے کہ یہ جانور دندانہ منقار پرندوں میں سے ہے۔

یہ چھوٹا سا پرندہ، سارے ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ ہاں جہاں گھنے بن ہوں وہاں نہیں ہوتا۔ اس کی عادت ہے کہ درخت کی کسی لنڈ منڈ ٹہنی پر یا کسی مکان یا دیوار پر بیٹھتا ہے جہاں سے چاروں طرف کا تماشا دیکھے، اور اپنے شکار پر نظر رکھے۔ گائے، بھینسیں، بھیڑ، بکریاں جو چرتی پھرتی ہیں، یہ اکثر ان کی پیٹھ پر بھی بیٹھ جاتا ہے اور اپنی سواری پر سیر کرتا پھرتا ہے۔

یہ جانور ٹڈے اور جھینگر بہت کھاتا ہے۔ اکثر انہیں زمین پر سے پکڑتا ہے اور جب شکار مار لیتا

Marfat.com

ہے تو کھانے کو پھر اپنی ٹہنی پر آ بیٹھتا ہے۔ شام کے قریب جب سورج ڈوبنے لگتا ہے تو کسی درخت کی پھننگ پر بیٹھ جاتا ہے۔ بھنگے، پروانے وغیرہ جو اس وقت اڑتے پھرتے ہیں ان کو جھپٹا مار کر پکڑ لیتا ہے۔

یہ جانور خوب صورت اور بڑا پھرتیلا ہے۔ برابر بولے جاتا ہے۔ اس کی آواز گو کڑی ہوتی ہے مگر اس سے بشاشت پائی جاتی ہے۔ جو پرندے نور کے تڑکے صبح کی خوشیاں مناتے ہیں ان میں یہ بھی شامل ہے۔ رات کو جب اور پرندے سویا کرتے ہیں یہ کبھی کبھی کھلی ہوئی چاندنی میں کسی ہمسائے سے بات چیت بھی کیا کرتا ہے۔ جب یہ جانور انڈے بچوں پر ہوتا ہے تو بہت چست و چالاک ہو جاتا ہے۔ جس درخت پر گھونسلا ہوتا ہے، کوئی چیل یا کوا اس کے پاس بھی آجاتا ہے، تو یہ چھوٹا سا سورما بڑی تیزی اور بہادری کے ساتھ اس کی طرف جھپٹتا ہے اور بھگا کر دور تک پہنچا آتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے پرندے اکثر اس کے پاس گھونسلا بناتے ہیں کہ وہ بھی اس کی مدد سے دشمنوں سے بچے رہیں۔ انہی باتوں سے ہندوستان میں کہیں کہیں اس کا نام کوتوال بھی مشہور ہوگیا ہے۔

یہ پرندہ بوذا سا گھونسلا درخت کی گھائی میں بناتا ہے۔ کئی چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں کچھ سوکھی جڑیں

Marfat.com

لے کر انہیں یونہی جوڑ جاڑ لیتا ہے۔ وہ اس کی چار دیواری کچھ ایسی بناتا ہے، نہ اسے پروں یا بالوں سے سجاتا ہے[۱]۔ اسی کھردری جگہ میں تین چار انڈے مادہ دیتی ہے جو رنگت میں سفید سرخی مائل ہوتے ہیں اور ان پر اودے اور بھورے دھبے پائے جاتے ہیں۔

بعض کہانیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور بڑا سمجھ والا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک جھانپل کسی درخت کی پھننگ پر بیٹھی تھی۔ سامنے دیکھا کہ ایک اور جھانپل بڑی موٹی سی ٹڈی کے پیچھے اڑی جاتی ہے۔ یہ تر نوالہ دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا اور اس شکار کے پیچھے لپکی، ایک دو جھپٹے مارے مگر حریف کے سبب سے رک گئی۔ پھر کچھ سوچی اور ایک ایسی چیخ ماری جس سے معلوم ہو کہ دشمن آن پہنچا۔ اس آواز سے پہلی جھانپل چونک پڑی اور اپنا شکار چھوڑ کر بھاگی۔ پھر تو وہ ٹڈی ان کا مال تھا، جھٹ شکار کرلیا۔

۱۔ یہاں عبارت گنجلک ہے۔ شاید سہو کتابت ہو۔ چوتھی کتاب کا متن بارھویں اشاعت کے نسخے مطبوعہ ۱۸۸۶ء پر مبنی ہے۔ (حصہ اول کے صفحہ ۲۸ پر جو تفصیل درج ہے، ناظرین اس کی تصحیح فرمالیں۔) ادارہ

Marfat.com

نیل کنٹھ

ذرا سننا! نیل کنٹھ بول رہا ہے۔ کیا بری اور کڑی آواز ہے۔ دیکھو، وہ درخت کی شاخ پر بیٹھا ہے۔ درخت میں اتنے پتے نہیں ہیں کہ اس کی نظر کو روکیں۔ چاروں طرف دیکھ رہا ہے کہ کوئی کیڑا زمین پر بے خبر چلتا دکھائی دے یا کوئی تیتری بھنبیری گرم ہوا میں لہراتی نظر آئے، تو جھٹ شکار کر لائے۔

اس کے جسم پر سر اور گردن کیا بڑے بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ اسے عادت ہے کہ جب بیٹھتا ہے تو ان مقاموں کے پروں کو پھلا لیتا ہے۔ دیکھو، اس نے زمین پر کوئی کیڑا تاکا۔ کیا چپ چاپ اپنی جگہ سے اڑا ہے، کیا دبک کر لپکا ہے۔ دیکھنا، دیکھنا! بازو جو پھیلے ہیں تو رنگتوں نے کیا بہار دکھائی ہے۔ اس طرح برابر سے نکل جاتا ہے جیسے روشنی کی چمک۔ دیکھو ایک موٹا سا ٹڈا منہ میں لے کر پھر اپنی جگہ آگیا۔ کیا خاطر جمع سے بیٹھا ہے اور اپنا تر نوالہ مزے لے لے کر کھا رہا ہے۔ کھاتا ہے اور چہچہاتا ہے۔ کیوں نہ چہچہائے، شکار مار کر لایا ہے۔

تمھیں ابابیل کا بیان یاد ہے؟ نیل کنٹھ بھی

Marfat.com

ویسا ہی کشادہ دھن پرندہ ہے۔ جب چونچ کھول کر منھ پھیلاتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بھی انہی میں سے ہے۔ کشادہ دھن جانور اکثر اچھی طرح چل نہیں سکتے، اڑتے خوب ہیں۔ نیل کنٹھ کا بھی یہی حال ہے۔ اس کے لمبے لمبے نوک دار بازو، سخت دم، کم زور ٹانگوں پر خیال کروگے تو سمجھ جاؤ گے کہ یہ بھی ویسا ہی ہے۔ یہ اکثر کیڑے کھاتا ہے، ہوا میں سے اڑتے ہوئے کو لپک لیتا ہے یا زمین پر سے جھپٹا مار کر لے جاتا ہے۔ ٹڈے اور جھینگر کو یہ بڑے شوق سے کھاتا ہے۔ گبریلے بھی کھا لیتا ہے اور کبھی کبھی کھیتوں کے ننھے ننھے چوہوں کو بھی لقمہ کر جاتا ہے۔ اڑتا ہوا آتا ہے اور جھپٹ کر لے جاتا ہے۔ نیل کنٹھ کے گھونسلے اکثر کسی سوکھے ہوئے درخت کے کھوکھ یا کسی پرانی دیوار میں ہوتے ہیں۔ وہاں مادہ تین یا چار صاف سفید اور چمکتے ہوئے انڈے دیا کرتی ہے۔

بہت لوگ نیل کنٹھ پر ترمتی[۱] چھوڑا کرتے ہیں۔ وہ اس کے شکار میں بڑا استقلال دکھاتی ہے مگر نیل کنٹھ اکثر ایسی چالاکیاں کرتا ہے کہ بچ ہی جاتا ہے۔ کبھی تو ترچھا نکل جاتا ہے کبھی سیدھا نیچے کو ڈوب

۱۔ ایک قسم کا شکاری پرند۔ (مرتب)

Marfat.com

جاتا ہے اور برابر چلاتا رہتا ہے۔ ہزاروں حکمتیں کرتا ہے۔ بڑی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کوئی درخت قریب آجائے یا جھاڑیوں کا جھنڈ مل جائے تو اس میں جا چھپے۔

بعض دفعہ نیل کنٹھ کو چوگڈی میں پکڑتے ہیں۔ بانس یا بیت کی دو پتلی پتلی تیلیوں کو بیچ میں سے باندھ لیتے ہیں اور خم دے کر چاروں سرے زمین میں گاڑ دیتے ہیں اور تیلیوں پر لاسا مل دیتے ہیں۔ جب وہ اپنا شکار دیکھ کر جھپٹا مارتا ہے تو تیلیوں کا لیس اس کے بازوں میں چمٹ جاتا ہے۔ آخر وہ پھنس جاتا ہے۔

ہندوستان میں نیل کنٹھ بہت ہوتا ہے۔ ہندو، سیکڑوں برس سے اس کو شو جی کا مقدس جانور سمجھتے چلے آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شو جی نے ایک دفعہ اس کا اوتار دھارا تھا یعنی اس کی شکل اختیار کی تھی۔ بنگالے کے ہندو اس کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ کلکتے میں درگا پوجا سے پہلے امیر اور مہاجن لوگ مول لے رکھتے ہیں۔ جب درگا دیوی کی مورت کو دریا میں ڈالتے ہیں، اس وقت اسے اڑا دیا کرتے ہیں۔ بہت سے ہندو موقع کے مطابق اس سے اچھا برا شگون بھی لیتے ہیں۔ سفر کو جاتے وقت کسی کے رستے کو نیل کنٹھ کاٹ جائے تو منحوس سمجھتے ہیں۔ لیکن

Marfat.com

دسہرے کے دن اس کا دیکھنا بہت مبارک جانتے ھیں۔ ادھر ادھر دیکھتے رہتے ھیں اور جب تک نظر نہیں آتا، کھانا نہیں کھاتے۔ اس ملک کے بعض شہروں میں گوالوں کا عجیب خیال ھے۔ وہ کہتے ھیں کہ اگر نیل کنٹھ کے پر کٹی کرکے چارے میں ملائیں اور گایوں کو کھلائیں تو دودھ بہت ھوتا ھے۔ اگلے زمانے میں انگلستان کے لوگ بھی جنتر منتر اور اچھے برے شگونوں کو مانتے تھے۔ جب علم پھیلا تو ایسے خیالات جاتے رھے۔ اب شاذ و نادر ھی کوئی ان کو مانتا ھو۔

Marfat.com

بیا

تم نے بئے کا گھونسلا دیکھا ہے؟ دستکاری دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے اور جب ہم اس ننھے سے معمار پر خیال کرتے ہیں، تو اس کی محنت کشی، ہنر اور کاری گری پر بڑا تعجب آتا ہے۔ پہلے ہم اس پرندے کا حال بیان کرتے ہیں، پھر اس کی کاری گری دکھائیں گے۔

بیا ہندوستان میں ہر جگہ ملتا ہے۔ یہ ظاہر میں ایک سادہ وضع چھوٹا سا جانور ہے۔ اس کے اوپر کے پروں کی خاکی رنگت ہوتی ہے، کنارے ذرا زردی مائل۔ نر جب جوان ہوتا ہے تو گرمی اور برسات میں تمام سینہ اور اوپر کی طرف سر بھی شوخ زرد ہو جاتا ہے۔ سر سے دم تک چھ انچ کے قریب ہوتا ہے۔ اس جسم پر پنجے ذرا بڑے ہیں۔ انگلیاں لمبی اور ناخن تیز ہیں۔ اس کی چونچ کہے دیتی ہے کہ وہ گاؤ دم چونچ والے پرندوں میں ہے۔ بئے چھوٹے چھوٹے جھلڑوں میں اکٹھے رہا کرتے ہیں اور ایک ہی جگہ بسیرا لیتے ہیں۔ یہ سب طرح کا اناج کھا لیتے ہیں۔ چاول اور طرح طرح کی گھاس کے بیج مزے سے کھاتے ہیں اور

Marfat.com

چگنے میں جھلڑ کا جھلڑ چگتا رہتا ہے۔

اس کا خوش نما گھونسلا بڑا مضبوط بنا ہوا ہوتا ہے۔ نہ اس میں مینہ کا اثر ہے، نہ ہوا کا ڈر۔ وہ اکثر ناریل یا کھجور یا تاڑ کے بلند درختوں پر پتوں سے لٹکا ہوا دکھائی دیتا ہے یا ببول یا سرس کی خشک ٹہنیوں میں۔ ہری گھاس سے یا کیلے یا کھجور یا ناریل کے پتوں کے ریشوں سے اپنا گھونسلا بناتا ہے۔ لیکن کیلے یا کھجور وغیرہ کے پتوں سے جو گھونسلا بناتا ہے، وہ اکثر گھاس کے گھونسلے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ گویا یہ ننھا سا سیانا معمار بھی جانتا ہے کہ مصالح مضبوط ہے۔ گھر کی دیواروں کو بڑے آثار کی ضرورت نہیں۔ بیا اور بئی گھونسلے کے بنانے میں شریک ہوتے ہیں۔ پہلے اوپر کے رخ سے کام شروع کرتے ہیں اور پتوں کے ریشوں یا گھاس کی ایک ٹوکری سی بن لیتے ہیں۔ جب اوپر کا حصہ بنا چکتے ہیں تو اس میں ایک اڈا بناتے ہیں۔ بئی اس پر بیٹھ جاتی ہے۔ نر گھاس یا اور مصالح لاتا ہے، وہ باہر کے رخ کام کرتا ہے۔ مادہ اڈے پر بیٹھی ہوئی اندر کام کرتی ہے کہ گھر درستی اور صفائی سے تیار ہو جائے۔ اڈے کے ایک رخ پر کوٹھڑی سی بنا لیتے ہیں۔ مادہ اس میں دو یا تین سفید انڈے دے دیتی ہے۔ دروازہ دوسری طرف ہوتا ہے

Marfat.com

اور اس کا رستہ نیچے سے ہے۔ وہ گیلی مٹی کی ڈلیاں لاتے ہیں اور گھونسلے میں لگاتے ہیں۔ یہ اس لئے ہوگا کہ گھونسلے کا بوجھ تلا رہے اور ہوا سے ادھر ادھر نہ اڑے۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ بیا جگنو پکڑ کر ان مٹی کی ڈلیوں پر رکھ دیتا ہے کہ رات کو گھر میں روشنی رہے۔ تم کو ایک کہانی سناتے ہیں اگرچہ سچ نہیں ہے مگر بڑی عجیب و غریب ہے۔

کسی جنگل میں تاڑ کے درخت پر بئے کا گھونسلا تھا۔ ایک دن برسات کے موسم میں شام کے وقت بیا اور بئی اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ یکایک بدلی چھا گئی، بجلی چمکنے لگی۔ بڑی بڑی بوندیں پڑنے لگیں۔ انہوں نے اپنے گھونسلے میں کئی جگنو سجا کر گھر کو روشن کر رکھا تھا۔ مزے سے باتیں کر رہے تھے۔ مینہ موسلا دھار پڑنے لگا مگر انہیں کچھ بھی پروا نہ ہوئی۔ اتنے میں شامت کا مارا ایک بندر وہاں آنکلا۔ مینہ سے دق ہوکر درخت پر چڑھ آیا مگر کہیں ایسے پتے نہ تھے کہ بچارے کو بچا لیتے۔ ناچار کبھی اس ٹہنی پر جا چمٹا کبھی اس ٹہنی پر۔ جب اولے بھی آئے تو گھبرا کر چڑچڑ کرنے لگا۔ بیا نہ رہ سکا، پکار کے کہا ''میاں بندو! تمہیں خدا نے انسان کی صورت دی۔ ویسے ہی ہاتھ دیئے اس سے بھی چلتے ہوئے پاؤں دیئے۔ آدمی سے چالاک

Marfat.com

جسم دیا ۔ تم چاہو تو بہت کچھ کرسکتے ہو ۔ اگر ایک آرام کا گھر بنا رکھتے تو اس وقت کیسا کام آتا۔ مجھ کو دیکھو، ایک بےچارہ چھوٹا سا جانور ہوں۔ اپنی حالت کے موافق کیسا خوب صورت گھر بنایا ہے ۔ قمقمہ سا روشن ہے ۔ آرام سے بیٹھا ہوں اور خدا کا شکر کر رہا ہوں۔،، بندر ایک تو پہلے ہی جھلا رہا تھا، بئے کی باتوں سے جل گیا ۔ جھنجھلا کر ایک ہاتھ مارا اور گھونسلے کو نوچ کھسوٹ تنکا تنکا کرکے پھینک دیا ۔ بیا، بئی اڑ کر ایک ٹہنی پر جا بیٹھے۔ یہی غنیمت ہوا کہ جان بچ گئی ۔ بئی نے گھر کی بربادی اور اس وقت کی تکلیف سے دق ہوکر بئے کو یہ دوھا سنایا :''سیکھ وا کو دیجئے، جا کو سیکھ سہائے ۔ سیکھ نہ دیجئے باندر، جو بئے کا گھر جائے ۔،، جب ہی سے کہتے ہیں، بیا میدان میں بلند درختوں پر گھونسلا بناتا ہے جہاں کسی کا ہاتھ نہ پہنچ سکے ۔

لوگ بئے کو پکڑ لیتے ہیں۔ اس کی کمر میں پٹی باندھتے ہیں اور عجیب عجیب کرتب سکھاتے ہیں ۔ اسے دکھا کر کنوئیں میں چھلا پھینکتے ہیں۔ وہ ایسی پھرتی سے جاتا ہے کہ چھلا پانی تک نہیں پہنچنے پاتا، رستے ہی میں سے لپک کر لے آتا ہے ۔ چھوٹا سا لفافہ خط کے طور پر لے جاتا ہے اور جسے

Marfat.com

ایک انسان ایسے دل محبت ہے [illegible]

اور یہ کہنا کہ عجیب محبت کا قیمتی ہے ۔ ایسے [illegible] میں الف

[illegible]

[illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اشارہ کرو دے آتا ہے۔ ماتھے پر سے بندی اتار لاتا ہے۔ اسی طرح الائچی یا مصری کی ڈلی چونچ میں لے جاتا ہے اور منھ میں دے آتا ہے۔ چھوٹی سی توپ بھرتا ہے اور چھوڑتا ہے۔ آس پاس کے جانور اس کی آواز سے ڈر کر اڑ جاتے ہیں، مگر یہ چھوٹا سا گولنداز ذرا نہیں ڈرتا۔ وہیں بیٹھا بہادری دکھاتا ہے۔ کبھی ایک چھوٹی سی بنیٹی اس کی چونچ میں دیتے ہیں، وہ بیچ میں سے سر کے گرد اس صفائی سے پھراتا ہے کہ آگ کا چکر بندھ جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ چھوٹا سا پرندہ عجب عجب کام کرتا ہے۔

Marfat.com

شکر خورہ یا پھل سکھی

ہندوستان میں اور خاص کر کوہ ہمالیہ سے
یہ جانور کئی قسم کا ہوتا ہے۔ شکر خورہ شکر خورہ
اکثر جگہ نظر آتا ہے۔ باغوں میں رہتا سہتا ہے اور وہیں
گھونسلا کرتا ہے۔ نر کی بڑی پیاری صورت اور ادائیں
ہی کچھ ایسی بھلی ہوتی ہیں کہ دیکھنے سے جی نہیں بھرتا۔
یہ خوب صورت جانور ہندوستان کے بہت ننھے ننھے
پرندوں میں سے ہے۔ چونچ سے دم تک ساڑھے چار انچ
سے زیادہ نہیں ہوتا۔ نر کا سر، گردن کی پشت سے
کمر تک جامنی سا سب رنگ بھی نکلتا ہے۔ سر، گردن
کے نیچے اور سینہ کا رنگ ایسا ہوتا ہے جیسے چمک دار
سبز اور اودے رنگ کی شعاعیں چھوٹ رہی ہوں۔ دم اور بازو سیاہ
ہوتے ہیں۔ بغلوں میں قرمزی اور زرد رنگ کے پروں
کا ایک بڑا خوش نما گچھا ہوتا ہے۔ ننھے ننھے پنجے
پیٹ کے سرمئی پروں میں چھپ جاتے ہیں۔ لمبی اور
پتلی چونچ اس کام کے لئے بہت خوب ہے کہ پھولوں
میں سے رس نکالے اور کھائے۔ اس نفیس مزاج جانور
کو یہی غذا سب سے بہت بھاتی ہے۔ خواہ وہ اس پھول سے اس
پھول پر اڑ کر جاتا ہو اور اس کے چمک دار پر دھوپ

Marfat.com

سے اور بھی جھلکتے ہوں، خواہ کسی بڑی تیتری کی طرح کسی پھول کی نازک پتی پر بیٹھا رس چوستا ہو، جب دیکھو گے یہی کہو گے کہ یہ نازنیں صورت اور کامنی سی مورت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ چونچ کی قطع صاف کہے دیتی ہے کہ اس کا نام پتلی چونچ والے پرندوں میں لکھنا۔

یہ اپنا گھونسلا اکثر پھیلی ہوئی جھاڑی کی ٹہنیوں پر بناتا ہے جہاں مکڑی نے اکثر گھنا جالا تنا ہو۔ اسی میں کچھ کاغذ کے پرزے، کچھ کپڑے کی دھجیاں، گھاس پھونس کے تنکے وغیرہ بنتا ہے اور اپنے گھر کے لئے خوب زمین تیار کرتا ہے اور اسی قسم کے مصالح سے گھر کی عمارت کھڑی کر لیتا ہے۔ ایک طرف کو دروازہ رکھتا ہے اور مینہ بوندی کے بچاؤ کے لئے اکثر اس پر چھجا بھی بنا دیتا ہے۔ اس کے انڈے خاکستری ہوتے ہیں، مگر ذرا ذرا سبزی جھلکتی ہے۔ اور جیسا آپ ننھا سا ہوتا ہے ویسے ہی ننھے ننھے انڈے ہوتے ہیں۔

جب میٹھی میٹھی آواز سے ریز کرتا ہے تو سن کر مزا آتا ہے مگر اس کے پروں کی بہار کلیل کی اچپلاہٹ سے باغ کو بڑی رونق ہوتی ہے۔ جب چل چلاتی دھوپ ہوتی ہے اور اس چھوٹے سے بشاش پرندے کو کلیل

Marfat.com

کرتے دیکھتے ہیں تو بہت جی خوش ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! کیا خالق ہے۔

اپنی مخلوقات پر عجب عجب عنائتیں کی ہیں۔ ہر ایک کو وہی چیزیں دی ہیں جو اسے درکار ہیں۔ جب اس کی حکمتوں اور صنعتوں پر خیال کرتے ہیں تو عقل حیران ہو جاتی ہے۔ اس کی شان دیکھو اس چھوٹے سے پرندے کو تیتری کے سے نازک اور خوب صورت پر دئے ہیں۔ ننھا سا قد، چونچ لمبی اور خم دار۔ اسے گویا اسی واسطے بنایا ہے کہ میٹھا رس ڈھونڈتا پھرے، مٹھاس کھائے، اس پھول سے اس پھول پر جا بیٹھے، اس ٹہنی سے اس ٹہنی پر اڑ جائے۔

Marfat.com

کٹھ پھوڑا

ذرا کان لگا کر سننا ! یہ کیا آواز ہے ؟ سامنے کے درخت پر کھٹ کھٹ کیسی ہو رہی ہے جیسے بڑھئی کچھ کام بنا رہا ہے۔ غور سے دیکھو، وہ درخت کے موٹے سے تنے پر چھوٹا سا پرندہ دکھائی دیتا ہے۔ اپنے کام میں لگا ہوا ہے ۔ یہ اسی کی آواز ہے ۔ کٹھ پھوڑا یہی ہے ۔ کیا خوب صورت جانور ہے۔ اس کے سفید اور سیاہ پر کیسے چمکتے ہیں ۔ سر پر کیا خوش نما قرمزی تاج ہے ۔ کیا درخت پر چمٹا ہوا ہے ۔ چمکتا ہوا تاج نہ ہو تو مشکل سے دکھائی دے ۔ یہ کیا کر رہا ہے ؟ گلی ہوئی لکڑی پر ٹھونگیں مار رہا ہے یا تو اس میں کیڑے بہت ہوگئے ہیں، وہ نکال کر کھانے کو یا لکڑی کو کھوکھلا کر رہا ہے. گھونسلا بنا کر اس میں رہے گا ۔ اس کے بچوں کو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ چڑھنے والے پرندوں میں سے ہے ۔ وہی چار انگلیاں ہیں ۔ دو آگے اور دو پیچھے مڑی ہوئیں ۔ انہی سے درخت کی ٹہنی کو مضبوط پکڑ لیتا ہے ۔ طوطے کے بیان میں تم پڑھ چکے ہو کہ چڑھنے والے پرندوں کا یہی نشان ہے ۔ کٹھ پھوڑے کے پنجوں میں

Marfat.com

بڑے مضبوط اور خم‌دار ناخن ہیں۔ یہی ناخن گڑو کر درخت سے چمٹا رہتا ہے اور بے خطر ٹھونگیں مارے جاتا ہے۔ دم کے پر بہت سخت اور نکیلے ہیں۔ جب درخت پر چمٹتا ہے تو اس پر دم ٹکا کر سہارا لے لیتا ہے۔ اس کے سینے کی ہڈی اتنی ابھری ہوئی نہیں، جتنی اکثر اور پرندوں کی ہوتی ہے۔ اس لئے درخت سے خوب چپک جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کی ابھری ہوئی دھار باقی جسم کو وصل نہ ہونے دیتی۔ چونچ سیدھی، مضبوط اور سخت ہوتی ہے۔ اسی سے بڑھئی کی طرح اپنا سارا کام کر لیتا ہے۔

اس ننھے سے بڑھئی کے پاس لکڑی کاٹنے کے اوزار تو سب موجود ہیں مگر ان کے علاوہ ایک قدرتی اوزار اور بھی ہے، اس سے چھوٹے چھوٹے کیڑے پکڑ کر کھاتا ہے۔ مہین مہین سوراخوں میں پتلی پتلی درزوں میں جہاں چونچ نہیں پہنچ سکتی وہی اوزار کام دیتا ہے۔ وہ کیا؟ لمبی اور مہین زبان، اس کے سرے پر چھوٹی چھوٹی نوکیں ہوتی ہیں، جیسے مچھلی پکڑنے کے کانٹوں کی نوکیں۔ زبان نکال کر اتنی بڑھا سکتا ہے کہ گہری گہری درزوں میں پہنچ جاتی ہے۔ اندر کے کیڑے تیز نوکوں میں چبھو کر نکال لاتا ہے۔ اس کی زبان میں کچھ لیس بھی ایسا ہے کہ چھوٹے کیڑے اور ان کے انڈے

Marfat.com

اس میں چمٹ آتے ھیں۔

اگلے زمانے میں بعض ملکوں کے لوگ اسے بہت ستایا کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ درختوں میں چھید کرکے سکھا دیتا ھے، مگر حقیقت میں بڑے کام کا جانور ھے۔ گلی ھوئی لکڑی کو کاٹ کر الگ کر دیتا ھے۔ جو کیڑے اندر ھوتے ھیں کھا لیتا ھے۔ اگر یہ کیڑے نہ کھائے تو درخت کا درخت خراب ھو جائے۔

کٹھ پھوڑا تنکوں وغیرہ کا گھونسلا نہیں بناتا۔ کسی درخت میں گلی ھوئی جگہ کھوکھ بنا لیتا ھے۔ مادہ گلی ھوئی کچھ چھپٹیاں سمیٹ لیتی ھے اور ان پر تین سے چھ تک سفید سفید انڈے دیتی ھے۔ بچے اڑنے سے بہت پہلے ھی ٹہنی ٹہنی دوڑنا اور درختوں پر چڑھنا سیکھ جاتے ھیں۔ اکثر پرندوں کا قاعدہ ھے کہ جن گھونسلوں میں رھتے ھیں انہیں صاف اور ستھرا رکھتے ھیں، مگر اسے یہ شوق نہیں۔ اس کا گھونسلا گندہ اور بدبو دار ھوتا ھے۔

بعض جگہ اسے چندرا بھی کہتے ھیں اور جاھل لوگ منحوس سمجھتے ھیں۔ بعض وھمیوں کو اگر معلوم ھو جائے کہ کٹھ پھوڑا ان کا رستہ کاٹ گیا ھے تو سفر کو جاتے جاتے پھر آتے ھیں۔

ھندوستان میں کئی قسم کے کٹھ پھوڑے ھیں۔ ان

Marfat.com

کے پر اکثر کالے اور سفید ملے جلے ہوتے ہیں۔ بعض میں کچھ زردی اور کچھ اور رنگت بھی نظر آتی ہے۔ نر کے سر پر اکثر یا تو قرمزی رنگ کا تاج ہوتا ہے یا رخساروں پر قرمزی دھاریاں۔

Marfat.com

بٹیر

کھیتیاں پکتی جاتی ہیں، کسانوں کو فصل کا خیال ہونے لگا۔ بٹیروں کی صاف صاف سیٹیاں کھیتوں میں سنائی دیتی ہیں۔ ہاں یہ پکتے ہوئے کھیتوں ہی پر آ گرتی ہیں۔

بٹیر کو سب جانتے ہیں۔ گول مول شکل، چھوٹی سی دم، چوڑے چوڑے پنجے، کالی آنکھیں، تیز اور شوخ نگہ، مڑی ہوئی چونچ، ماشی پر۔ ان میں ہلکی زردی، ملگجی سفیدی اور سیاہی کی چتیاں اور دھاریاں۔ مرغ کے بیان میں تم پڑھ چکے ہو کہ بٹیر کریدنے والا پرندہ ہے۔ یہ بات اس کی عادتوں سے بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ دیکھو، جو دانہ دنکا زمین سے نکالتی ہے، کرید کر نکالتی ہے۔ ہاں جبھی اس کے پاؤں پنجے ناخن ایسے مضبوط ہوتے ہیں اور کریدنے والے پرندوں کی طرح اس کی بھی تین انگلیاں آگے ہیں۔ ایک پیچھے کی انگلی بہت ہی چھوٹی ہے اور پنجے سے ذرا اونچی ہو کر لگی ہے۔ انہی کی طرح خم دار چونچ کے اوپر نتھنوں کے دو بڑے بڑے سوراخ ہیں۔ ایک فرق ہے کہ اکثر کریدنے والے پرندوں میں نر کے پنجوں سے اوپر، اندر کی طرف ایک

Marfat.com

ایک کانٹا ہوتا ہے، اس کے نہیں ہوتا۔

بٹیریں یا تو لمبی لمبی گھاس میں ملتی ہیں یا اناج کے کھیتوں میں یا ایسی زمینوں میں ہوتی ہیں جہاں سے غلہ کٹ جاتا ہے، ٹھنڈا اور جڑیں لگی رہتی ہیں۔ ملک کے مختلف علاقوں میں جہاں جہاں غلہ پکنے کا وقت آتا ہے وہیں جا پہنچتی ہیں۔ بٹیریں ہندوستان میں تمام سال اکثر نہیں ٹھہرتیں، برسات میں چلی جاتی ہیں۔ کہیں اور جاکر انڈے بچے نکالتی ہیں۔ یہ جانور رات کو سفر کرتا ہے اور اڑتا ہوا دور دور پہنچتا ہے۔ اس کی طرح اور پرندے بھی رات کو اکثر سفر کرتے ہیں جو ایک موسم کسی ملک میں بسر کرتے اور دوسرا موسم اور ملک میں۔ بعض قسم کی بٹیریں ہیں کہ ہمیشہ ہندوستان ہی میں رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک قسم کی بٹیر عام بٹیروں سے بہت ملتی ہے، مگر اس کا رنگ ان سے زیادہ چمکیلا ہے۔ اور نر کا پوٹا بھی کالا ہوتا ہے۔ مادہ اکثر چھ سات انڈے دیتی ہے۔ دیکھنے میں جیسے ملائی کی گولیاں، مگر گلابی مائل۔ ان پر کچھ بھوری سی چتیاں بھی ہوتی ہیں۔

بٹیروں کے پکڑنے کی ترکیب بہت آسان ہے۔ چڑی مار یا شوقین بٹیر باز، دس بیس یا زیادہ بولتی ہوئی بٹیریں جمع کرتے ہیں۔ ان کو پنجاب میں بلارے کہتے

Marfat.com

ھیں۔ رات کو کئی آدمی مل کر باھر جاتے ھیں۔ کسی ھرے کھیت کے کنارے پر بانس گاڑ کر ان کے پنجرے ٹانگ دیتے ھیں۔ اسی کھیت کے ایک کونے پر کھیتی کے اوپر بڑا سا جال بچھا دیتے ھیں کہ بیس تیس گز لمبا چوڑا ھوتا ھے۔ کھیت کے کنارے کنارے دونوں طرف جال سے لگی ھوئی میخیں گاڑ دیتے ھیں، اور جال کے سرے کو کچھ ان سے باندھ دیتے ھیں، کچھ پتھروں سے دبا دیتے ھیں۔ بلارے جب جنگل کی ٹھنڈی ٹھنڈی ھوا کھاتے ھیں تو خوش ھوکر بولنے لگتے ھیں۔ ان کی آواز پر چاروں طرف سے دور دور کی بٹیریں کھنچ آتی ھیں۔ وھیں کے کھیتوں میں چگنے الکتی ھیں۔ بولتی ھیں اور کلیلیں کرتی پھرتی ھیں۔ شکاری اور کھیتوں میں سے گھیرا دے کر جال والے کھیت کی طرف لے آتے ھیں۔ جب صبح کی روشنی نمودار ھوتی ھے تو کھیت کی دو کھلی طرفوں پر کئی آدمی جاتے ھیں اور کھیت میں گھس کر پاؤں کی آھٹ سے جال کی طرف دباتے آتے ھیں۔ جب بٹیریں ھٹتے ھٹتے کھیت کے کنارے پر جال کے تلے آجاتی ھیں تو کھیت میں سے نکل کر اڑنا چاھتی ھیں۔ وھاں جال کے سرے بند ھوتے ھیں، اس میں رک کر پھڑکنے لگتی ھیں۔ شکاری پکڑ پکڑ کر پھٹکی میں ڈال لیتے ھیں۔

Marfat.com

هندوستان میں لوگ بیٹیروں کو کھانے ہی کے لئے نہیں پکڑتے بلکہ جس طرح اور کئی قسم کے کریدنے والے جانوروں کو لڑاتے ہیں، اسی طرح انہیں بھی لڑاتے ہیں۔ اگرچہ ان کی لڑائی میں ایسی بے رخی نہیں ہے جیسی مرغوں کی لڑائی میں ہوتی ہے، کیونکہ یہ مرغوں کی طرح آپس میں خوں ریزی نہیں کرتیں، مگر پھر بھی یہ کام ظلم سے خالی نہیں ہے۔ اس سے بچنا بہتر ہے۔

Marfat.com

حواصل

دیکھو، یہ تیراک پرندہ ہے۔ اس کے پاؤں پر جھلی چھائی ہوئی ہے۔ ڈیل ڈول میں بہت ہی بڑا ہے۔ سر سے دم تک اکثر پانچ فٹ سے کچھ زیادہ مگر اڑنے میں سبک پرواز ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اڑتے وقت بازو بہت پھیل جاتے ہیں، یہاں تک کہ ایک سرے سے دوسرے تک آٹھ فٹ سے بھی زیادہ فاصلہ ہو جاتا ہے۔ ان مضبوط بازوؤں کی مدد سے دور دور کے سفر کرتا ہے۔ اڑنے میں لمبی سی گردن کو پیٹھ کی طرف جھکا لیتا ہے۔ چونچ لمبی اور سیدھی ہوتی ہے مگر نوک مڑی ہوئی۔ جب چونچ کھولتا ہے تو منہ بہت پھیل جاتا ہے۔ اس جانور میں یہ عجیب بات ہے کہ تلے کے جبڑے میں ایک کھال کی تھیلی ہوتی ہے۔ اس میں آٹھ سیر پانی آسکتا ہے۔ یہ اس کے شکار کے لئے قدرتی ٹوکری ہے جو مچھلیاں پکڑتا ہے اس میں بھرتا جاتا ہے۔

مچھلیوں ہی پر اس کا گزارا اکثر ہوتا ہے۔ سر کو پانی میں ڈبو لیتا ہے اور ادھر ادھر تیرتا ہوا انہیں لمبی سی چونچ سے پکڑتا پھرتا ہے۔ یہ بڑا کھاؤ ہے۔ بعض ملکوں کے آدمی اس کی پر خوری سے بھی

Marfat.com

روپیہ کماتے ھیں۔ چین کے مچھلی والے انہیں سدھاتے ھیں اور اپنے لئے مچھلیاں پکڑنی سکھاتے ھیں۔ جو شکار حواصل اپنی تھیلی میں بھر کر لاتے ھیں وہ اگلوا لیتے ھیں۔

حواصل بڑی بے ڈھنگی اور لڑکھڑاتی چال سے چلتا ھے۔ یہ اپنا گھونسلا درختوں پر بناتا ھے۔ وہ لکڑیوں کا ایک چبوترہ سا ھوتا ھے۔ اس پر دو یا تین سفید اور کھردرے انڈے مادہ دیتی ھے۔ جب سیتی ھے تو نر اس کے لئے مچھلیاں پکڑ لاتا ھے۔ بچے نکل آتے ھیں تو دونوں مل کر پالتے ھیں اور تھیلی سے مچھلیاں نکال نکال کر کھلاتے ھیں۔ نکالنے کے واسطے چھاتی کو چونچ سے دباتے ھیں۔ لال لال نوک سفید پروں پر لہو کا سا دھبا معلوم ھوتی ھے۔ یہی سبب ھے جو بعض ملکوں میں یہ بات مشہور چلی آتی ھے کہ یہ جانور ایسا جاں نثار ھے کہ بچوں کو اپنے لہو سے پالتا ھے۔

ھندوستان میں کئی قسم کے حواصل ملتے ھیں۔ ایک قسم کے حواصل جن کے بڑے قد ھوتے ھیں اور رنگ سفید، وہ ھمیشہ جاڑے کے موسم میں آسمان پر قطاریں باندھ کر آیا کرتے ھیں۔ بعض دفعہ غول کا غول قطار باندھ کر جھیل کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک چھا جاتا ھے۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس طرح شکار کھیلتا ھوا جاتا ھے کہ ایک مچھلی

Marfat.com

بھی مشکل سے بچتی ہے۔ ہندوستان میں خاکستری رنگ کے حواصل اور قسموں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔ یہیں انڈے بچے دیتے ہیں اور جن میدانوں میں دریا، تالاب وغیرہ اکثر ہوتے ہیں، وہاں رہتے سہتے ہیں۔ برسات میں پنجاب کے سب دریاؤں پر موجود ہوتے ہیں اور یہاں انہیں پین کہتے ہیں۔ لیکن اس علاقے میں ان کے گھونسلوں کا پتا تک نہیں لگا۔ کہتے ہیں کہ پین کی کھال میں سے ایسا تیل نکلتا ہے کہ بعض قسم کی مچھلیاں اس کی بو پر دوڑتی ہیں۔ بنگالے میں بعض جگہ مچھلی والے مچھلیاں پکڑنے میں اس سے یہی کام لیتے ہیں۔ مچھوا اسے اپنی کشتی کے کنارے پر باندھ لیتا ہے اور کبھی اس کی آنکھیں بھی سی دیتا ہے کہ دیکھ کر کھا نہ جائے۔

Marfat.com

کُلنگ

جاڑا آن پہنچا - اب کلنگوں کے غول کے غول دکھائی دینے لگے - ایک دوسرے کے آگے پیچھے کیا برابر قطار باندھی ہے۔ وہ ہمارے سر پر اڑے چلے جاتے ہیں - پتلی پتلی گردنیں آگے کو بڑھائی ہوئی ہیں، لمبے لمبے پاؤں پیچھے لٹکائے ہوئے - پاؤں کیا ہیں گویا جھنڈیوں کے پھریرے ہیں کہ لہرا رہے ہیں - ان کو اڑتے ہوئے دیکھ کر عجب لطف آتا ہے - سرگروہ آگے آگے اڑا چلا جاتا ہے - رستے سے کیسا واقف ہے کہ ذرا بھٹکتا نہیں - اس کے پیچھے دو قطاریں پھیلی ہوئی ہیں جیسے کھلی ہوئی قینچی - قطار کی قطار ادھر ادھر مڑتی ہے مگر اپنی جگہ سے ایک بھی نہیں سرکتا کہ انتظام میں فرق نہ آجائے -

کلنگ بڑا پرندہ ہے۔ سر سے دم تک تین یا ساڑھے تین فٹ ہوتا ہے - پر پھیلا لیتا ہے تو بازو کی اس نوک سے اس نوک تک چھ فٹ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اس کے پروں میں خاکستری رنگ زیادہ پایا جاتا ہے مگر پھر بھی خوب صورت جانور ہے - لمبے لمبے خوش نما پر جن کی نوکیں کالی ہوتی ہیں بازوں سے نکلتے ہیں، کلغی کی طرح

Marfat.com

اونچے اٹھ کر دونوں طرف لٹک جاتے ہیں اور عجب بہار دیتے ہیں۔ اس کی آواز ایک خاص طرح کی ہے، بہت دور سے سنائی دیتی ہے۔ تیز نظر آدمی کی نگاہ ابھی کام نہیں کرنے پاتی کہ آواز ہی سے لوگ جان جاتے ہیں کہ کہیں ادھر ادھر کلنگ ضرور ہے۔ وہ بڑا چوکنا رہتا ہے۔ اوپری چیز دیکھی یا غیر آواز سنی اور اڑ گیا۔ اس کا زمین سے اٹھنا بڑی مشکل ہے۔ پہلے مضبوط بازوؤں کو بڑی محنت سے آہستہ آہستہ ہوا پر مارتا ہے مگر ایک دفعہ اڑا اور چل نکلا۔

یہ ہندوستان میں ملتا تو ہر جگہ ہے مگر ممالک مغربی اور شمالی اور پنجاب میں اس کی بہتات ہے۔ یہ تمام سال اس ملک میں نہیں ٹھیرتا۔ سردی آتے ہی آن موجود ہوتا ہے۔ گرمی آئی اور سرد ملکوں کی طرف بھاگا۔ یا تو ایشیا کے شمال میں چلا جاتا ہے یا یورپ میں۔ وہیں انڈے دے کر بچے نکالتا ہے۔ اکثر دلدل کی زمین پر ایک سیدھا سادہ گھونسلا بنالیتا ہے۔ اس میں گہری سبز رنگت کے دو انڈے دیتا ہے جن پر بھوری بھوری چتیاں بھی ہوتی ہیں۔ جب بچے انڈوں سے نکلتے ہیں تو ان کے چھوٹے چھوٹے جسم ہوتے ہیں، نرم نرم روئیں، لمبی لمبی ٹانگیں، ایک عجیب شکل دکھائی دیتی ہے۔

Marfat.com

کلنگ صبح شام دھندلکے کے وقت چرتا چگتا ہے
اور جہاں اناج کے کھیت پاتا ہے خراب کر دیتا ہے۔
جب دن کو دھوپ تیز ہو جاتی ہے تو جھیلوں اور
دریاؤں کے کنارے پر چلا جاتا ہے۔ یا تو وہیں آرام
کرتا ہے یا پانی میں چل پھر کر دن کاٹتا ہے۔ اس
واسطے پانی میں چلنے والے پرندوں میں سے ہے۔

اس کا گوشت مزے کا ہوتا ہے، اسی واسطے
لوگ شکار کرتے ہیں۔ اس کے کئی طریقے ہیں۔ کبھی
تو اس پر بہری چھوڑتے ہیں، یہ بڑا تماشے کا شکار ہوتا
ہے۔ البتہ بہری خوب سدھی ہوئی چاہئے کہ ایسے
بڑے پرندے تک پہنچے اور اسے مار سکے۔ کبھی
شکاری دبکی بھی لگا کر جاتے ہیں اور بندوق سے
مارتے ہیں۔ اس میں ہوشیاری بھی چاہئے اور آہستگی
بھی، کیونکہ یہ جانور بھڑکتا بہت ہے۔ اس کے
پاس پہنچنا آسان نہیں۔ ہندوستان کے شکاری اکثر
ان کے چرنے چگنے کی جگہ معلوم کر لیتے ہیں اور
صبح سے پہلے پہلے اندھیرے منھ وہاں جا پہنچتے ہیں۔
کسی آڑ کی جگہ دبک کر بیٹھ جاتے ہیں اور تاکتے
رہتے ہیں۔ جب یہ جانور وہاں آتے ہیں تو ایک دو کو
مار ہی لاتے ہیں۔

Marfat.com

شتر مرغ

اس کے برابر کوئی بڑا پرندہ نہیں۔ قد چھ فٹ سے آٹھ فٹ تک ہوتا ہے۔ نر سے مادہ چھوٹی ہوتی ہے۔ اس جانور کے ڈیل ڈول پر خیال کریں تو سر چھوٹا معلوم ہوتا ہے، گردن لمبی۔ بچوں کے سر اور گردن دونوں پروں سے ڈھکے رہتے ہیں مگر جوانی تک صرف پتلا پتلا سا رواں رہ جاتا ہے۔ اس میں سے چمڑی جھلکنے لگتی ہے۔ نر کے جسم پر سیاہ چمکیلے پر ہوتے ہیں۔ مادہ اور بچوں کے پر گہرے خاکستری۔ ان میں کہیں کہیں سفید پر بھی ہوتے ہیں۔ دم اور بازوؤں میں سے نرم نرم اور لمبے لمبے سفید پر پیچھے کو لٹکتے ہیں۔ ان میں کچھ سیاہ پر بھی ہوتے ہیں۔ سفید پروں میں کبھی کبھی سیاہ چتیاں بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔ اس کے بازو چھوٹے اور کمزور ہیں، اس لئے اڑ نہیں سکتا، ہاں دوڑنے میں ان سے مدد لیتا ہے۔

رانیں ننگی ہیں، نہ پر نہ رواں، باقی پاؤں سخت اور کھردرے۔ اس کی ٹانگیں نہایت مضبوط ہوتی ہیں اس لئے دوڑنے میں بہت تیز ہوتا ہے۔ لات اس زور سے مارتا ہے کہ تیندوا بھی اس پر حملہ کرنے سے جی چراتا

Marfat.com

ہے۔ اس کی دو دو ہی انگلیاں ہوتی ہیں۔ ایک اندر کی طرف، وہ بہت بڑی ہوتی ہے سات انچ لمبی، جس میں ایک ناخن بھی ہوتا ہے۔ دوسری باہر کو، وہ بہت چھوٹی سی ہے، اس میں ناخن نہیں۔ یہ جانور ایسا زور آور ہے کہ دو آدمی اس کی پیٹھ پر سوار ہو جائیں تو آسانی سے لے جائے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی ہوتی ہیں، پپوٹوں پر پلکیں۔ نظر ایسی تیز کہ لق و دق صحرا میں دور دور تک کام کرتی ہے۔

آواز میں ایسی گرج کہ شیر ببر کی دھاڑ کا شبہ ہو پڑتا ہے۔ اکثر کڑکڑاتا بھی ہے۔ جب جھنجھلاتا اور لاتیں چلاتا ہے تو بڑے زور سے سیں سیں کرتا ہے۔

عرب اور افریقہ کے خشک ریتلے میدانوں میں ان کے غول کے غول پھرا کرتے ہیں۔ یہ بڑا کھاؤ ہے۔ دانہ گھاس، بہت کچھ چر چگ جاتا ہے۔ اناج کے کھیت کو ایک غول تھوڑی دیر میں صاف کردیتا ہے۔ مدت تک بن پانی جی سکتا ہے، اور ریگستان کے متیرے کھا کر پیاس بجھا لیتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے پرندے اکثر ریت کے دانے چگ لیا کرتے ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے۔ شتر مرغ کو ایسی ضرورت پڑے تو بڑے بڑے روڑے نگل جاتا ہے۔ جب بند کیا جائے تو جو سامنے آجائے ہڑپ کر جاتا ہے۔

Marfat.com

لوہے، شیشے، اینٹوں کے ٹکڑے، پرانی جوتیوں کے لیتڑے بھی نہیں چھوڑتا۔ ایک دفعہ کسی شتر مرغ نے پیسے چگ لئے۔ ان کا ایسا زہر چڑھا کہ کام تمام ہو گیا۔

شتر مرغ ریت کو اوپر سے کرید کر گڑھا سا بنا لیتا ہے۔ اس میں مادہ انڈے دیتی ہے اور ان کو پیندی کے بل لٹکا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ رات کو تو مادہ سیتی ہے دن کو سورج کی گرمی۔ اسی سے انڈوں میں بچے پڑتے جاتے ہیں۔ مگر جنوبی افریقہ میں دن کو نر بیٹھتا ہے۔ انڈا وزن میں ڈیڑھ سیر کے قریب ہوتا ہے۔ چھلکا موٹا اور مضبوط، دیکھنے میں ملائی کے رنگ کا ہوتا ہے اور بہت طرح سے کام میں آتا ہے۔ اس میں پانی رکھتے ہیں، وہ ڈھائی سیر کے قریب آ جاتا ہے۔ برابر دو ٹکڑے کر لیتے ہیں، خاصے دو پیالے بن جاتے ہیں۔ ٹوٹے پھوٹے ٹکڑوں کی ڈوئیاں اور چمچے بناتے ہیں۔ انڈے اس طرح پکاتے ہیں کہ پیندی کو انگاروں پر ٹکا دیتے ہیں۔ اوپر ایک سوراخ کر دیتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی دو شاخی لکڑی اس میں ڈال کر پھراتے رہتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں اتار کر کھا لیتے ہیں۔ افریقہ والوں کو ان کے انڈے بہت بھاتے ہیں اور وہ ان کے بچوں کو بھی کھاتے ہیں۔

شتر مرغ بہت آسانی سے ہل جاتا ہے۔ جنوبی

Marfat.com

افریقہ میں جہاں انگریزوں کی آبادی ہے، لوگ پروں کے لالچ سے ان کے غول کے غول پالتے ہیں ۔ یہ پر یورپ میں جاکر بکتے ہیں ۔ ٹوپیوں وغیرہ میں زیبائش کے لئے لگائے جاتے ہیں ۔ بازو اور دم کے سفید لمبے پر بڑی قیمت پاتے ہیں ۔ ان کو ان کے بچے اس ترکیب سے نکالتے ہیں کہ انڈے لے کر صندوقچوں میں رکھتے ہیں ۔ ان کے اوپر گرم پانی کے طشت دھر دیتے ہیں ۔ نیچے لمپ سے گرمی پہنچاتے ہیں اور روز انڈوں کو الٹتے پلٹتے رہتے ہیں ۔ اس طرح سے چھ ہفتے میں بچے نکل آتے ہیں ۔

لوگ پروں کے واسطے شتر مرغ کا شکار بھی کرتے ہیں ۔ یہ دوڑنے میں گھوڑے کی نسبت بہت تیز ہے ۔ اگر سیدھا بھاگتا تو کسی کے ہاتھ نہ آتا مگر اسے عادت ہے کہ ترچھا دوڑتا ہے ۔ شکاری جانچ لیتا ہے کہ اس کا رخ کدھر ہے ۔ اسی خط پر جا لگتا ہے ۔ جہاں زد پر آیا اور گولی ماری ۔ جنوبی افریقہ والے ان کی کھالیں پہن لیتے ہیں اور انہی کا بھیس بدل کر ان کے غولوں کے پاس جا پہنچتے ہیں ۔ اکثر زہر کے بجھے ہوئے تیر رکھا کرتے ہیں، ان سے ایک ایک کرکے بہتیرے مار لیتے ہیں ۔

شتر مرغ اور اس وضع کے اور جانور دوڑنے والے پرندے کہلاتے ہیں اور ہندوستان میں نہیں ہوتے ۔

Marfat.com

کیڑوں کا بیان

ریشم کا کیڑا

جو فائدے ریشم کے کیڑے سے ہوتے ہیں وہ کسی کیڑے سے نہیں ہوتے۔ یاد ہے شہتوت کے بیان میں بھی اس کا ذکر آچکا ہے کہ یہ ان کیڑوں میں سے ہے جو تین حالتیں بدلتے ہیں۔ اس کے انڈے رائی کے دانے سے بھی کچھ چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہر ایک انڈے میں سے ایک چھوٹا سا کرم نکلتا ہے۔ پہلے کوئی پاؤ انچ سے زیادہ نہیں ہوتا، مگر کھاتا بہت ہے اور جلدی جلدی بڑھ جاتا ہے۔ تھوڑے عرصے میں اتنا ہو جاتا ہے کہ پوست میں نہیں سماتا۔ اسے سر کی طرف سے چیرتا ہے اور کینچلی کی طرح اتار کر پھینک دیتا ہے۔ نیا پوست اول اول خوب ڈھیلا ڈھالا اور نرم نرم ہوتا ہے۔ اسی میں جلدی جلدی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چار پانچ پوست اتارتا ہے۔ جب پورا قد نکال چکتا ہے تو لمبائی میں کوئی تین انچ کا ہو جاتا ہے۔ زردی لئے خاکستری رنگ ہوتا ہے۔ جسم کے

Marfat.com

گرد بارہ چھلے، دونوں کروٹوں میں نو نو چھید جن سے دم لیتا ہے۔ سولہ ٹانگیں۔ دونوں کنپٹیوں میں سات سات آنکھیں۔ دو پتلی پتلی نلیاں جسم میں دور تک پھیلی ہوئی، نلیوں کے منھ ٹھیک جبڑے کے نیچے، ان میں ایک لیس دار چیز۔ ریشم انہی نلیوں سے بناتا ہے۔ اسے اکثر سفید شہتوت کے پتے کھلایا کرتے ہیں کہ یہ اور درختوں کے پتوں سے زیادہ موافق ہیں۔ جتنا بڑھنا ہوتا ہے کوئی چھ ہفتے میں بڑھ چکتا ہے۔ اب کھانا چھوڑ دیتا ہے اور ریشم نکالنا شروع کرتا ہے۔ بیٹھا بیٹھا سر کو ادھر ادھر موڑتا ہے یہاں تک کہ ریشم کا کویا اپنے اوپر بنالیتا ہے۔ اس ریشم کا ہر تار دھرا ہوتا ہے۔ کیونکہ انہی دو چھوٹی نلیوں میں سے نکلتاہ ہے اور یہ تار لمبا بھی بہت ہوتا ہے۔

یہ کویا تین چار دن میں بنتا ہے۔ کبھی پانچ دن میں بھی۔ یہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ جتنا کبوتر کا انڈا اور رنگ میں ہلکا سنہری۔ ان دنوں میں یہ گھٹتے گھٹتے پہلے سے آدھا رہ جاتا ہے، اس لئے کہ ریشم اپنے اوپر تنتا ہے اور کھانا بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اب ایک پوست پھر اتارتا ہے۔ اس وقت وہ مردہ سا ہو جاتا ہے۔ چکنا چکنا پوست ہوتا ہے۔ بھورا رنگ، ایک طرف سے نکیلا جسم۔ جب کوئی کیڑا اس

Marfat.com

حالت میں ہوتا ہے تو انگریزی میں اسے کرسلس[1] کہتے ہیں۔ دو تین ہفتے تک کوئے کے اندر یہ اسی طرح پڑا رہتا ہے اور اس عرصے میں اندر ہی اندر پر نکال کر پروانہ بن جاتا ہے۔ پہلے تو پوست کو پھاڑتا ہے، پھر کوئے سے نکلنے کی یہ ترکیب کرتا ہے کہ اس کے تاروں کو جو چیپ سے چپکے ہوئے ہیں، منھ کے لعاب سے تر کرلیتا ہے اور انہیں ہٹا کر باہر آنے کا رستہ اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ مگر اس سے ریشم خراب ہو جاتا ہے۔ اس کے بچانے کی ترکیب یہ ہے کہ جن کیڑوں کے انڈے لینے ہوتے ہیں ان کے کوئے الگ کر لیتے ہیں۔ باقی کو کھولتے پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ یا تنور میں سینک لیتے ہیں یا کوئی اور ترکیب کرتے ہیں کہ وہ کیڑے اندر ہی اندر مر جاتے ہیں۔

انڈوں کے لئے جو کوئے الگ کرتے ہیں انہیں ایسے کوٹھے میں سفید کپڑے پر پھیلا دیتے ہیں جس میں کچھ اندھیرا ہوتا ہے۔ انڈوں سے جب پروانے بن کر نکلتے ہیں تو اڑ جانے کا ارادہ نہیں کرتے ہیں، کپڑے پر رہتے ہیں، اور مادہ یہیں انڈے دیتی ہے۔ پروانے اس حالت میں کچھ کھاتے نہیں۔ چند روز میں

۱- CHRYSALIS -ادارہ

Marfat.com

مر جاتے ھیں۔

جب ریشم کو چرخی پر چڑھاتے ھیں تو کوئے گرم پانی میں ڈال دیتے ھیں کہ لیس چھٹ جائے اور تار الگ الگ ھو جائیں۔ پھر چار پانچ تاروں کے سرے لیتے ھیں۔ انہیں بٹ کر ایک تاگا بناتے ھیں اور چرخی پر لپیٹتے جاتے ھیں۔

ریشم سب سے پہلے چین میں بنا تھا اور سب سے اچھے کیڑے بھی وھیں سے ھاتھ آئے تھے۔ تیرہ سو برس سے زیادہ ھوئے کہ یہ کیڑے یورپ میں عجیب طور سے پہنچے۔ چینی چاھتے تھے کہ ھمارے سوا دوسرے کے پاس نہ ھوں، لیکن یورپ کے دو پادری وھاں وعظ کرنے گئے۔ انہوں نے ان کے پالنے کی ساری ترکیب سیکھی اور کسی ڈھب سے انڈے بھی لئے۔ انہیں ایک کھوکھلے بیت میں چھپا کر اسلامبول[1] لے گئے۔ جب موسم آیا تو انڈوں میں سے کیڑے نکلے۔ انہیں جنگلی توت کے پتوں سے پالا۔ پھر تو ان کی پود بڑھی اور کروڑوں کیڑے ھوگئے۔ انھی کی نسل یورپ اور ایشیا کے بہت سے ملکوں میں پھیلی ھے۔

ھندوستان میں ریشمی کپڑا جو بنتا ھے اس میں سے بہتیرا اس ریشم کا ھوتا ھے جو اور ملکوں سے آتا

۱۔ استنبول

Marfat.com

ہے۔ پنجاب کے بعض ضلعوں میں جو پہاڑ کے قریب ہیں، اور ہندوستان میں کہیں کہیں اور بھی انہی چین کے ریشمی کیڑوں کی نسل پالتے ہیں۔ مگر ہندوستان میں ریشم کے کیڑے اور قسم کے بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور ٹسر کے کیڑے ہیں۔

ٹسر کے کیڑے ہندوستان کے جنگلوں میں بہت ہوتے ہیں اور ہمالیہ پہاڑ کے نیچے نیچے اکثر مقاموں میں ملتے ہیں۔ ان کے کویوں کی سال بھر میں دو فصلیں ہوتی ہیں۔ پروانے آتی برسات نکل آتے ہیں۔ ان میں سے مادہ مختلف قسم کے درختوں کے پتوں اور ٹہنیوں پر انڈے دے دیتی ہیں۔ انڈے اول اول چپچپے ہوتے ہیں۔ جہاں دیتی ہیں وہیں چپکے رہتے ہیں۔ ایک ایک مادہ سو سو دو دو سو انڈے دیتی ہے اور ایک دو دن میں نر اور مادہ سب کے سب مر جاتے ہیں۔ انڈوں میں سے چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے کرم نکل آتے ہیں اور پتوں کو کھا کھا کر بہت جلد بڑھ جاتے ہیں۔ پہلے ان کا رنگ زرد ہو جاتا ہے، اس میں کالے کالے چھلے اور چتیاں۔ پھر سبز ہو جاتا ہے۔ اس میں نہایت خوب صورت چھوٹی چھوٹی چتیاں ہوتی ہیں، کچھ سرخ، کچھ نیلی، کچھ سنہری۔ جب پورے قد کے ہو جاتے ہیں تو کوئے بناتے ہیں اور پھر حالت

Marfat.com

بدل کر وهی مرده سے هو جاتے هیں ۔ انڈے دیئے جانے سے کوئی تین مهینے بعد نئے پروانے نکل آتے هیں ۔ یه بهی انڈے دیتے هیں اور مر جاتے هیں۔ جو کرم نئے انڈوں سے نکلتے هیں وه اپنے کوئے شروع جاڑے میں بنا لیتے هیں۔ باقی جاڑے اور گرمی مرده سے پڑے رهتے هیں۔ پهر اگلے برس کی طرح آتی برسات میں پروانے نکلتے هیں۔ سرکار نے ٹسر کی ترقی میں بڑی کوشش کی هے اور اب بهی کر رهی هے که اس کے تیار کرنے کی کوئی اچهی ترکیب نکل آئے اور خرچ بهی کم هو جائے۔ غالب هے که یه امید بر آئے۔ اگر یه بات خاطر خواه هوگئی تو هندوستان سے اس کی بڑی دساور اور ولایتوں میں جایا کرے گی اور اس تجارت سے یہاں کی دولت اور رونق میں ترقی هوگی۔

تخمیناً کوئی باره هزار قسم کے پروانے اور تیتریاں هیں۔ سب ریشم کے کیڑے کی طرح تین حالتیں بدلتے هیں۔ جب پردار هو جاتے هیں تو ان کے چار پر هوتے هیں ۔ ان پر کهپریل کے کهپروں کی طرح ننهے ننهے چهلکے چهائے هوئے۔ اگر پروانے یا تیتری کے بازو پکڑو تو وهی ننهے ننهے چهلکے چٹکی میں لگ جائیں گے۔ ان میں سے بهتیرے کیڑے ایسے هیں جو ریشم کے کیڑے کی طرح کوئے بناتے هیں، مگر همارے کام

Marfat.com

کے تھوڑے ہی ہوتے ہیں ۔ بعض بڑا نقصان کرتے ہیں ۔ اونی کپڑوں اور پوستینوں میں انڈے دے دیتے ہیں۔ جب کرم انڈے سے نکلتا ہے تو وہی اون یا سمور کھاتا ہے اور اسی کا چھوٹا سا گھر بنا لیتا ہے ۔ ایک طرف سے اس کا منھ کھلا رکھتا ہے اور اس وقت تک اس میں رہتا ہے جب تک کرسلس کا وقت نہ آجائے ۔ بہت قسم کی تیتریاں ایسی ہیں جن کے کرم پودوں کو بڑا نقصان پہنچاتے ہیں۔ بعض تیتریاں نہایت خوب صورت ہو جاتی ہیں۔ ان کے پروں میں طرح طرح کے رنگ چمکتے ہیں اور یہ سب انہی ننھے ننھے چھلکوں کی بدولت ہیں ۔ یہ پھولوں پر اڑتی پھرتی ہیں اور لمبی لمبی نازک سونڈوں سے ان کا رس چوستی ہیں، مگر افسوس کہ عمر بہت کم ہوتی ہے۔ چند روز ہی زندگی کا مزا لیتی ہیں اور مر جاتی ہیں ۔

Marfat.com

شہد کی مکھی

یہ دیکھنے میں کیسی ناچیز اور چھوٹی سی ہے۔ بھورے رنگ کا صوفیانہ لباس پہنے ہے۔ چمکیلے رنگ جو بعض کیڑوں میں ہوتے ہیں اس میں ایک بھی نہیں۔ پھر بھی اس سے زیادہ کوئی جانور غور سے دیکھنے کے قابل نہیں۔ اس سے زیادہ اس کے کاروبار کو دیکھ کر لطف آتا ہے۔ نہ بناوٹ میں اس سے بڑھ کر کوئی عجیب دکھائی دیتا ہے۔ بہتیرے فاضلوں نے انہی کی تحقیقات میں اپنی عمریں پوری کردی ہیں۔

شہد کی مکھیاں اکٹھی ہوکر رہتی ہیں۔ اگر جنگلی ہوں تو اکثر درخت کے کھوکھ میں گھر بنایا کرتی ہیں۔ لیکن بہتیرے ملک ایسے ہیں کہ وہاں کے لوگ انہیں کثرت سے پالتے ہیں۔ ان کے رہنے کے لئے ایک خاص گھر بنادیتے ہیں۔ اس میں دس ہزار سے ساٹھ ہزار تک اکثر رہتی ہیں۔ ان میں ایک رانی ہوتی ہے۔ چھ سو سے دو ہزار تک نر، جو سارے نکھٹو ہیں، باقی سب کام کرنے والیاں۔ یہ تینوں تین حالتیں بدلتی ہیں۔ جب تیسری حالت میں آتی ہیں تو سینے

Marfat.com

والے حصے میں چھ ٹانگیں ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک ٹانگ
کے سرے پر مہین مہین انڈے سے۔ انہی سے اپنے
گھر کی چھت پر چلتی پھرتی ہیں اور آپس میں اس
طرح لٹک جاتی ہیں کہ اوپر والی کے پچھلے پاؤں
کے آنکڑے نیچے والی کے اگلے پاؤں کے آنکڑے میں
اٹک جاتے ہیں۔ ان کے سر پر دو مہین مہین شاخیں
سی آگے کو نکلی ہوتی ہیں جن سے چیز کو ٹٹول لیتی
ہیں۔ انہی کی مدد سے اندھیرے میں کام کرتی ہیں۔
انہی سے کسی طور پر گھر کے کاروبار کی خبر ایک
دوسرے کو پہنچاتی ہیں۔ لوگوں کی یہ بھی رائے ہے
کہ وہی شاخیں کانوں کا کام دیتی ہیں اور انہی
سے وہ آواز سنتی ہیں۔ دونوں پہلوؤں میں دو دو بازو
بھی ہوتے ہیں۔ یہ ایک باریک شفاف جھلی ہے
جو ایک سخت چیز پر منڈھی ہوتی ہے۔ آگے کی طرف
دو بڑی بڑی اور سر کے اوپر تین چھوٹی چھوٹی آنکھیں
ہیں۔ سینے اور پیٹ والے حصے اور ٹانگوں پر بال
ہوتے ہیں۔ نیچے کا ہونٹ لمبا ہو کر ایک سونڈ سی
بن جاتا ہے۔ اس پر بھی مہین مہین بال ہوتے ہیں۔
مکھیاں جو پھولوں پر اڑتی پھرتی ہیں اسی سے رس
چوس لیتی ہیں۔ یہی رس شہد ہے۔ جتنا شہد چوستی ہیں
سب نہیں کھا جاتیں۔ ان کے پیٹ والے حصے میں ایک

Marfat.com

ننھی سی تھیلی ہوتی ہے، کچھ اس میں رکھ کر گھر میں لے آتی ہیں۔ کام والیوں کی پچھلی ٹانگوں میں باہر کی طرف دو خانے ہوتے ہیں۔ جب پھولوں پر بیٹھتی ہیں تو مہین مہین غبار جو پھول میں ہوا کرتا ہے ان کے سینے، پیٹ اور ٹانگوں کے بالوں میں چمٹ جاتا ہے۔ وہ ان میں سے غبار سمیٹتی ہیں اور ان دونوں خانوں میں بھر کر گھر لے آتی ہیں۔ رانی اور نکھٹوؤں کی ٹانگوں میں یہ خانے نہیں ہوتے۔ رانی اور کام والیوں کے پیٹ والے حصے کے سرے پر ایک ڈنک ہوتا ہے۔ ڈنک کیا ہے! دو برچھیاں سی ہیں، بال سے بھی پتلی۔ ان دونوں میں باہر کی طرف ادھر ادھر نوکوں کے پاس ایک دوسری نوک پیچھے کو ابھری ہوتی ہے، جیسے مچھلی پکڑنے کے کانٹے میں، اور ایسی مہین کہ خرد بین بغیر ہرگز نظر نہیں آتی۔ یہ برچھیاں میان میں ہوتی ہیں۔ وہ ایک زہر کی تھیلی سے ملا ہوتا ہے جو اس کے پیٹ والے حصے میں ہوتی ہے۔ جب دشمن پر حملہ کرتی ہیں تو میان کو بدن میں چبھوتی ہیں۔ تھیلی سے زہر نکل کر زخم میں دوڑ جاتا ہے۔ برچھی کی نوکیں اور بھی گھاؤ کو گہرا کر دیتی ہیں۔ نکھٹوؤں کے یہ ڈنک نہیں ہوتے۔

کام والی اور نکھٹو دونوں سے رانی بڑی ہوتی ہے

Marfat.com

اور سارے انڈے یہی دیتی ہے۔ کام والیاں بہت سے چھوٹے چھوٹے خانے بنا رکھتی ہیں۔ انہی میں بچے نکلتے ہیں۔ جب رانی انڈے دیتی ہے تو بارہ ایک کام والیاں باڈی گارڈ کی طرح اس کے ساتھ حاضر رہتی ہیں۔ رانی خانے خانے میں ایک ایک انڈا دیتی پھرتی ہے۔ یہ سپاھی اس حالت میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسے شہد کھلاتے ہیں۔ اس کے انڈوں کا شمار موسم پر ہے۔ کسی موسم میں کم ہوتے ہیں، کسی میں زیادہ۔ لیکن اکثر دو تین سو انڈے روز دیتی ہے اور کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ۔

تین دن کے اندر انڈے تڑخ کر بچے نکل آتے ہیں۔ بہت ھی چھوٹے چھوٹے سفید کرم ہوتے ہیں۔ ان کی ٹانگیں بالکل نہیں ہوتیں۔ کنڈلی مارے اپنے خانوں میں پڑے رہتے ہیں۔ کام والیاں وہی پھولوں کا غبار اور شہد لے کر پانی میں ملاتی ہیں اور پانچ دن تک انہیں چٹاتی ہیں۔ وہ اس عرصے میں اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ خانوں میں کچھ تھوڑی ھی جگہ رہ جاتی ہے۔ پھر کام والیاں ان خانوں کے منھ باھر سے بند کردیتی ہیں۔ وہ اندر ھی ریشم کے کیڑے کی طرح کوئے بنایا کرتے ہیں اور اسی طرح دوسری حالت بدل کے مردہ سے ہو جاتے ہیں۔ جب مکھی بن جاتے ہیں

Marfat.com

تو کوئے کو توڑ کر خانے کے باہر نکل آتے ہیں۔ کام والیاں ان کی بڑی خاطر داری کرتی ہیں اور کھانا پہنچاتی ہیں۔

نکھٹوؤں کے واسطے جو خانے بنتے ہیں وہ کام والیوں کے خانوں سے بڑے ہوتے ہیں۔ رانی ایسی عقل مند ہے کہ نکھٹوؤں کے انڈے انہی کے خانوں میں دیتی ہے اور کام والیوں کے انڈے ان کے خانوں میں۔ کام والیاں جو خانے رانی مکھیوں کے واسطے بناتی ہیں وہ اور خانوں کی نسبت بہت ہی بڑے تیار کرتی ہیں۔ لیکن جن انڈوں میں سے رانیاں اور کام والیاں پیدا ہوتی ہیں وہ ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ بچوں کا رانی ہونا یا کام والی ہونا ان کی خوراک پر موقوف ہے۔ دیکھو، کیا عجیب بات ہے کہ جب کسی سبب سے رانی نہ رہے تو کبھی کبھی کام والیاں تین گھروں کو توڑ کر ایک بڑا خانہ بنالیتی ہیں۔ دو خانوں میں جو چھوٹے چھوٹے کرم پڑے ہوتے ہیں انہیں نکال کر پھینک دیتی ہیں اور تیسرے کے لئے شاہانہ کھانے حاضر کرنے شروع کرتی ہیں۔ وہی بڑھ کر رانی ہو جاتی ہے۔

دو رانیاں ایک گھر میں نہیں رہ سکتیں۔ اگر اتفاقاً ہو جائیں تو دونوں میں ایسی سخت لڑائی

Marfat.com

ہوتی ہے کہ ایک مر جاتی ہے۔ بلکہ رانی کا بس ہو تو جن خانوں میں رانی بچے پل رہے ہیں انہیں زبردستی توڑے اور ڈنک مار کر مار ڈالے مگر کام والیاں ایسا کرنے نہیں دیتی ہیں۔ جب گھر میں مکھیوں کی افراط ہو جاتی ہے اور ان میں کوئی نئی رانی بھی اپنے خانے میں سے نکلنے والی ہوتی ہے تو بہت سی کام والیاں پرانی رانی کو آگے سے آکر گھیر لیتی ہیں اور اسے حریف پر حملہ نہیں کرنے دیتیں۔ پرانی رانی بے چین ہو کر گھبرانے لگتی ہے اور آخر اڑ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ بہت سی مکھیاں ایک جتھا باندھتی ہیں اور اکٹھی اڑ جاتی ہیں کہ کہیں نئی آبادی قائم کریں۔ جو مکھیاں پرانے وطن میں رہ جاتی ہیں وہ یہاں نئی رانی کو تخت شاہی پر بٹھا دیتی ہیں۔ اکثر برس میں دو دو تین تین جتھے نکل جاتے ہیں۔ رانیاں تین برس سے اکثر زیادہ جیتی ہیں۔

نکھٹو بڑے سست ہوتے ہیں، کام بالکل نہیں کرتے اور کھاتے بہت ہیں۔ سال بھر میں ایک دفعہ جتنے نکھٹو موجود ہوتے ہیں انہیں کام والیاں نکال کر مار ڈالتی ہیں۔

گھر کا سارا کام، کام والیاں کرتی ہیں۔ خانے بناتی ہیں۔ شہد لا کر جمع کرتی ہیں۔ رانی کی حفاظت اور

Marfat.com

خدمت میں سرگرم رہتی ہیں۔ بچے پالتی ہیں۔ نکھٹوؤں
کو مار ڈالتی ہیں۔ گھر کی نگہبانی کرتی ہیں۔ ان کے
خانے موم کے ہوتے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ موم
شہد سے نکلتا ہے اور کام والیوں کے پیٹ والے
حصے میں تیار ہوتا ہے۔ خانے برابر برابر بہت خوب
صورتی سے بنے ہوتے ہیں۔ تمہیں یاد ہے؟ ابھی ہم کہہ
آئے ہیں کہ انہی میں سے بعضوں میں بچے نکلتے ہیں۔
باقیوں میں بچوں کے لئے خوراک اور پردار مکھیوں
کے لئے شہد جمع ہوتا ہے۔ مہال چھتوں میں لگے
رہتے ہیں۔ ان میں دو طرفہ خانے ہوتے ہیں اور خانوں
کی پیٹھیں آپس میں ملی ہوئی۔ مہال گویا موم کا ایک
تختہ ہوتا ہے جس میں شش پہلو خانے دونوں طرف
کھدے ہوتے ہیں۔ مکھیاں مہال کو اوپر سے بناتی ہیں۔
پھر درجہ بدرجہ موم چڑھاتی جاتی ہیں اور معمولی
صورت پر لے آتی ہیں۔ یہ عقل مند کاریگر اس پھرتی سے
کام کرتی ہیں کہ کبھی کبھی چودہ انچ لمبا اور
سات انچ چوڑا مہال جس میں چار ہزار خانے تھے،
ایک دن رات میں بنالیا ہے۔ ایک دن میں کئی کئی
مہال چھت سے لٹکتے ہوتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ کام
والیوں کی عمر زیادہ نہیں ہوتی۔ بچاریاں کوئی برس
ہی دن میں اکثر مر جاتی ہیں۔

Marfat.com

پھولوں کے غبار اور شہد کے سوا کام والیاں ایک لیس دار چیز بھی جمع کرتی ہیں، جو خاص درختوں کی کلیوں میں سے نکالتی ہیں۔ اسے گھر کی چھت میں اکثر اس جگہ چپکاتی ہیں جہاں مہال کی تجویز ہے۔ اسی سے مہال کے خانوں کو لگانے کی تجویز ہے۔ اسی سے مہال کے خانوں کو مضبوط کرتی ہیں۔ گھر میں کہیں چھید ہو جائے تو اسی سے بند کرتی ہیں۔ کوئی بڑا سا کیڑا آجائے جسے نکال نہ سکتی ہوں تو اسی میں لپیٹ دیتی ہیں، اور اسی میں اس کی قبر بنادیتی ہیں۔

کشمیر میں اور پہاڑوں کے مختلف حصوں میں لوگ شہد کی مکھیاں پالتے ہیں۔ مہال کے لئے دیوار کے اندر گھر بنا دیتے ہیں۔ اس میں دونوں طرف منھ رکھتے ہیں۔ ایک اپنے مکان میں اندر کے رخ اور ایک باھر کے رخ۔ ان پر مٹی کی رکابیاں ڈھکی رہتی ہیں۔ باھر والی رکابی کے بیچوں بیچ میں[۱] ایک گول چھوٹا سا سوراخ رکھتے ہیں کہ آنے جانے کا رستہ رہے۔ اکثر برسات سے تھوڑے دنوں بعد شہد نکال لیتے ہیں۔ ایک دن مالک آتا ہے، ان کے گھر کے دونوں منھ کھول دیتا ہے اور اپنے مکان کے اندر سے مہال میں دھواں پہنچاتا ہے۔ مہال پر مکھیوں کے جتھے کے جتھے

۱۔ میں حشو ہے، یہ غالباً سہو طباعت ہوگا۔ (ادارہ)

Marfat.com

بیٹھے ہوتے ہیں۔ دھوئیں سے ان کے دم گھٹنے لگتے ہیں۔ باھر کے رخ سے نکل نکل کر اڑنے لگتی ہیں۔ پھر مالک کئی مہال شہد سمیت لے لیتا ہے۔ باقی مکھیوں کے لئے رہنے دیتا ہے کہ جاڑے میں ان کے کام آئیں۔ کیونکہ اس موسم میں وہاں پھول بالکل نہیں ہوتے۔

خدا کی خدائی میں کوئی چیز ایسی نہیں جسے غور سے دیکھیں اور کچھ فائدہ حاصل نہ ہو۔ کوئی جانور ایسا نہیں جس سے مفید باتیں معلوم نہ کریں۔ مگر ساری مخلوق میں شہد کی مکھی سے زیادہ کسی سے نصیحت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ چھوٹا سا کیڑا ہمیں عجیب عجیب باتیں بتاتا ہے۔ خوش انتظامی، فرمانبرداری، محنت، مہربانی اور دور اندیشی سکھاتا ہے۔ اس کے گھر کے کاروبار اور تدبیروں سے خوش انتظامی سیکھو۔ رانی کے ادب، قانون، اور قاعدوں کی پابندی سے فرمانبرداری کی ھدایت پکڑو۔ ھمیشہ اپنے کام میں برابر لگا رہتا ہے۔ اس سے محنت کی تعلیم لو۔ بچوں کو کس شفقت اور خبرداری سے پالتا ہے۔ اس سے محبت اور مہربانی کا نمونہ لو۔ گرمی میں خوشی خوشی محنت کرتا ہے اور جاڑے کے لئے ذخیرہ بھرتا ہے اس سے دور اندیشی کی عینک حاصل کرو۔

Marfat.com

دیمک

سب جانتے ہیں کہ یہ کیسی ستیاناس کرنے والی ہے۔ شاید تم نے بھی دیکھا ہو کہ ان موذی کیڑوں نے اچھی مضبوط دری کو رات بھر میں چھلنی کردیا ہے۔ کبھی کسی صندوق کا قفل کھول کر دیکھا ہوگا کہ آر پار چھید کرکے رستے بنالئے ہیں۔ ان پر مٹی کی تہ چڑھا دی ہے۔ اور جو چیزیں اندر رکھی تھیں سب خاک میں ملادی ہیں۔ تعجب نہیں ایسا بھی ہوا ہو کہ چھت یکایک گر پڑی ہوگی اور تم دبتے دبتے بچ گئے ہو۔ ظاہر میں کڑیاں اچھی خاصی معلوم ہوتی ہوں گی، مگر دیمک نے اندر سے جگر کھالیا ہو۔ اوپر سے چھلکا ہی چھلکا رہ گئی ہوں۔ اس طرح بہتیری جانوں کا نقصان ہوگیا ہے۔ اگر کبھی خوش قسمتی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دیمک نے اندر سے لکڑی کھالی ہے تو نئی کڑیاں ڈالنے میں بڑی لاگت پڑتی ہے۔

دیمک اتنے نقصان کرتی ہے پھر بھی اس کی باتیں دیکھ کر بڑی کیفیت آتی ہے۔ تعجب آتا ہے کہ اتنا سا جانور، مکانوں کے بنانے میں یہ کاری گری، اور

Marfat.com

خانہ داری کا ایسا انتظام۔

مختلف ملکوں میں مختلف قسم کی دیمکیں ہوتی ہیں۔ بہتیری اکٹھی رہتی ہیں اور ہمیشہ بڑے بڑے نقصان کرتی ہیں۔

اکثر کیڑوں کی طرح دیمکیں تین حالتیں نہیں بدلتیں۔ جب پر دار ہو جاتی ہیں تو ان کے چار بازو ہوتے ہیں، مگر ساری دیمکیں پر دار نہیں ہوتیں۔ جن کے بازو نہیں ہوتے وہ دو قسم کی ہیں، سپاہی اور کام والی۔ سپاہی پر دار سے چھوٹے ہوتے ہیں اور کام والیاں سپاہی سے۔

آتی برسات بے شمار پر دار دیمکیں اپنے گھروں سے نکل پڑتی ہیں۔ جب رات کو ہوا بند ہوتی ہے تو چراغوں اور شمعوں کی روشنی دیکھ کر ہزاروں ہمارے گھروں میں آ جاتی ہیں اور اپنے نازک پروں کو روشنی پر قربان کرکے زمین یا بچھونوں پر گر پڑتی ہیں۔

ان کے بازو یوں بھی دیر تک نہیں رہتے۔ چراغوں اور شمعوں سے جو بچ جاتی ہیں ان کی بھی یہ صورت ہوتی ہے کہ آج گھر سے نکلیں اور کل ہی بے پر، بے گھر، زمین پر پڑی رینگتی ہیں۔ بہتیرے کیڑے خصوصاً چیونٹیاں ان کی تاک میں رہتی ہیں!

Marfat.com

طرح طرح کے جانور بھی انہیں شکار کرتے ہیں۔
بہت ہی کم ہوتی ہیں کہ بچ رہتی ہیں۔ کام والیاں
جن کے جھنڈ کے جھنڈ ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں
بچی ہوئی میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ
پکڑ لے جاتی ہیں اور انہیں اپنا راجا بنا لیتی ہیں
ان کے لئے ایک چھوٹا سا مٹی کا خانہ بنا دیتی ہیں
اور دروازہ اتنا رکھتی ہیں کہ صرف آپ یا سپاہی
آجا سکیں۔ راجا اور رانی نہ نکل سکیں۔ یہ دونوں اسی
قید خانے میں باقی عمر گزار دیتے ہیں۔ کام والیاں ان
کے لئے کھانا برابر پہنچائے جاتی ہیں۔ رانی انڈے دینے
میں آفت ہے۔ کبھی ایک منٹ میں ساٹھ یعنی رات دن
میں اسی ہزار سے بھی زیادہ انڈے دیتی ہے اور اس
حالت میں دو برس جیتی ہے۔ اب تم ہی سمجھ لو
کتنا کنبہ ہوگا۔

دیمکوں کے جتھے میں کام والیاں سب سے
زیادہ ہوتی ہیں اور سپاہی سو میں ایک۔ کام والیاں
گھر بناتی ہیں، مرمت کرتی رہتی ہیں، ذخیرہ جمع
کرتی ہیں۔ راجا اور رانی کی خدمت میں حاضر رہتی ہیں
اور بہت سے خانے تیار رکھتی ہیں۔ جہاں رانی نے
انڈے دئے اور اٹھا کر خانے میں رکھ آتی ہیں۔ ان
خانوں کا انتظام رکھتی ہیں۔ انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو

Marfat.com

دایہ کا کام دیتی ہیں۔ جب تک وہ آپ اپنا کام کرنے کے لائق ہوں انہیں پالتی ہیں اور ان کی خبر داری رکھتی ہیں۔ یہ اپنا کام ہمیشہ اندھیرے میں کرتی ہیں۔

سپاہیوں کے سر اور جبڑے بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ وہ گھر کا کام نہیں کرتے۔ سنتریوں کی طرح پہرا دیتے ہیں۔ دشمن آجائے تو اس سے لڑتے ہیں، کام والیوں کی حفاظت کرتے ہیں، راجا اور رانی کی نگہبانی میں مصروف رہتے ہیں۔

ہندوستان میں دیمک کے گھر زمین کے نیچے ہوتے ہیں۔ کام والیاں انہی میں بچوں کے لئے بہت سے خانے اور ذخیرے کے لئے کوٹھڑیاں بنا دیتی ہیں اور ان میں آنے جانے کے لئے رستے رکھتی ہیں۔ زمین کے نیچے بھی دور دور تک مٹی کھود کر رستے بناتی ہیں۔ جب خوراک کی تلاش میں نکلتی ہیں تو یہی ان کی سڑکیں ہوتی ہیں۔ اکثر مکانوں کی دیواروں میں بھی رستے نکال لیتی ہیں۔ خصوصاً کچی دیواروں میں۔ رستوں سے کڑیوں تک جا پہنچتی ہیں۔ لکڑی کا جگر کھا جاتی ہیں اور اندر سوکھی مٹی بھر دیتی ہیں۔ کبھی اسی طرح درختوں پر بھی رستہ نکال کر چڑھ جاتی ہیں۔ ان کی پٹی ہوئی سڑکیں کبھی کبھی کڑیوں، دیواروں اور درختوں کی ٹہنیوں پر بھی باہر کے رخ۔ نظر

Marfat.com

آیا کرتی ھیں۔

کبھی کبھی ناگ پھنی یا کسی اور چھوٹی جھاڑی پر جسے یہ کھا جاتی ھیں مٹی کا ایک انبار جمع کردیتی ھیں۔ بعض ملکوں میں اپنے رھنے کے لئے مٹی کے ٹیلے بنالیتی ھیں۔ یہ ٹیلے افریقہ میں اکثر بارہ فٹ کبھی سولہ فٹ تک پہنچ جاتے ھیں اور ایسے مضبوط ھوتے ھیں کہ آدمی یا مویشی چڑھ جائے تو بھی انھیں خبر نہ ھو۔

Marfat.com

لاکھ کا کیڑا

کشمیری رنگریزوں کے کارخانے میں شاید تم نے دیکھا ہوگا کہ لال لال اونی کپڑے سوکھا کرتے ہیں۔ اگر رنگریز سے پوچھو کہ یہ بہار کا رنگ کس چیز سے نکلا ہے، تو وہ کہے گا کہ صاحب! یہ لاکھ کا رنگ ہے۔ شاید تم کو معلوم نہیں یہ خوب صورت رنگ ایک ننھے سے کیڑے سے نکلتا ہے اور اسی کی بدولت چپڑا لاکھ پیدا ہوتی ہے جو بہتیری چیزوں کے بنانے میں کام آتی ہے۔

تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بیری کی ٹہنیوں پر چھوٹے چھوٹے بلبلے سے ابھرے ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں صاف شفاف ہاتھ لگاؤ تو کچھ چپچپے۔ لاکھ کے کیڑوں کے یہی گھر ہیں اور یہی ان بچاروں کی قبریں۔ یہ چھوٹا سا کیڑا چپٹا اور گول ہوتا ہے، رنگ گہرا سرخ۔ درختوں کا چپچپا رس چوسا کرتا ہے۔ اکثر پیپل، ڈھاک اور خصوصاً بیری پر رہتا ہے جو بنجر زمینوں میں بہتات سے ہوتی ہے۔ جب مادہ کسی ٹہنی کا رس چوستی ہے تو ٹہنی میں سے ایک چیپ سا نکلتا ہے اور اس کے چاروں طرف چمٹ جاتا ہے۔ مادہ اس میں

Marfat.com

ایک ننھی پوٹلی سی نظر آتی ہے جو ذرے کے برابر ہو، سرخی سے بھری ہوئی۔ اسی سرخی سے لاکھ کا رنگ پیدا ہوتا ہے جس سے چیزیں رنگی جاتی ہیں۔ جس چیپ میں مادہ بند ہے وہ ہوا سے خشک ہو کر لاکھ بن جاتا ہے۔ چیپ سے جو گھر سا بن گیا ہے، مادہ اس میں بہت سے انڈے دیتی ہے۔ برسات سے کچھ ہی پہلے ان میں سے بچے نکل آتے ہیں۔ وہ اندر ہی اندر ماں کا جسم کھا کر باہر آنے کا رستہ بنالیتے ہیں۔ اور ٹہنی پر اس بہتات سے پھیلتے ہیں کہ ریت کے لال لال ذروں سے وہ ڈھکی نظر آتی ہے۔ ایک ٹہنی پر ان کی کئی کئی پشتیں گزر جاتی ہیں۔ اسا نئے لاکھ کی دل دارتہ اس پر جم جاتی ہے۔ لاکھ اصل میں سو ہزار کو کہتے ہیں۔ یہ کیڑے جس درخت پر رہتے ہیں بڑی افراط سے ہوتے ہیں، اس لئے ان کا یہ نام پڑ گیا ہے۔ ان میں مادہ بہت ہوتی ہیں، نر کم۔ نر جب عمر کے پکے ہو جاتے ہیں تو دو پر نکل آتے ہیں۔

جن ٹہنیوں پر لاکھ ہوتی ہے ان کو سال میں دو دفعہ جمع کرتے ہیں۔ اول تو گرمی کے شروع میں مادہ کے انڈے دینے سے پہلے پہلے، کیونکہ اس وقت اس کے بدن میں سرخی بھری ہوتی ہے۔ اور رنگ لینے کے لئے یہی اچھا موقع ہے، پھر دوبارہ برسات بعد،

Marfat.com

اب بہت کم رنگ رہ جاتا ہے۔

جب ٹہنیوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں تو لاکھ کو کیڑوں سمیت ان پر سے اتار لیتے ہیں۔ یہ کچی لاکھ کہلاتی ہے۔ پھر اکثر پانی میں بھگو دیتے ہیں، رنگت نکل آتی ہے۔ بھگونے سے لاکھ کی ڈلیاں ٹوٹ کر چورا ہوجاتی ہیں۔ اسے لاکھ دانہ کہتے ہیں۔

لاکھ دانے کو ایک کپڑے میں لپیٹ لیتے ہیں اور اسے کوئلے کی آگ سے سینکتے ہیں۔ جب وہ پگھل جاتا ہے تو کپڑے کو مڑوڑی دے کر نچوڑتے ہیں۔ پگلی ہوئی لاکھ اس میں سے نکل آتی ہے۔ اسے کیلے کے چکنے چکنے ڈنٹھلوں پر ڈال کے ٹھنڈا کرتے ہیں۔ اس طرح پتلے پتلے پترے بن جاتے ہیں۔ یہ چپڑا لاکھ کہلاتی ہے اور بازاروں میں بکتی ہے۔

مہر کرنے کی لاکھ میں رنگ اور اور چیزیں بھی ملانی پڑتی ہیں۔ لاکھ کی چوڑیاں بھی بنتی ہیں جن پر پوتھ اور پنی لگاتے ہیں۔ ہندوستان کی عورتیں انہیں بہت پہنا کرتی ہیں۔ لاکھ میں موم، گندک اور مختلف رنگ کی چیزیں ملا کر رنگ بناتے ہیں۔ کانچ کی چوڑیاں اور کاٹھ کی چیزوں پر چڑھاتے ہیں۔ خاص کر خراطی اسے بہت کام میں لاتے ہیں۔ چارپائیوں کے پائے، ڈبے، کھلونے، کاٹھ کی اور اور چیزیں جو

Marfat.com

مکانوں میں سجانے کے لائق ہوتی ہیں، یہ سب لاکھ کی بدولت طرح طرح کے رنگ روپ دکھاتی ہیں۔ جب کوئی کاری گر یہ رنگ چڑھاتا ہے تو عجیب لطف آتا ہے۔ طرح طرح کے نمونے بناتا ہے۔ کس پھرتی سے کام کرتا ہے۔ کیا ایک ایک رنگ کو الگ الگ کرکے دکھاتا ہے۔

لاکھ کا رنگ اکثر پتلا ہی رکھتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی پانی خشک کرکے رنگ کی ٹکیاں بھی بنا لیتے ہیں۔ کم قیمت ریشم اور اونی کپڑے مثلاً لوئیاں وغیرہ لاکھ کے رنگ سے رنگی جاتی ہیں۔ کھٹیک اس سے بھیڑ بکری کی کھالیں رنگتے ہیں۔ معمار مکانوں میں طرح طرح کے بیل بوٹے بناتے ہیں۔ نقاش اور کمان گر بھی اپنی اپنی کاری گری دکھاتے ہیں۔

قرمزی رنگ زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ اس سے بیش قیمت ریشم اور شال دوشالے رنگے جاتے ہیں۔ یہ رنگ بھی ایک ایسے ہی کیڑے سے پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کا کیڑا ناگ پھنی پر رہا کرتا ہے۔ ہندوستان میں یہ رنگ اکثر اور ملکوں سے آتا ہے۔ یہاں نہیں کہیں ہوتا ہے اور وہ بھی بہت تھوڑا۔

Marfat.com

مگرمچھ

یہ بڑا جھلا اور ہیبت ناک ہے۔ شکاری جانوروں میں سب سے زیادہ زبردست ہے۔ اکثر دریاؤں میں رہتا ہے۔ کبھی کبھی سمندر میں بھی پایا جاتا ہے، لیکن کنارے سے دور نہیں جاتا۔ ایک اور قسم کا مگرمچھ ہے جو اکثر جھیلوں میں رہتا ہے، پر ان دونوں میں کچھ بڑا فرق نہیں ہوتا۔ مگرمچھ کی صورت ایسی ہوتی ہے جیسے بڑی چھپکلی، چوڑا اور چپٹا منہ، جبڑوں میں بڑے بڑے دانتوں کی قطاریں، جن سے بڑی ڈراؤنی اور خونخوار صورت ہو جاتی ہے۔ سینگ کے سے چھلکے جسم پر چھائے ہوئے۔ بچاؤ کے لئے پیٹھ پر لمبی اور موٹی ہڈی کی ڈھالیں۔ چار چھوٹی چھوٹی مضبوط ٹانگیں۔ اگلے پاؤں میں پانچ اور پچھلے میں چار انگلیاں۔ ہر ایک پاؤں کی تین اندر والی انگلیوں میں ناخن۔ پاؤں کے پاس انگلیوں پر جھلی چھائی ہوئی جس سے تیرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ملگجا سا سبزی مائل رنگ، اس پر کالے کالے دھبے۔ آنکھوں پر پپوٹے جن سے کھلتی مندتی ہیں۔ کانوں پر بھی کھلتے مندتے ڈھکنے تاکہ جب غوطہ مارے تو ان میں پانی نہ بھر جائے۔

Marfat.com

زبان پٹھوں کی طرح سخت اور ایسی موٹی جیسے گوشت کا بڑا لوتھڑا۔ یہ نیچے کے جبڑے میں چمٹی ہوتی ہے۔ اسی لئے لوگ کہتے ہیں کہ مگر مچھ کی زبان ہی نہیں۔ لمبی اور بڑی مضبوط دم، اس پر برابر برابر کانٹوں کی قطار۔ جب تیرتا ہے تو آگے چلنے میں دم سے بڑی مدد ملتی ہے۔ مگرمچھ اکثر بیس فٹ سے زیادہ لمبا ہوتا ہے اور بعض تیس فٹ کا بھی۔

مگر مچھ اکثر دریاؤں کے کنارے کالی کیچڑ پر پڑے دھوپ کھایا کرتے ہیں۔ دور سے دیکھو تو ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا کیچڑ میں لتھڑے، بڑے بڑے کندے پڑے ہیں۔ سوتے ایسے بے خبر ہیں کہ اگن بوٹ خوب زور سے گڑگڑاتے اور چھینٹے اڑاتے کوئی دس گز پاس سے نکل جاتے ہیں، انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔ مچھلیاں، کچھوے اور مردار کھایا کرتے ہیں۔ جو جانور کنارے پر پانی پینے آتے ہیں ان کو بھی آ کر لپک لیتے ہیں اور اتنی دیر نیچے دبائے رکھتے ہیں کہ وہ گھٹ کر مر جاتے ہیں۔ لیکن کھاتے جب ہیں کہ گوشت سڑنے لگتا ہے۔

نہاتے ہوئے مرد عورتوں اور بچوں کو بھی لے جاتے ہیں۔ اس لئے کہیں کہیں ان کی روک کے لئے دریا میں، گھاٹوں کے آگے لکڑیاں گاڑ دیتے ہیں

Marfat.com

که لوگ نچنت ہوکر نہائیں اور پانی بھر بھر کر لے جائیں ـ لیکن بعض دفعہ یہ کنارے پر چڑھتے ہیں اور خشکی کی طرف سے احاطے کے اندر آ جاتے ہیں ـ ایک دفعہ ایک ہندو کی لڑکی گھاٹ پر گھڑا بھرنے آئی ـ ظالم تاک لگائے بیٹھا تھا ـ جونہی پانی میں پاؤں رکھا جھٹ آن کر جھپٹا مارا، اور اپنے ڈراؤنے جبڑے میں پکڑ کر کنارے پر چڑھ گیا ـ لڑکی بچاری ہاتھ پاؤں مارتی اور چیختی رہی؟ کوئی مدد کو نہ پہنچ سکا ـ ظالم اسے لے کر دریا میں کود گیا ـ ڈوبتے وقت ایک چیخ کی آواز آئی ـ پانی میں حلقے پڑتے رہے ـ پھر کچھ بلبلے اٹھے آخر بچاری کا کام تمام ہوگیا ـ

مگرمچھ پانی میں تو پھرتی سے تیر سکتا ہے لیکن خشکی پر بڑے بھدے پن سے چلتا ہے ـ اور ڈیل ڈول کی لمبان کے سبب جھٹ پٹ مڑ نہیں سکتا ـ پھر بھی کبھی کبھی شکار پر حملہ کرنے کو پانی سے باہر بھی نکل آتا ہے ـ ایک دفعہ بنگالے میں کچھ قیدی جیل خانے کے باہر دریا کے کنارے قطار باندھے کھڑے تھے ـ پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں ـ صاحب مجسٹریٹ ملاحظے کو آنے والے تھے ـ پولیس کے پہرے سمیت سب پچاس آدمی موجود ہوں گے ـ دفعتاً ایک مگرمچھ کنارے پر آیا ـ صف میں سے ایک قیدی کو پکڑ کر

Marfat.com

گھسیٹتا ہوا لے گیا۔ لوگ پیچھے دوڑتے ہی رہے وہ دریا میں کود، غوطہ مار غائب ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ خشکی میں کبھی کبھی چھوٹے سے مگر مچھ پر شیر حملہ کیا کرتا ہے۔ سوتے ہوئے کی پیٹھ پر جھپٹ کر جا بیٹھتا ہے۔ جبڑے سے سر کو الٹا کر گردن سے اس طرح ملا دیتا ہے کہ ریڑا کی ہڈی کی چول اکھڑ جاتی ہے۔ پانی میں ہو تو مگر مچھ قوی سے قوی جانور پر بھی حملہ کرنے سے نہیں رکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ہاتھی دریا کے پار جایا کرتے ہیں تو کبھی کبھی کوئی بہت ہی بڑا مگر مچھ ان میں سے بھی کسی کو پانی میں کھینچ کر ڈبو دیتا ہے۔ ایک دفعہ کوئی شخص درخت کے ٹہنے پر بیٹھا مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ ٹہنا پانی پر چھایا ہوا تھا۔ کچھ پھوہار بھی پڑ رہی تھی۔ اس شخص نے اپنے تئیں بچانے کے لئے سر اور کندھوں پر ایک کپڑا اوڑھ رکھا تھا۔ اس حالت میں اسے ایک تیندوے نے تاکا اور چاہا کہ اس کا لقمہ کیجئے۔ دبے پاؤں جنگل سے آیا اور اچانک اس پر جھپٹا۔ آدمی کی خوش قسمتی سے تیندوے کے منہ میں کپڑا آیا۔ آدمی تو بچ گیا مگر تیندوا دریا میں جا پڑا۔ ایک مگر مچھ بھی اس

۱۔ ریڑھ ہونا چاہئے (ادارہ)

Marfat.com

شکاری کی تاک میں بیٹھا تھا۔ جونہی تیندوا پانی میں گرا اس نے جھٹ جبڑوں میں دبوچا اور تہ میں لے پہنچا۔

مگر مچھ انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ مادہ دریا کے کنارے کیچڑ یا ریت میں انڈے دیا کرتی ہے۔ وہ آفتاب کی گرمی سے کھُنک[1] جاتے ہیں۔ ڈیل ڈول پر خیال کیا جائے تو مگرمچھ کے انڈے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کے انڈے بہتیرے اور جانور کھا جایا کرتے ہیں۔

بچے بہت چھوٹے چھوٹے کوئی پانچ یا چھ انچ لمبے ہوتے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی پانی میں چلے جاتے ہیں اور جب تک اس لائق نہیں ہوتے کہ اپنے کھانے پینے کا آپ فکر کریں انہیں ماں پالتی ہے۔

جب گرمی اس شدت سے پڑتی ہے کہ اکثر نالے اور جھیلیں خشک ہو جاتی ہیں، تو جو مگرمچھ ان میں رہتے ہیں انہیں نہ کھانا ملتا ہے نہ پانی۔ اکثر کیچڑ ہی میں دفن ہو جاتے ہیں۔ وہیں پڑے سویا کرتے ہیں۔ جب برسات آتی ہے تو ان میں جان آ جاتی ہے۔ سر رشتۂ پیمائش کے ایک افسر کی عجیب کہانی ہے۔ اس نے ایک سوکھی ہوئی جھیل میں ڈیرا کیا تھا۔

۱۔ کھ پر پیش ہے۔ (ادارہ)

Marfat.com

رات کو پلنگ کے نیچے زمین ہلتی معلوم ہوئی۔ دوسرے دن دیکھا تو دری کے نیچے سے ایک مگر مچھ نکلا۔

جب سارے نالے اور تالاب خشک ہو جاتے ہیں تو بعض دفعہ مگر مچھ پانی کی تلاش میں جنگلوں میں بھی پھرا کرتے ہیں۔ ان کی ایک نقل کتابوں میں لکھی ہے کہ رات کے وقت کسی سوکھے تالاب میں سے بہت سے مگر مچھ نکلے۔ پاس ایک قصبہ تھا۔ اس کے دوسری طرف اور تالاب تھا۔ وہ قصبے میں سے ہو کر اس تالاب میں پہنچے۔ بعض ان میں سے باغ کی باڑوں میں پھنس کر رہ گئے۔ دن نکلے لوگوں نے دیکھا اور مار ڈالا۔

ہندوستان کے بعض مقاموں میں مگر مچھ کو مقدس جانتے ہیں۔ تیرتھوں کے فقیر انہیں پالا کرتے ہیں۔ جاتری لوگ جاتے ہیں، روپے چڑھاتے ہیں۔ فقیر اس چڑھاوے میں اپنے ساتھ ان کا بھی گزارا کرتے ہیں۔ مندروں کے مگر مچھ موٹے، سست اور کچھ رحم دل ہو جاتے ہیں۔ تالابوں کی پٹڑیوں پر پڑے دھوپ میں سکتے ہیں یا کیچڑ میں لوٹا کرتے ہیں۔

اسی طرح کا ایک اور جانور بھی ہوتا ہے جس کو گھڑیال کہتے ہیں۔ اس کی تھوتھنی لمبی اور پتلی ہوتی ہے، دانت باریک اور تیز۔ گنگا اور

Marfat.com

ہندوستان کے اور دریاؤں میں گھڑیال کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ وہ اکثر مچھلی اور مردار کھاتے ہیں۔ جانوروں کو کم پکڑتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی آدمی پر حملہ کر بیٹھتے ہیں۔ جب انگلستان کے شاہزادے صاحب، ولی عہد بہادر کے چھوٹے بھائی ہندوستان میں سیر کے واسطے تشریف لائے تو نیپال کی سرحد کی طرف شکار کھیلنے گئے۔ ایک دن ان کا کمپو ندی کے پاس پڑا ہوا تھا۔ ایک شخص ندی کے پار اترتا تھا۔ کہ گھڑیال نے اس پر حملہ کیا۔ اس کی چیخیں سن کر ایک سپاہی دوڑا۔ پہلے گولی ماری، پھر پانی میں اتر کر سنگین چلائی۔ اتنے میں ایک افسر بھی آ پہنچا۔ اس نے رائفل کی گولی سے اس موذی کو شکار کیا۔

Marfat.com

موتی

آب دار اور خوش نما موتی جب نظر آتے ہیں، تو کیا بھلے معلوم ہوتے ہیں! تم نے بھی دیکھے ہوں گے۔ جڑاؤ گہنوں میں جڑے ہوئے، خوب صورت زیوروں میں پروئے ہوئے یا لڑیوں میں لٹکتے ہوئے، قیمتی لباسوں میں ٹکے ہوئے، بڑے بڑے امیروں کی ٹوپیوں اور پگڑیوں کے طرے میں جھلکتے ہوئے یا گلے کے ہاروں میں چمکتے اور دمکتے ہوئے۔ یہ بھی جانتے ہو کہ جو مکان نہایت تعریف کے قابل ہوتا ہے اس کے نام کے ساتھ بھی موتی لگاتے ہیں۔ جیسے موتی مسجد، موتی باغ، موتی محل، موتی جھیل۔ ہندو، موتی لعل نام کو بہت پسند کرتے ہیں۔ کوئی جانور خوب صورت ہوتا ہے تو اس کا نام بھی موتی رکھ لیتے ہیں۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ موتی آتے کہاں سے ہیں؟ آسمان سے برستے ہیں یا درختوں میں لگتے ہیں؟ زمین کے اندر سے نکلتے ہیں یا دریا میں سے پیدا ہوتے ہیں؟ آؤ، اس کا حال ہم تمہیں سنائیں۔

موتی ایک جانور میں ہوتا ہے جو سمندر کی تہ میں رہتا ہے۔ اس کا نام موتیا جانور رکھو تو پھبتا ہے۔

Marfat.com

اس کے اوپر ایک طرح کا غلاف ہوتا ہے، ایسا سخت جیسے پتھر۔ سوتیا جانور کی طرح اور بھی بہتیرے جانور ہیں کہ الگ الگ وضع کے سخت غلافوں میں رہتے ہیں۔ بعض سمندر میں، بعض جھیلوں اور دریاؤں میں، اور کچھ خشکی پر ایسے مقاموں میں میں جہاں گیلی زمین ہوتی ہے۔ انگریزی میں اس طرح کے غلاف کو شیل[۱] کہتے ہیں۔ ان کی صورتیں اور ڈیل ڈول مختلف ہیں۔ بعض ان میں سے نہایت خوب صورت ہوتے ہیں۔ بعض قسمیں ہندوستان میں بھی کثرت سے ملتی ہیں۔ کوڑی، گھونگھے، سنکھ، سب شیل کی قسمیں ہیں۔ کوڑیاں جو گھر گھر اور دکان دیکھتے ہو یہ سیکڑوں کوس سے آتی ہیں۔ سمندر کی لہروں نے انہیں کناروں پر پھینک دیا ہے۔ یہ بھی کسی زمانے میں چھوٹے چھوٹے جانوروں کے گھر تھے۔ گھونگھے بھی تم نے ندی نالوں اور نہروں کے کناروں پر دیکھے ہوں گے۔ سنکھ سب جگہ صبح شام ہندوؤں کے مندروں میں بجا کرتے ہیں۔ سنکھ ڈھاکے کے لوگ مول لیتے ہیں اور آریوں سے تراش کر ہاتھ پاؤں کی چوڑیاں بناتے ہیں۔

سوتیا جانور جس غلاف میں رہتا ہے اس کے

۱۔ انگ : Shell (ادارہ)

Marfat.com

دو ٹکڑے ہوتے ہیں جیسے دو رکابیاں اوپر تلے ڈھکی ہوئی۔ ہر ایک ٹکڑا کوئی نو انچ چوڑا ہوتا ہے۔ یہ دونوں ٹکڑے اس طرح جڑے ہوتے ہیں جیسے ڈبا نر مادگی[۱] سے۔ اسی سبب سے جب چاہتا ہے غلاف کو کھول لیتا ہے اور بند کردیتا ہے۔ اس جانور کا منہ ہوتا ہے اور گلپھڑے کے چھیدوں سے دم لیتا ہے۔ مگر نہ سر نہ ٹانگیں، نہ بازو۔ انہی دونوں رکابیوں کے بیچ میں سے ریشم کا ایک گچھا سا نکلا ہوتا ہے۔ یہ ایک لیس دار چیز ہے جس کے سبب یہ جانور پہاڑوں کی چٹانوں میں چمٹ جاتے ہیں جو سمندر کی تہ میں ہوتی ہیں۔

ان کے بچے پیٹ کے اندر ہی انڈوں سے نکل آتے ہیں۔ بڑی بہتات سے ہوتے ہیں اور ایسے مہین مہین کہ بے خورد بین کے ہر ایک دکھائی نہیں دیتا۔ پہلے پہل ان پر غلاف نہیں ہوتے۔ جوں جوں بڑے ہوتے جاتے ہیں اوپر غلاف بھی بنتے اور بڑھتے جاتے ہیں۔ ننھے ننھے جانور اور سمندر کی روئیدگی ان کی غذا ہے۔

اس جانور کا جسم بہت نازک ہوتا ہے۔ اسی واسطے خدا نے اسے ایک ایسی چیز دی ہے جو پانی سی پتلی ہے۔ وہی غلاف کے اندر جمتی جاتی ہے تا کہ

۱۔ صندوق کے قبضوں کو نر مادگی کہتے ہیں (ادارہ)

Marfat.com

اس کے نازک جسم کو غلاف کے کھردرے پن سے تکلیف نہ ہو۔ پھر وہی سخت ہوتے ہوتے ایک صورت صاف شفاف استر سا بن جاتی ہے۔ اسے سیپ کہتے ہیں۔ بعض وقت چھوٹے چھوٹے کرم اس کے غلاف میں چھید کر دیتے ہیں۔ یہ اسی چیز سے چھید کو بند کرلیتا ہے۔ کبھی کبھی کوئی ریت کا دانہ غلاف کے اندر چلا جاتا ہے اور اس کے چبھنے سے اسے بڑی بے چینی ہوتی ہے، تو وہی چیز اس پر بھی لپیٹ دیتا ہے۔ کبھی کوئی انڈا اس کے جسم کے اندر کچا رہ جاتا ہے تو اس پر بھی وہی لتھیڑ دیتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے دانے اس طرح بنتے ہیں۔ یہی موتی ہیں۔

اگلے وقتوں کے لوگ سمجھتے تھے کہ موتیا جانور بہار کے موسم میں اپنے غلاف کو کھول کر پانی کے اوپر پھرتا ہے۔ مینہ یا شبنم کے قطرے اس میں پڑ جاتے ہیں اور وہی موتی بن جاتے ہیں۔

لنکا کے موتی سیکڑوں برس سے مشہور ہیں مگر ان کی بہتات میں کمی ہوگئی ہے۔ ہاں اب ان جانوروں کے بچانے کی تدبیریں کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ بہت بڑھ جائیں گے۔ سمندر کے کنارے سے کوئی پندرہ میل بڑھ کر بیس گز گہرے پانی میں موتیا جانور نکلتے

Marfat.com

ھیں۔ ان کا شکار گرمی کے موسم میں ھوا کرتا ھے۔
سمندر کے کنارے جہاں پہلے آدم زاد کا نام و نشان
بھی نہیں ھوتا، ان دنوں میں ناریل کے پتوں اور
بانسوں کے ھزاروں چھپر نظر آنے لگتے ھیں۔ کوئی
ڈیڑھ لاکھ آدمی خاص لنکا اور ھندوستان کے جمع
ھو جاتے ھیں۔ آدھی رات گئے کوئی ڈیڑھ سو کشتیاں
کنارے سے چلتی ھیں اور دن نکلتے ھی شکار شروع
ھو جاتا ھے۔

ملاحوں کے سوا ھر کشتی میں دس دس غوطے
خور بھی ھوتے ھیں۔ یہ باری باری سے کام کرتے
ھیں۔ پانچ آدمی غوطہ مارتے ھیں۔ پانچ بیٹھ کر دم
لیتے ھیں لمبی سی رسی میں ایک بھاری پتھر باندھتے
ھیں۔ اس کا دوسرا سرا کشتی میں اٹکا دیتے ھیں۔
غوطہ مارتے وقت پتھر پانی میں ڈال کر پاؤں اس پر
جما لیتے، ھیں اور رسی کو پکڑ لیتے ھیں کہ جھٹ
پٹ تہ پر جا پہنچیں۔ ایک مضبوط چھرا ساتھ لے جاتے
ھیں۔ جانور جو پہاڑ کی چٹانوں میں چمٹے ھوتے ھیں
اس سے انہیں کاٹتے ھیں۔ ایک اور رسی میں جال کی
جھولی یا ٹوکری بندھی ھوتی ھے۔ غوطہ خور تہ پر
پہنچتے ھی جتنے جانور لے سکتا ھے سب سمیٹ کر
ٹوکری میں ڈال لیتا ھے، اور رسی کو کھینچ کر

Marfat.com

اشارہ کرتا ہے۔ اوپر سے جھٹ دو ملاح ٹوکری سمیت اسے کھینچ لیتے ہیں۔ غوطہ خور پانی میں کوئی ایک منٹ ٹھہرتا ہے۔ دن بھر میں چالیس پچاس غوطے لگاتا ہے اور ہر غوطے میں کئی سو جانور نکال لاتا ہے۔

جو جانور کشتیوں پر لدے ہوئے کنارے پر پہنچتے ہیں، انہیں ایسے گڑھوں میں ڈال دیتے ہیں جن کا گہراؤ کم ہوتا ہے۔ اوپر سے گڑھوں کو کھلا رکھتے ہیں کہ دھوپ کی گرمی سے جانور سڑ جائیں۔ کیونکہ تازے ہوں تو غلاف کھولنا بڑا مشکل ہے، اور زور سے کھولنے میں خطرہ ہے کہ موتی خراب نہ ہو جائے۔ پھر انہیں لمبے لمبے کٹھڑوں میں رکھتے ہیں جو کھوکھلے درختوں کے بنے ہوتے ہیں۔ اب سمندر کے کھاری پانی سے دھو دھو کر موتی نکالتے ہیں اور جمع کرتے جاتے ہیں۔ پھر ان پر جلا دیتے ہیں اور بہتوں کو بندھوا کر لڑیوں میں پروتے ہیں۔ سوداگروں کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہیں۔

چین میں ایک مقام ہے جہاں اسی طرح کا ایک جانور ہوتا ہے۔ وہ بہت سے جمع کرکے تالابوں میں پالتے ہیں۔ برس میں ایک دفعہ انہیں اکھٹا کرکے ان کے غلاف کھولتے ہیں۔ پیتل، ہڈی یا اور سخت چیزوں کے ننھے ننھے ٹکڑے کرکے غلافوں کے اندر

Marfat.com

رکھ دیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک قسم کی مچھلی کے چھلکوں کو پیستے ہیں۔ ان میں پانی ملاتے ہیں اور چمچے سے بھر بھر کر اندر ڈال دیتے ہیں۔ کوئی دس مہینے میں ان جانوروں کو پانی میں سے پھر نکالتے ہیں۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اندر چھوٹے چھوٹے موتی غلاف کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ہڈی یا پیتل کو نکال ڈالتے ہیں، اور اس کی جگہ موم بھر دیتے ہیں۔ اور پھر ذرا سا غلاف کا ٹکڑا اوپر لگا دیتے ہیں کہ دیکھنے میں ثابت موتی نظر آتے ہیں مگر یہ بہت قیمت نہیں پاتے۔ بعض پیسے پیسے آتے ہیں اور ایسے بہت کم ہوتے ہیں جن کی قیمت تین آنے سے زیادہ ہو۔ کبھی کبھی بدھ کی چھوٹی چھوٹی تصویریں بھی بنا کر غلافوں میں ڈال دیا کرتے ہیں۔ ان پر بھی وہی چیز جم جاتی ہے۔

فرانس میں جھوٹے موتی اب ایسی حکمت سے بناتے ہیں کہ سچے موتیوں میں ملا دو تو نگاہ والے جوہری ہی انہیں پہچانیں گے۔

چاقوؤں کے دستے، بٹن اور بہت سی چیزیں سیپ کی بنتی ہیں۔ اکثر پچی کاری کے بیل بوٹوں میں لگاتے ہیں۔ طرح طرح کی زیبائش کی چیزوں کے بنانے میں بھی کام آتی ہے۔

Marfat.com

درختوں کا بیان

نارنگی یا رنگترہ

نارنگی کا درخت ہندوستان میں بہت پسند کرتے ہیں - باغ کو بڑی زینت دیتا ہے - پتوں کی گہری گہری سبزی، چمکتی چمکتی رنگت، دیکھو بارہ مہینے آنکھوں میں ٹھنڈک پڑتی ہے - کیونکہ یہ بھی کھٹے، کاغذی نیبو، میٹھے، گلگل اور چکوترے کی طرح سدا بہار درخت ہے - انہی کی طرح اس کی یہ خاصیت ہے کہ پھول اور پھل بھی ایک ہی موسم میں اپنا اپنا رنگ دکھاتے ہیں- یہ بات اکثر پودوں میں نہیں پائی جاتی - اس کے ایک ہی درخت سے کھلے ہوئے خوشبودار پھول بھی چن لو، اور ہری ہری گلیلیاں، سرخ زرد پکی پکی نارنگیاں جو چاہو توڑ لو، مگر پھولوں کی بہار آتی گرمی ہی میں ہوتی ہے - اس وقت میٹھی میٹھی خوشبو سے سارا باغ مہک جاتا ہے -

آؤ! اس کا ایک مہکتا پھول اٹھائیں - ذرا غور سے دیکھو، ڈنڈی کے سرے پر ایک چھوٹی سی پیالی ہے-

Marfat.com

پیالی کے کنارے کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے پانچ کنگرے ھیں۔ یہ پیالی حقیقت میں پانچ چھوٹی چھوٹی پتیوں سے بنی ھے۔ یہ پتیاں آپس میں جڑی ھوئی ھیں اور کنگرے انہی کی نوکیں ھیں۔ ان پتیوں کو انگریزی میں سیپل کہتے ھیں۔ پیالی کے اندر سفید سفید پانچ کھلی ھوئی پنکھڑیاں ھیں۔ پنکھڑیوں کو اچھی طرح سے دیکھو تو ان پر بہتیری ننھی ننھی چتیاں نظر آئیں گی۔ یہ حقیقت میں تیل سے بھری ھوئی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں ھیں۔ پھولوں میں سے جو تیز مہک نکلتی ھے وہ اسی تیل سے آتی ھے۔ پنکھڑیوں کے اندر چھوٹی چھوٹی چیزیں کھڑی ھوتی ھیں جیسے سوت کے ٹکڑے۔ انھیں زیرہ کہتے ھیں ان کے کئی گچھے ھوتے ھیں۔ ھر ایک زیرے کے سرے پر زرد زرد روئے[۱] سی ایک گھنڈی ھے۔ اس میں مہین مہین غبار سا ھوتا ھے۔ جس کا ذکر شہد کی مکھی کے بیان میں آیا تھا۔ اگر پنکھڑیاں اور زیرہ نکال لو تو بیچوں بیچ کا حصہ دکھائی دے گا۔ اسے انگریزی میں پسٹل کہتے ھیں۔ اسی سے اپنے وقت پر پھل بنتا ھے۔ پسٹل کو کاٹو تو نیچے کی طرف چھوٹے چھوٹے خانے معلوم ھوں گے۔ اور ھر ایک خانے میں ننھے ننھے بیج دکھائی دیں

۱۔ غالباً ''روئیں کی'' یا ''روئیں کی سی'' (ادارہ)

Marfat.com

گے۔ زیروں کا غبار نہ ہوتا تو پنسل سے نارنگی نہ بنتی۔ مگر اس کا ذکر اگلی کتاب میں آئے گا۔

پھل کی تعریف کچھ ضرور نہیں۔ ہندوستان میں کون سا بچہ ہے جسے نارنگی کی رسیلی پھانکوں کا کھٹ مٹھا مزا یاد نہ ہوگا۔ یہ پھل بہتیرے کام آتا ہے۔ اس کا شربت نہایت مفرح ہوتا ہے۔ گودے اور چھلکے کا بڑا لذیذ مربا بنتا ہے۔ چھلکوں کو سکھاتے ہیں۔ صندل، خشخاش، اور اور چیزیں اس کے ساتھ ملاتے ہیں۔ پھر سب کو خشک پیس لیتے ہیں۔ اسے ابٹنا کہتے ہیں۔ شادیوں میں یہ دولھا دلھن کے ملتے ہیں۔ امیر کھانے کے بعد اکثر اس سے ہاتھ دھویا کرتے ہیں۔ بعض ملکوں میں چھلکوں کی تلخی لے کر دوا بناتے ہیں۔ کھانے سے پہلے پیتے ہیں تو خوب بھوک لگتی ہے۔

تم جانتے ہو کہ جب نارنگی کا چھلکا اتار لیتے ہیں تو اس کی پھانکیں آسانی سے الگ ہو جاتی ہیں۔ ہر ایک پھانک میں اکثر ایک یا زیادہ بیج ہوتے ہیں۔ جو زمین ان بیجوں کے موافق ہو اگر اس میں بوئے جائیں تو اگ کر نارنگی کے درخت ہو جائیں گے۔ مگر پیوند لگانے کا زیادہ رواج ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ نارنگی کی چھال کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اتار لیتے ہیں۔ جس میں آنکھ نکلنے کو ہو۔ کسی اور درخت

Marfat.com

خاص کر کھٹے یا میٹھے کی شاخ میں سے بھی اتنی ہی چھال چھیل دیتے ہیں پھر نارنگی کی چھال کو میٹھے کی چھلی ٹہنی میں رکھ کر باندھ دیتے ہیں۔ یہ عمل اکثر دو شاخوں پر کرتے ہیں اس کے بعد پیوند لگی شاخ کو اوپر سے کاٹ دیتے ہیں، باقی اور شاخوں کو بھی چھانٹ دیتے ہیں۔ اب نارنگی کی آنکھ پر سے ایک شاخ نکل کر بڑھ جاتی ہے، اس میں جو شاخیں نکلتی ہیں وہ کٹی ہوئی شاخوں کی قائم مقام بنتی ہیں۔ اور ان میں کھٹے یا میٹھے کی جگہ نارنگیاں لگتی ہیں۔

اس کا درخت اکثر بہت بڑا نہیں ہوتا۔ فرانس کے دارالسلطنت پیرس کے قریب ایک خوش نما باغ ہے، اس میں تیس فٹ اونچا ایک نارنگی کا درخت ہے۔ اس سے بڑا آج تک کہیں معلوم نہیں ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس کی عمر چار سو برس کی ہے۔ جزیرۂ سارونیا میں چند درخت ایسے ہیں جن کا گھیر دو گز ہے۔ ان کی عمر سات سو برس کی بتاتے ہیں۔

خیال کرتے ہیں کہ یہ درخت ہندوستان سے نکلا ہے، مگر اب یورپ اور ایشیا کے سارے جنوبی ملکوں میں اور دنیا کے اور مختلف مقاموں میں موجود ہے۔ انگلستان میں ایسی سردی ہوتی ہے کہ وہاں

Marfat.com

اس کا پودا پھبکتا نہیں۔

یورپ میں ان درختوں کی بڑی خبرداری ہوتی ہے، اس لئے ہندوستان کی نارنگیوں سے وہاں کی نارنگیاں مزے دار ہوتی ہیں۔ ان کا چھلکا یہاں کی نارنگیوں کی طرح خلخلا نہیں ہوتا۔ پھانکوں سے ایسا چپکا ہوتا ہے کہ سارا اترنا مشکل ہے۔ کئی برس ہوئے کہ ایسی نارنگیوں کی پود جزیرہ مالٹا سے لاکر گوجراں والے میں لگائی ہے۔ اب پنجاب کے بہت سے شوقینوں نے اپنے اپنے باغوں میں اس کے درخت لگائے ہیں۔

کھٹے کے پھولوں کو پنجاب میں ہندو کرنا کہتے ہیں۔ اور مسلمان بہار کے پھول۔ جس طرح چنبیلی کے بیان میں ذکر ہوچکا ہے، اسی طرح اس کا بھی عطر اور پھلیل نکلتا ہے۔ اس کا پھل بہت کھٹا ہوتا ہے، پھر بھی لوگ کھاتے ہیں۔ خصوصاً پنجاب کی عورتیں اور لڑکیاں۔ رس رنگوں کے نکھارنے اور صاف کرنے میں کام آتا ہے۔ اور اور کاموں میں بھی صرف ہوتا ہے۔ بھنے ہوئے یا ابلے ہوئے آلو، کچالو، اور گھنگنیوں میں نمک مرچ ملا کر اس کا رس نچوڑتے ہیں۔ کاغذی نیبو کا اچار بہت ڈالتے ہیں، سکنجبین بناتے ہیں، شربت میں نچوڑ کر گرمیوں میں پیتے ہیں، نمک مرچ لگا کر صفراوی پتوں میں چوستے ہیں۔

Marfat.com

پوست

ذرا ان پھولوں کے تختے کی طرف دیکھنا، کیا بہار ہے! آہا! سفید سفید پھول دھوپ میں کیا روشن نظر آتے ہیں۔ نرم نرم ہوا چلنے سے کیسے لہلہاتے ہیں! پوست کے پھولوں میں اگر خوب صورتی ہی ہوتی اور کچھ خوبی نہ ہوتی تو بھی لوگ اسے باغوں میں رونق سمجھ کر لگاتے۔ مگر ہندوستان میں ایسا کون ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ اس کے پھول اپنی بہار ہی نہیں دکھاتے، بلکہ کسان کو نہال کر دیتے ہیں۔

پوست کے بہتیرے پھولوں کے رنگ نہایت چمکیلے ہوتے ہیں۔ بعض سرخ ہیں، بعض گلابی، بعض کسنی، بعض سفید۔ پہاڑ کے اونچے مقاموں میں اسی طرح کا ایک اور خوب صورت پودا ہوتا ہے۔ اس کے پھول کا آبی رنگ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ پوست کے پھولوں کے رنگ الگ الگ ہیں مگر ایک بات سب میں یکساں ہے کہ ڈنٹھل اور ڈوڈے میں سفید دودھ سا رس ہوتا ہے۔ اسی رس کے لئے کسان ان کھیتوں پر بڑی جان کھپاتا ہے۔ پوست کی قسموں میں سے سفید پھولوں کے اونچے اونچے پودوں میں زیادہ رس نکلتا ہے۔ انہیں ہندوستان میں

Marfat.com

کثرت سے لگاتے ہیں۔

اول تو کئی دفعہ ہل جوتتے ہیں۔ ڈھیلوں کو توڑ کر مہین مہین کرتے ہیں کہ اس کے ننھے ننھے بیجوں کی نازک کوپلیں ڈھیلوں میں سے پھوٹ نہیں سکتیں۔ پھر کھیتوں میں بہت سی کھاد ڈالتے ہیں کہ زمین جتنی طاقتور ہوگی، اتنا ہی زیادہ رس پودوں میں پیدا ہوگا۔ بونے میں بھی بڑی خبرداری چاہئے، کیونکہ اس کے مہین مہین بیج اگر اور بیجوں کی طرح بکھیر دیں تو گچھے کے گچھے اکٹھے گریں۔ اس خرابی کا یہ علاج ہے کہ بعض جگہ اس کے بیجوں میں تھوڑا سا گوبر اور مٹی ملا کر کسان گولیاں بنا لیتے ہیں اور انہیں تھوڑی تھوڑی دور کھیتوں میں لگا دیتے ہیں۔ کہیں مٹی میں ملا کر بکھیرتے ہیں، بعض یونہی بکھیر دیتے ہیں۔ پر اس میں بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اس کی نرم نرم کوپلیں نکلنے پر بھی کسان کی محنت پوری نہیں ہو چکتی۔ ہمیشہ کھیت میں سے گھاس پھوس اکھیڑتا ہے اور زمین کو گودتا ہے جب جا کر فصل اچھی ہوتی ہے۔

نکلتے جاڑے پھول کھلتے ہیں۔ انہیں سب پہچانتے ہیں۔ مہین مہین باریک کاغذ جیسی پنکھڑیاں اکثروں میں، تو چار ہیں، بعض میں چھ۔ یہ ایسی

Marfat.com

نزاکت سے لگی ہوتی ہیں کہ ذرا چھوا اور گریں۔
پنکھڑیوں کے اندر بہت سے زیرے ہوتے ہیں
اور ان کے بیچ میں پسٹل جس سے ڈوڈا بنتا ہے۔ تم
اس کی ایک نلی لے کر دیکھو ان پنکھڑیوں کے باہر
دو تین سیپل نظر آئیں گے۔ مگر جس وقت بڑی بڑی
سمٹی ہوئی پنکھڑیاں کھل جاتی ہیں تو سیپل بہت
جلد جھڑ جاتے ہیں۔ جب ڈوڈا پھولوں کے بیچ میں بن
جائے، اگر اس کے ہرے ہرے چھلکے کو گودیں
تو سفید دودھ سا رس رسنے لگے گا۔ اگر ڈوڈے کو
تراش کر دو ٹکڑے کریں تو ننھے ننھے سبز بیجوں
کے چھوٹے چھوٹے گچھے الگ الگ خانوں میں دکھائی
دیں گے۔

جب سفید پھولوں کا سارا تختہ کھلا ہوتا ہے،
تو کسان رس جمع کرنے لگتا ہے اور مزدور کھیتوں
میں جاتے ہیں، اور ڈوڈوں کو احتیاط کے ساتھ کئی
جگہ ایک آلے سے چیر دیتے ہیں۔ اسے نشتر یا قلم
کہتے ہیں۔ اس میں تین نوکیں ہوتی ہیں جو رس
نکلتا ہے خشک ہو کر بھورا ہو جاتا ہے۔ اسے کھرچ
لیتے ہیں۔ اس کو کچی افیم کہتے ہیں۔

بنگالے، مالوے، برار، اور میسور میں افیم کی
پیداواری بہت ہے۔ ممالک مغربی و شمالی میں بھی

Marfat.com

اس کی فصل ہوتی ہے۔ پنجاب میں اس کی پیدا واری کم ہے۔ یہاں سب سے عمدہ کلو کی ہے جو ہمالیہ پہاڑ میں واقع ہے اور ضلع شاہ پور کی۔ ہندوستان کے مختلف مقاموں میں پوست کے بونے کا قانون اور افیم کے تیار کرنے کی ترکیبیں جدا جدا ہیں۔ بنگالے میں سرکاری لایسنس بغیر کوئی بو نہیں سکتا۔ پنجاب میں ہر شخص کو بونے کا اختیار ہے، لیکن اور چیزوں کی نسبت اس کی مال گذاری زیادہ ہے اور جن کے لئے سرکار سے اجازت ہے انہی کے ہاتھ افیم کو بیچ سکتا ہے۔ ہندوستان میں اکثر جتنی افیم پیدا ہوتی ہے اس میں سے زیادہ چین کو جاتی ہے یہ اکثر چیزوں سے بیش قیمت ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوتی ہیں۔ سرکار کو بھی اس سے بڑی آمدنی ہے۔

یہ دوا میں بھی بہت کام آتی ہے۔ درد کے رفع کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ بیمار بچارا درد کے مارے کیسا ہی تڑپ رہا ہو، جہاں اس کی ایک گولی کھائی اور آرام سے سو رہا۔ افیم اگرچہ بڑی مفید چیز ہے مگر چین اور ہندوستان میں اس کے کھانے سے بڑی بڑی خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ تم جانتے ہی ہو کہ جب تک نشہ رہتا ہے افیمی کی طبیعت خوش رہتی ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد بچارا

Marfat.com

عجب مصیبت اور عذاب میں پڑ جاتا ہے۔ اس میں ایک اور خرابی کی بات یہ ہے کہ جہاں ایک دفعہ عادت ہوئی پھر اس کے پنجے سے چھٹنا مشکل۔ اگرچہ افیمی بھی خوب جانتا ہے کہ یہ آہستہ آہستہ میرا کام تمام کئے جاتی ہے لیکن چھوڑ بھی نہیں سکتا۔

ہندوستان میں بعض بے وقوف عورتیں اپنے رونے بچوں کو افیم دیا کرتی ہیں کہ یہ سو رہیں اور ہمیں فرصت ملے۔ بچے ماں باپ کو افیم کھاتے دیکھتے ہیں تو کوئی مزے کی چیز سمجھ کر کبھی آپ بھی کھا لیتے ہیں اور مفت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ایسی حالت میں بچے کو رائی اور نمک پیس کر شیر گرم پانی میں پلائیں اور قے کرائیں پھر اگر نیند آنے لگے تو چائے دیں، وہ نہ ملے تو کھٹے کا پانی ہی پلائیں۔

نشہ دار رس فقط پوست کے ڈوڈوں ہی میں نہیں بلکہ ڈنٹھلوں، پتوں اور پھول کے سب حصوں میں تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے۔ مگر بیج یعنی خشخاش میں نشہ نہیں۔ خشخاش کا شربت زکام کی دوا ہے۔ حلوے اور کھانے کی اور چیزوں میں بھی کام آتی ہے۔ اس میں تیل ہوتا ہے۔ نیند نہ آتی ہو تو سر پر ملتے ہیں۔ نقاش روغنوں میں ڈالتے ہیں۔ جن ضلعوں میں پوست زیادہ بویا جاتا ہے وہاں چراغ میں بھی جلاتے ہیں اور

Marfat.com

کھاتے بھی بہت ہیں۔ جب پوست کے ڈوڈوں میں سے افیم اور خشخاش نکال لیتے ہیں تو خالی ڈوڈے ٹکور کے کام آتے ہیں۔ بعض جگہ بھگو رکھتے ہیں اور نشے کے لئے ان کا پانی پیا کرتے ہیں۔ ہندوستانی حکیم کبھی کبھی کھانسی اور باری کے بخار، اور اور بیماریوں کے لئے بھی بتایا کرتے ہیں۔

Marfat.com

گلاب

کوئی ایسا ملک نہیں جہاں کے شاعروں نے اس کی تعریف نہ لکھی ہو۔ اور ہے بھی یہی کہ خوب صورتی اور خوشبو میں اس پھول سے بڑھ کر کوئی پھول نہیں۔

کوہ همالیہ میں کئی مقاموں پر خود رو گلاب بہت پایا جاتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم کے گلاب کی بیل کثرت سے ملتی ہے۔ نہایت خوب صورت ہوتی ہے اور پھول میں بھی بڑی خوشبو آتی ہے۔ اس لئے اس کا نام خود رو مشک گلاب پڑ گیا ہے۔ جو پہاڑ بہت اونچے نہیں ہیں ان میں یہ گلاب کثرت سے نظر آتا ہے۔ درختوں پر چھایا ہوتا ہے اور انہیں سفید براق پھولوں سے ڈھانک لیتا ہے۔

اگر خود رو گلاب کا ایک پھول لے کر دیکھو تو اس میں پانچ سیپل[1] ہوں گے۔ یہ جڑے ہوئے نہیں ہیں جیسے نارنگی کے پھول میں، بلکہ الگ الگ ہیں۔ ان کے اندر پانچ پنکھڑیاں ہیں۔ ان میں بہت سے زیرے جو ایک چھوٹی سی نلی کے منہ پر کھڑے

۱۔ انگ : Sepal (ادارہ)

Marfat.com

ہیں۔ اگر نلی کو نیچے کی طرف سے کاٹ کر دو ٹکڑے کردو تو معلوم ہوگا کہ اس کی شکل صراحی کی شکل سے کچھ ملتی ہے۔ پسٹل[۱] اس صراحی یعنی نلی کے اندر ہے مگر اس پسٹل کے کئی ٹکڑے الگ الگ ہیں جن کے سرے نلی کے تنگ حلق میں بھچے ہوئے ہیں۔ نارنگی اور پوست کے پھولوں کے پسٹل بھی کئی الگ الگ ٹکڑوں سے جڑ کر بنتے ہیں، مگر ان میں ٹکڑے ایسے جڑے ہوتے ہیں کہ جدا نہیں معلوم ہوتے۔ گلاب کی نلی اور پسٹل سے ڈوڈے کی شکل کا ایک پھل پیدا ہوتا ہے وہ پک کر اکثر سرخ ہو جاتا ہے۔ بعض قسموں کے پھولوں کے ڈوڈے بڑے ہوتے ہیں اور ان میں کھٹا سا گودا۔ بعض ملکوں میں اس کا مربا بناتے ہیں۔ گلاب کے پتے کی چھوٹی چھوٹی پتیوں سے مل کر بنتے ہیں اور یہ اکثر پانچ اور کبھی زیادہ بھی ہوتے ہیں۔ ایک ڈنٹھل کے سرے پر باقی ڈنٹھل سے دو دو نکلتے ہیں۔ ایک ادھر، ایک ادھر۔

خود رو گلاب کئی ملکوں میں ہوتا ہے مگر ہندوستان میں پہاڑوں کے سوا اور کہیں نہیں ہوتا۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس میں صرف پانچ پنکھڑیاں ہیں مگر باغوں میں جو گلاب مالی لگاتے ہیں، ان

۱- انگ : Pistil (ادارہ)

Marfat.com

میں پنکھڑیوں کے کئی دور ہوتے ہیں۔ باہر کے دور کو اصلی پنکھڑیاں سمجھو۔ اصل میں یہ گلاب بھی ایسا ہی تھا، جیسے خود رو گلاب مگر برسوں کے عرصے میں بعض زیرے کھل کر پنکھڑیاں بن گئے ہیں۔ یورپ میں گلاب کو بہت پسند کرتے ہیں۔ وہاں اس کی قسموں کا کچھ شمار نہیں، اور رنگ بھی درجہ بدرجہ بہت مختلف ہیں، کوئی بہت ہی گہرا قرمزی، کوئی گل انار، کوئی گلابی، کوئی نرا سفید، کوئی زردی لئے۔ پھر بھی ہر سال نئی نئی قسمیں نکلتی رہتی ہیں۔ کیونکہ اکثر شوقین اپنا بہت سا وقت اس کام میں خرچ کرتے ہیں کہ ہم کس ترکیب سے نئے نئے رنگ اور انوکھے ڈھنگ کے گلاب پیدا کریں۔ ہندوستان میں پہاڑوں کے سوا جتنے گلاب دیکھتے ہو، سب لگائے ہوئے ہیں۔ ان میں ہلکے گلابی رنگ کا پھول کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کی کلیاں خوب صورت ہوتی ہیں مگر جب پھول کھل جاتے ہیں تو پنکھڑی پنکھڑی الگ ہوکر جھڑ جاتی ہے۔ اس گلاب کی مہک بڑی تیز ہوتی ہے۔ اس واسطے اور گلاب کی نسبت اس میں سے زیادہ عطر نکلتا ہے۔ اس کا نام دیسی یا فصلی گلاب مشہور ہے۔

گلاب کی پنکھڑیاں اس ملک میں دوا کے طور

برتی جاتی ہیں۔ کھانڈ ملا کر گل قند بناتے ہیں۔ بچوں کو دیتے ہیں اور اکثر انہیں جن کو ضعف معدہ ہوتا ہے۔

ہندوستان میں گلاب اکثر خوشبو کے لئے زیادہ بوتے ہیں اور یہاں اکثر جگہ اس کا عرق اور عطر کھینچتے ہیں۔ اس کا عطر سارے جہان میں مشہور ہے۔ خالص تو سب عطروں سے بیش قیمت ہوتا ہے۔

عرق اس طرح کھینچتے ہیں کہ دیگچے میں پانی اور بہت سی گلاب کی پنکھڑیاں ڈال کر نیچے آنچ کرتے ہیں۔ پھولوں میں جو تیل ہوتا ہے بھاپ بن جاتا ہے اور پانی کی بھاپ کے ساتھ نیچے سے ہوکر باسن میں نکل آتا ہے، اور پانی کا بھاپ بن کر باسن میں آنے کا بیان چنبیلی کے ذکر میں آچکا ہے۔ تیل کی بھاپ ٹھنڈی ہوکر پانی کے ساتھ ملی رہتی ہے اسی کا نام ایک آتشہ گلاب ہے، کیونکہ ایک دفعہ کھنچا ہے اور جو گلاب بازاروں میں بکتا ہے وہ اکثر یہی ہوتا ہے۔ اگر اس سے تیز چاہتے ہیں تو اس عرق کو پھر ایک دیگچے میں ڈالتے ہیں اور گلاب کی تازی تازی پنکھڑیاں اس میں اور ملاتے ہیں اور پھر اسی طرح کھینچتے ہیں۔ چونکہ یہ عرق دو دفعہ کھنچا ہے، اسے دو آتشہ کہتے ہیں۔ بعض دفعہ یہی عمل تین دفعہ کرتے ہیں، اسے سہ آتشہ بولتے ہیں

Marfat.com

اور اسی طرح چار آتشہ۔

ہندوستان کے لوگ گلاب سے طرح طرح کے کھانوں اور مٹھائیوں کو خوشبودار کرتے ہیں۔ عجب مہک ہو جاتی ہے۔ شربت ورد ہلکا سا جلاب ہے۔ اور معدے کو قوت بھی دیتا ہے۔ اہل اسلام گلاب کو گلاب پاشوں میں بھر کر بعض مقدس جلسوں میں اہل محفل پر چھڑکتے ہیں۔ مردوں کے کفنوں پر ڈالتے ہیں۔ تعزیوں پر چھڑکا کرتے ہیں۔

جب اس کا عطر نہایت خالص بناتے ہیں تو پہلے ہی روز کے کھنچے ہوئے گلاب کو رات بھر کسی باسن میں رکھتے ہیں۔ صبح کو پھولوں کے تیل کی ایک بہت باریک تہ اوپر آجاتی ہے۔ اسے ایک پر سے اٹھا اٹھا کر بوتل میں بھر لیتے ہیں، لیکن بہت سے عرق میں سے ذرا سا عطر نکلتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ گلاب کا خالص عطر بڑا مہنگا ہوتا ہے۔ کم سے کم پچاس روپے تولہ آتا ہے۔ بعض وقت سو روپے تولے کا بھی ہوتا ہے مگر اب تو شاید ایسا عطر کوئی بناتا ہو۔ جو بازاروں میں بکتا ہے وہ چنبیلی کے عطر کی طرح صندل کی پٹ دے کر کھینچتے ہیں۔ یہ ایک دو روپے تولہ بکتا ہے۔ کبھی کبھی بے ایمان گندھی اس عطر کی دو چار بوندیں صندل کے تیل میں ملاتے ہیں اور

Marfat.com

عطر گلاب کے نام سے دام کماتے ہیں۔

دزباروں میں رخصت کے وقت عطر اور پان دینے کا عام دستور ہے۔اہل اسلام اپنی متبرک مجلسوں میں اور ہندو مسلمان دونوں شادی کے جلسوں میں اپنے اپنے مہمانوں کو پان کھلاتے ہیں اور ان کے کپڑوں میں عطر ملتے ہیں مگر یہ دستور پنجاب میں کم ہے۔ہندوستان میں اکثر جگہ عید بقرعید کو عطر ضرور لگاتے ہیں اور بعض دولت مند تو بارہ مہینے عطر میں بسے رہتے ہیں۔

Marfat.com

صندل یا چندن کا درخت

ہندوستان میں ایسا کون ہے جو اس کی مہکتی لکڑی کو نہ جانتا ہو؟ یہ درخت ہندوستان میں ہر جگہ نہیں ہوتا، دکن کے خشک ضلعوں میں ہوتا ہے۔ خاص کر میسور اور مغربی گھاٹ کی ڈھلانوں میں اگا کرتا ہے، اور جزیرۂ لنکا میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ خود رو پودا خوب پھبکتا ہے اور تیس برس میں پورا درخت ہو جاتا ہے۔ یہ درختوں کے گھنے جنگلوں میں کم ملتا ہے۔ کھیتوں کی مینڈوں میں بہت اگا کرتا ہے۔ اکثر پہاڑوں کی پتھریلی زمینوں میں ڈھلانوں پر کہیں اکا دکا، کہیں چھوٹے چھوٹے جھنڈ ہوتے ہیں۔ جب ایسے موقع پر اگتا ہے تو اپنے کمال پر آ جاتا ہے۔ زردی لئے بھورا رنگ ہوتا ہے اور خوشبو بڑی تیز۔ میدانوں میں کھیتوں کی طاقتور زمینوں میں جو اگا کرتا ہے، اس کا رنگ ہلکا ہوتا ہے اور خوشبو بہت ہی کم۔

صندل کا درخت چھوٹا ہوتا ہے اور موٹائی میں نو انچ سے اکثر کم۔ عمدہ مہک کی بدولت ہزاروں برس سے لوگ اس کے قدردان ہیں مگر کسی درخت میں تہائی سے زیادہ خوشبودار لکڑی نہیں پائی جاتی۔ یہ اندر ہوتی ہے۔ اس کے اوپر سفید لکڑی کا ایک

Marfat.com

صندل - اس میں خوشبو نہیں، بالکل نکما ہے۔

صندل کے درخت سیکڑوں برس سے سرکاری مال سمجھے گئے ہیں۔ اب سرکار انگلیشیہ انہیں کٹاتی ہے۔ سال بھر میں ان کی تعداد مقرر ہے۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ جتنے کٹیں، اتنے ہی اور ہو جائیں تا کہ ذخیرہ خالی نہ ہونے پائے۔ درختوں کو کاٹ کر ان کی چھال اتار لیتے ہیں۔ کوئی دو فٹ کے ٹکڑے کاٹ کر زمین میں دبا دیتے ہیں۔ کئی ہفتے کے بعد نکالتے ہیں۔ سفید لکڑی جو نرم ہوتی ہے اسے دیمک کھا جاتی ہے لیکن اندر کی لکڑی جو خوشبودار ہے اور زردی لئے بھورے رنگ کی ہوتی ہے اسے نہیں کھاتی۔ اس کے بعد ان لکڑیوں کو غور سے چھانٹتے ہیں اور صندل کی قسمیں مقرر کرتے ہیں۔ اول تو ٹھوس ٹکڑوں کو ہر ایک کی خوبی کے مطابق الگ الگ کرتے ہیں، پھر کھوکھلے ٹکڑوں کو، پھر جڑوں کو۔ جڑوں کا عطر نکلتا ہے۔ چھپٹیاں اور چورا جو بچ رہتا ہے اسے کوٹ لیتے ہیں۔ یہ دھونی کے کام آتا ہے۔ جہاں سے جڑیں پھوٹتی ہیں اس کے پاس کی لکڑی نہایت عمدہ ہوتی ہے اور رنگ زیادہ گہرا اور قیمت بھی سب سے زیادہ پاتی ہے۔ اول قسم کے ٹکڑے دس آنے سیر کے قریب بکتے ہیں۔

Marfat.com

جتنا صندل ہر سال کٹتا ہے اس میں سے بہت سا چین کو جاتا ہے۔ چینی ان کی بہت سی چیزیں بناتے ہیں اور ان میں گلکاری کرتے ہیں۔ اس فن میں ان کو بڑا کمال ہے۔ وہاں امیروں کے تابوت بھی اسی لکڑی کے بنتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مندروں میں دھونی کے لئے جلاتے ہیں۔ چھپٹیاں، ٹہنیاں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے عرب کو جاتے ہیں۔

ہندوستان میں اس کی لکڑی کئی ایک کام آتی ہے۔ وہ سخت ہوتی ہے اس لئے اس میں گلکاری خوب ہوسکتی ہے۔ بیل بوٹے دار خوب صورت ڈبیاں، صندوقچیاں، کنگھیاں، پنکھے اور بہت سی زیبائش کی چھوٹی چھوٹی چیزیں بناتے ہیں۔ ہندو صندل کو گھس کر ٹیکا لگاتے ہیں اور اپنے ٹیکے کی وضع سے پہچانے جاتے ہیں کہ کس دیوتا کو مانتے ہیں۔ یہاں بھی مندروں میں جلاتے ہیں۔ اس کا برادہ دوا کے طور پر برتتے ہیں اور جب مچھروں کے کاٹنے یا گرمی دانوں سے جھلجھلاہٹ ہوتی ہے تو پانی میں ملا کر لگاتے ہیں، ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔

اس کا عطر بہت سا تو جڑوں سے کھنچتا ہے اور کچھ چورے سے بھی۔ اس میں بڑی مہک ہوتی ہے، اسی لئے ہندوستان میں اس عطر کی بڑی قدر ہے اور

Marfat.com

یہی سبب ہے کہ چین اور غرب کو بھی جاتا ہے۔ دس دن اور دس رات میں کھنچتا ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ چورا اور جڑیں ایک گول[۱] میں رکھ کر پانی میں ڈال دیتے ہیں اور نیچہ لگا کر نیچے آنچ کرتے ہیں۔ اندر سے بھاپ اٹھتی ہے اور نیچے کا رستہ لیتی ہے۔ ایک دیگچی ٹھنڈے پانی میں رکھی ہوئی ہے۔ بھاپ آہستہ آہستہ پانی بن کر اس میں ٹپکتی ہے۔ یہ بھاپ عطر کو اپنے ساتھ لے کر اٹھتی ہے اور جب پانی بن کر دیگچی میں گرتی ہے تو پانی کے اوپر تیل کی تہ نظر آتی ہے۔ وہی عطر ہے۔

صندل کے چکنے چکنے پتے ڈنٹھل سے دو دو نکلتے ہیں، ایک ادھر، ایک ادھر۔ پھول گچھے کے گچھے لگتے ہیں۔ ان کا رنگ پہلے تو ہلکا زرد ہوتا ہے مگر چند روز میں اودے ہو جاتے ہیں۔ ان میں کچھ چمک دمک نہیں ہوتی ہے۔ ان کی پنکھڑیاں اور سیپل ایک ہی صورت اور ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں، اس لئے دونوں میں کچھ تمیز نہیں ہوتا[۲] جیسا کہ نارنگی، پوست اور گلاب کی پنکھڑیوں اور سیپل میں ہے۔

۱۔ مٹی کا بڑا مٹکا

۲۔ تمیز ہونا اسم کے طور پر مذکر ہے۔ (ادارہ)

Marfat.com

دیودار یا دیار کا درخت

تم میں سے اکثروں نے دیار کی لکڑی دیکھی ہو گی۔ پنجاب میں بہت کام آتی ہے۔ شہتیر کڑیاں، میز، کرسیاں، الماریاں، گھر کے بہت سے ضروری سامان کثرت سے اسی کے بنتے ہیں۔ ریل کی سڑک پر جو پٹڑے بچھے ہوتے ہیں اور ان پر لوہا لگا ہوا، وہ بھی اکثر اسی لکڑی کے ہوتے ہیں۔ جب دیار کی موٹی الماری کھولتے ہیں تو اس میں سے بڑی تیز بو نکلتی ہے۔ حقیقت میں اس بو سے بڑا فائدہ ہے۔ دیمک اور کیڑے نزدیک نہیں آنے پاتے، نہیں تو اندر کی چیزیں برباد کر دیتے۔ دیار کی لکڑی نرم ہوتی ہے۔ جو چیز بناؤ آسانی سے بن سکتی ہے۔ اسی لئے بڑھئی بہت پسند کرتے ہیں۔ یہ بہت مدت تک چلتی ہے۔ کشمیر کے دارالخلافہ سری نگر میں ایک مسجد ہے۔ اس کے بڑے بڑے ستون ثابت کے ثابت دیار کے لٹھے ہیں۔ یہ بالکل سیاہ پڑ گئے ہیں اور سوکھ کر کھڑنکھ ہو گئے ہیں۔ یہ چار سو برس سے زیادہ کے ہیں۔

تم نے اس کی لکڑی تو بہت دفعہ دیکھی ہو گی مگر درخت شاید نہ دیکھا ہو۔ وہ سرد ہی ملکوں میں ہوتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کی اونچی اونچی ڈھلانوں پر اگتا

Marfat.com

ہے اور ہمارے گرم ضلعوں سے بہت دور ہوتا ہے۔ دیار کا جنگل دیکھنے کا شوق ہو تو کوہ ہمالیہ میں کوسوں اندر ہی اندر چلے جاؤ۔ دیس کے بڑھئی اسے دیار کہتے ہیں۔ جن پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے وہاں کے لوگوں میں کیلو یا کوئی اور ایسا ہی نام مشہور ہے۔ کوہ ہمالیہ کے سلسلے میں پہاڑ، پہاڑ کی زبان میں فرق ہے، اس لئے درختوں اور چیزوں کے نام ایک پہاڑ پر کچھ اور ایک پر کچھ ہوتے ہیں۔

یہ ایسا شان دار درخت ہے کہ جو اسے پہاڑ پر ایک مرتبہ دیکھ لے تو پھر کبھی نہ بھولے۔ لمبی لمبی ٹہنیاں چاروں طرف پھیلاتا ہے، نیچے گھنی گھنی چھاؤں ڈالتا ہے۔ کیسا ہی لوھا لاٹ پہاڑ ہو اس پر بھی اگ ہی نکلتا ہے۔ اس کی پتلی پتلی درزوں میں مضبوط جڑیں پیوست کر ہی دیتا ہے۔ مگر حق تو یہ ہے کہ پہاڑ کی سایہ دار طرف میں جہاں درختوں کے بڑے بڑے بن ہوتے ہیں، مٹی نرم اور زمین گیلی، وہاں خوب پھبکتا ہے۔ یہ درخت بڑا قد آور ہے۔ دس پندرہ فٹ کا گردہ ہوتا ہے، کوئی ڈیڑھ سو فٹ کی بلندی۔ آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ اگر کسی درخت کا دس فٹ گردہ ہو تو سمجھ لو کوئی دو سو برس کا ہے۔ تم شاید پوچھوگے کہ یہ کیوں کر جانا۔ اس کی

Marfat.com

پہنچان یہ ہے کہ دیار کے کندے کے سرے کو غور سے خیال کرو تو اس میں بہت سے حلقے ایک دوسرے کے اندر نظر آئیں گے جو حلقہ سب سے باہر ہے وہ سب سے بڑا ہے، جو سب کے اندر ہے وہ ذرا سا نقطہ معلوم ہوتا ہے۔ اصل میں ہر حلقہ لکڑی کی ایک تہ ہے۔ ان حلقوں کو گن کر درخت کی عمر بتا سکتے ہو۔ کیونکہ ہر تنے کے گرد چھال کے اندر سال بسال ایک ایک تہ چڑھتی جاتی ہے۔

اگر تم دیار کی شاخ دیکھو، تو معلوم ہوجائے کہ اس میں اور دیس کے درختوں کی شاخوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس میں چوڑے پتے نہیں ہوتے۔ ان کی جگہ چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں میں کاھی رنگ کی سوئیاں سی لگی رہتی ہیں۔ یہ ہر برس نہیں جھڑتیں۔ کئی کئی برس تک رہتی ہیں۔ پرانی آھستہ آھستہ جھڑتی جاتی ہیں، نئی نکلتی آتی ہیں اور درخت سدا ہریالا رہتا ہے۔ اس کے پھل بھی نہ شیشم، سرس کی پھلیوں سے ملتے ہیں، نہ آڑو، نارنگی، اور اور میوہ دار درختوں کے پھلوں سے۔ اس میں بطخ کے انڈے کے برابر ایک پھل گول اور سخت لگتا ہے۔ یہ پھل موٹے موٹے سخت چھلکوں سے بنا ہے جو اوپر تلے کھپروں کی طرح ہیں۔ ان کے اندر چھوٹے چھوٹے بیج ہیں۔

Marfat.com

جب پھل پک جاتا ہے تو چھلکے الگ الگ ہوجاتے ہیں اور بیج اندر سے گر پڑتے ہیں۔ بیج میں تیر کے پر کی طرح ایک چھوٹا سا بازو لگا ہوتا ہے۔ جب زمین پر گرنے لگتا ہے تو بازو کے سبب ہوا سے اڑ کر تھوڑی دور جا گرتا ہے۔ اس سے دیار کا جنگل رفتہ رفتہ پھیلتا جاتا ہے۔

جب پورے قد کا دیار ہوتا ہے تو اپنے بلند تنے، پھیلی ہوئی شاخوں اور کاہی پتوں سے عجیب شان دکھاتا ہے۔ مگر جب چھوٹا سا پودا ہوتا ہے تو اس وقت بھی کچھ کم خوب صورت نہیں ہوتا۔ پرانے درختوں کے پاس نو عمر پودوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے ہوتے ہیں۔ انہیں دیکھو تو شاید یقین نہ آئے کہ یہ چھوٹے چھوٹے نازک بچے انہی دیوزاد ماں باپ کی اولاد ہیں۔ ان کا رنگ مونگیا ہوتا ہے، بہتوں کا رنگ نیلا سا۔ جو شاخیں زمین کے قریب ہیں وہ سب سے لمبی ہوتی ہیں اور جوں جوں اوپر کو دیکھتے جاؤ ٹہنیاں چھوٹی ہوتی جاتی ہیں، یہاں تک کہ چھوٹے درخت کی پتلی سی پھننگ سر جھکائے ہوگی۔ سارا پودا ایک فوارہ معلوم ہوتا ہے، جس میں پانی کی بوندوں کی جگہ مہین مہین ہری پتیاں ہوتی ہیں۔ شاید تم حیران ہوگے کہ ایسے بڑے بڑے

Marfat.com

درخت اور ایسے اونچے اونچے پہاڑوں پر اور وہ پہاڑ بھی
یہاں سے سینکڑوں کوس، انہیں دیس میں کیوں کر لاتے
ہوں گے؟ بات یہ ہے کہ ہماری خوش نصیبی سے یہ
خوب‌صورت خوب‌صورت درخت اکثر ایسے پہاڑوں کی ڈھلانوں
پر اگا کرتے ہیں جن کے بیچ میں ندی نالے چکر کھاتے
ہوئے نیچے دیس کی طرف بہتے ہیں۔ جب کوئی درخت
کاٹتے ہیں تو آرے سے بڑے بڑے کندے کر لیتے ہیں
اور ان پر مالک کا نشان کر دیتے ہیں۔ پھر پہاڑ کی
ڈھلانوں پر لکڑیوں کی سڑک بنا کر ان کندوں کو
ہی بہتے پانی کی طرف لڑھکا دیتے ہیں، تو عجب کیفیت
ہوتی ہے اور پانی میں گرتے ہیں، تو بڑے زور کا دھڑاک
ہوتا ہے۔ پانی پر جھاگوں کے بادل اٹھتے
ہیں۔ جب تیرتے جاتے ہیں تو کبھی پانی کے ریلے میں
آکر چکر کھاتے ہیں۔ کبھی کسی چٹان سے ٹکراتے
ہیں۔ کیونکہ پہاڑوں میں دریا اس صفائی سے نہیں
بہتے جیسے دیس میں۔ بلکہ وہاں بڑے زور شور سے
جھالیں مارتے ہیں اور جھاگ لاتے ہیں۔ قدم قدم پر
پتھروں سے ٹکراتے ہیں۔ اونچے اونچے مقام جو رستے میں
پڑتے ہیں وہاں چادریں بن بن کر زور سے گرتے ہیں۔
ان کندوں کو پانی میں چھوڑ کر پھر کوئی خبر نہیں
لیتا۔ آپ ہی بہتے بہتے میدان کے قریب آ پہنچتے ہیں۔

Marfat.com

یہاں دریا پہلے کی نسبت آہستہ آہستہ بہتے ہیں۔ بہت سے لوگ انتظار میں کھڑے رہتے ہیں اور مشکوں پر تیرتے ہیں۔ یہ بکری یا بھینس کی کھالیں ہوتی ہیں۔ انہیں سی لیتے ہیں اور ہوا بھر کر منھ باندھ دیتے ہیں۔ اوپر سے تیل اور دیار کا روغن مل دیتے ہیں کہ پانی سے گل نہ جائیں۔ وہاں کے لوگ انہیں 'سرنا، یا 'ڈرین، کہتے ہیں۔ ان آدمیوں کو اس حالت میں دیکھیں تو ایک تماشا معلوم ہوتا ہے۔ مشکوں پر اوندھے پڑے ہوتے ہیں۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے چپوؤں کی مدد سے پانی کاٹ کر ادھر ادھر پھرتے ہیں اور جو کندا بہتا آتا ہے بڑی پھرتی سے اس کے پیچھے جاتے ہیں۔ اور کنارے پر لے آتے ہیں۔ یہاں سب کندے گنتے ہیں، رسوں اور بانسوں سے باندھتے ہیں اور بیڑے بنا کر منڈیوں میں لے آتے ہیں۔

دیار کی لکڑی بڑی قیمتی ہوتی ہے۔ پہلے ٹھیکے دار اس فکر میں رہتے تھے کہ جتنا روپیہ کمایا جائے جلدی سے کمالیں۔ اس لالچ میں اتنے درخت کاٹ ڈالے کہ جنگل کے جنگل ویران کردئے۔ اب سرکار نے باقی جنگلوں کے بچاؤ کے لئے تدبیر نکالی ہے؛ کہ بیج دار درخت رکھ لیتے ہیں۔ اور ان کے آس پاس کے درخت کاٹ ڈالتے ہیں کہ بیج کھلی زمین پر گریں اور نئی

Marfat.com

پود پیدا ہو۔ اور وہ بڑی ہوکر اپنے باپ دادا کی قائم مقام ہو۔ جو وہاں سے کٹ گئے تھے اس کے سوا بہت سے ذخیرے بھی ہیں۔ ان میں دیار کے پودے پلتے ہیں۔ جب ذرا مضبوط ہو جاتے ہیں تو اکھیڑ کر وہاں لگاتے ہیں جہاں جنگل کے جنگل ٹھیکے داروں نے غارت کردئے ہیں۔

اور بھی کئی قسم کے درخت ہیں جن کے پتے اور پھل دیار کی طرح ہوتے ہیں مثلاً چیڑ اور کائل۔ ان میں سے ایک درخت ہوتا ہے۔ اس میں بڑے بڑے پھل لگتے ہیں۔ انہیں چلغوزہ یا فوزہ کہتے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے بیج ہوتے ہیں وہ کھانے میں آتے ہیں۔ یہاں سے بہت دور اونچے پہاڑ ہیں جن کی گھاٹیوں میں سے دریائے ستلج بہ کر آتا ہے۔ وہاں کے غریب لوگوں کا انہی بیجوں پر گزارا ہے۔ کڑکڑاتا جاڑا پڑتا ہے اور مہینوں تک برف برستی ہے، وہاں ایسے موسم میں اور کچھ فصل نہیں ہوتی۔ یہ بیج نہ ہوتے تو وہ بچارے برباد ہو جاتے۔ اس رحیم و کریم خدا کو دیکھو جس نے ہمارے آرام کے لئے کیسے کیسے پودے اور درخت پیدا کئے ہیں۔ اس نے اپنی حکمت سے یہ انتظام کیا ہے کہ چلغوزے کی لکڑی دیار کی لکڑی سے نہیں ملتی۔ یہ بالکل نکمی ہوتی ہے۔ اس لئے

Marfat.com

کوئی اس کے درخت نہیں کاٹتا وہ صحیح سلامت رہتے ہیں اور ہر برس پھل دئے جاتے ہیں۔ اگر اس درخت کی لکڑی بھی قیمتی ہوتی تو غالب ہے کہ اب تک اتنے درخت کٹ جاتے کہ باقی میں سے بہت ہی کم بیج نکلتے اور جو کچھ نکلتے انہیں لوگ کھا جاتے۔ زمین پر نہ کوئی گرتا نہ آگے کو پود کا سلسلہ ہوتا اور تھوڑے ہی دنوں میں چلغوزے کا درخت ہمالیہ پہاڑ سے جاتا رہتا۔ ●

Marfat.com

بانس

اس کا درخت خوش نما اور طرح دار ہوتا ہے۔ لمبے لمبے تنے ہوتے ہیں۔ ان میں پروں کی طرح پتے لہراتے ہیں۔ بعض تنے تو اتنے بلند ہو جاتے ہیں کہ سو سو فٹ کی خبر لاتے ہیں۔ تم یہ سن کر بڑے حیران ہوگے کہ یہ بھی حقیقت میں گھاس کی ایک قسم ہے۔ بانس، گنے، دھان، گیہوں، جو، مکئی، سارے اناج کے درخت اور گھاس، ان سب کی جڑیں تنے یا ڈنٹھل، پتے، پھول اور بیج ایک ہی بناوٹ کے ہوتے ہیں۔ ۱

بانس اور اکثر پودوں میں جو جو فرق ہے ان میں سے بعض باتیں بیان کرتے ہیں۔ نارنگی یا پوست یا سرسوں کا پتا دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اس کے اندر مہین مہین رگوں کا جال پھیلا ہے۔ لیکن بانس میں یہ صورت نہیں۔ اس کے پتوں کی رگیں ایک دوسرے کو کاٹ کر نہیں پھیلتیں بلکہ لمبان میں اوپر سے نیچے تک سیدھی چلی جاتی ہیں اور کبھی کبھی چوڑان میں ہوتی ہیں۔ اکثر درختوں کے بیج ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دو ٹکڑے برابر برابر ہوسکتے ہیں۔ ان درختوں کے تنے ویسے ہی حلقہ بہ حلقہ بڑھتے ہیں جیسے دیار کے بیان میں ذکر ہوچکا ہے۔ بانس کا بیج

Marfat.com

زور سے توڑیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتا ہے مگر برابر دو ٹکڑے نہ ہوں گے۔ تاڑ، ناریل، کھجور کی قسم کے جتنے درخت ہیں ان کے بیج بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جتنے درختوں کے بیج اس طرح کے ہیں ان کے تنے دیار کی طرح نہیں بڑھتے بلکہ ان کے بڑھنے کا کچھ اور طریقہ ہے جو اگلی کتاب میں آئے گا۔ بانس اور گھاس کے تنے پوری دار ہوتے ہیں۔ تم نے بانس کے درخت اگر دیکھے بھی ہوں گے تو یہ خیال نہ آیا ہوگا کہ ان میں پھول بھی ہیں۔ آؤ ہم بتائیں۔ تنوں میں بھنگیوں[۱] کے سرے پر جو بالیاں سی نظر آتی ہیں یہ ننھے ننھے پھولوں سے بنی ہیں اور انہی میں بیج لگتے ہیں۔ پھولوں کی بناوٹ مشکل سے سمجھ میں آتی ہے۔ جن پھولوں کے ذکر پہلے بیانوں میں آئے ہیں ان میں اور اس پھول میں بڑا فرق ہے۔

بانس میں پھول آنے کا حال نہایت عجیب ہے۔ اس کے درخت اکثر جھنڈ کے جھنڈ اگا کرتے ہیں۔ بعض قسمیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ سارے جھنڈ میں سے صرف ایک یا دو درختوں میں ایک ہی وقت پھول آتے ہیں۔ بعض ایسی کہ سارے جھنڈ میں ایک ہی دفعہ پھول نکل آتے ہیں۔ بانس عمر بھر میں ایک

۱- بھنگی = جزو، قسمت، قطعہ یہاں پوروں سے مراد ہے (ادارہ)

Marfat.com

بار پھول لاتا ہے۔ اور جس میں پھول لگتا ہے وہ تھوڑے ہی عرصے میں مرجھا جاتا ہے۔ اس لئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض جگہ دور دور تک سارے بانس برابر مرجھا جاتے ہیں۔ مگر مرجھانے سے پہلے بہت سے بیج جھڑ جاتے ہیں اور تھوڑے دنوں میں وہی اگ آتے ہیں۔ پہلے پہل یہ گیہوں کا سا کھیت معلوم ہوتے ہیں۔ تین برس تک آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں، پھر جلد اوپر کو بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

بانس کا بیج کھانے میں بھی آسکتا ہے۔ بعض دفعہ قحط میں اس سے بڑا کام نکلتا ہے برما میں بانس کی بڑی کثرت ہے کبھی کبھی اس کی بدولت چوہوں کی ایسی بہتات ہوگئی کہ لوگ گاؤں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ چوہے کیا تھے آسمانی آفت تھی۔

یہ نہ سمجھنا کہ سارے بانس ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کی بہت سی قسمیں ہیں۔ برما میں تو بیس سے بھی زیادہ مشہور ہیں۔ شمالی برما میں سیکڑوں کوس تک ان کا گھنا بن کھڑا ہے۔ آسام، چین، بنگالہ اور مدراس میں بھی بڑی بہتات سے ہوتے ہیں۔ پنجاب اور ممالک مغربی میں بھی کہیں کہیں ہوتے ہیں، پر اتنے نہیں۔ بعض بانس کھوکھلے ہوتے ہیں بعض ٹھوس۔ بڑے بڑے بانس ضرور کچھ نہ کچھ کھوکھلے

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ بعض آدمی ٹھوس کو نر کہتے ہیں اور کھوکھلے کو مادہ۔ مگر یہ خیال غلط ہے۔ پنجاب میں ایک قسم کا بڑا بانس ہوتا ہے، وہ کالکا کے قریب دامن کوہ میں زیادہ بویا جاتا ہے اور شہر کانگڑے کے نزدیک دیہات کے آس پاس بھی ہوتا ہے جس کے شمال میں ہمالیہ کا سلسلہ ہے اور جنوب میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں۔ اس سے چھوٹا ایک قسم کا بانس ٹھوس ہوتا ہے۔ یہ ضلع ہوشیار پور میں پایا جاتا ہے اور کالکا کے قریب بھی نیچی نیچی پہاڑیوں میں ملتا ہے جن میں گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اس قسم کا بانس لاہور کے باغوں میں بھی موجود ہے۔ اونچے پہاڑوں پر ایک بہت چھوٹی قسم کا بانس ہوتا ہے، وہ بڑا خوب صورت ہے۔

بانس بڑے کام آتا ہے۔ جن تین قسموں کا ذکر اوپر لکھا گیا ہے ان میں سے چھوٹی قسم کو بانسی کہتے ہیں۔ ان میں سے جو کھوکھلے ہوتے ہیں انہیں دیس میں لاتے ہیں اور حقوں کے نیچے اوپر سے ٹکڑوں کو سوہن سے صاف کرتے ہیں۔ گرم سیخ سے اندر کے چھید کو وارپار کھول لیتے ہیں، پھر خوب صورتی کے لئے اس پر رنگین کپڑے لپیٹتے ہیں۔ اوپر ریشم اور کلابتوں کا کام کرتے ہیں۔ ہر سال ہزاروں پتلے

Marfat.com

بانس چھپروں میں لگتے ھیں - چھڑیوں، لاٹھیوں، برچھیوں کی چھڑوں، غریبوں کے سیروے پٹیوں کے کام آتے ھیں - موٹے موٹے بانسوں سے ڈولیوں کے ڈنڈے، خیموں کی چوبیں، اور بہنگیاں بنتی ھیں - کھپچیوں سے ٹٹیاں، ٹوکریاں، چلمنیں، غرض اور سیکڑوں چیزیں تیار ہوتی ھیں - بانس نہ ھوتے تو راج معماروں کے کام مشکل سے چلتے - اب بڑی آسانی ھے - مضبوط بانسوں کی پاڑ باندھتے ھیں- اس پر بیٹھ کر یا کھڑے ھوکر مکان بنایا کرتے ھیں -

کچے بانس کے گابھے کی ترکاری بناتے ھیں- مربا اور اچار بھی ڈالتے ھیں- کہیں کہیں کاغذ بھی تیار کرتے ھیں -

بعض ملکوں میں تو یہ حال ھے کہ جس چیز کی ضرورت ھوتی ھے- بانس ھی سے بناتے ھیں- گھر دیکھو تو بانسوں کی تھونیاں[1] ھیں - مضبوطی کے لئے ان کے درمیان بانس بندھے ھیں- دیواروں کی جگہ بانس کے بورئے لگے ھیں - چھتیں اور فرش کھپچیاں بچھا کر بنائے ھیں - چھپر پتوں سے چھائے ھیں - پانی لانے کی ضرورت ھو تو مشک کی کچھ پروا نہیں- کسی

۱- لکڑی کے کھم جو چھت یا چھپر سنبھالنے کے لئے لگائے جاتے ھیں (مرتب)

Marfat.com

بڑے بانس کا ایک لمبا سا ٹوٹا کاٹ لیتے ہیں، صرف نیچے کی گانٹھ بند رکھتے ہیں کہ یہ اس باسن کا پیندا ہے۔ باقی گانٹھیں صاف کر دیتے ہیں۔ اب یہ نل ایک بڑے ڈول کا کام دیتا ہے۔ ان ملکوں میں لوگوں کی چارپائیاں، پیڑھیاں، بکس، ٹوپیاں، جھاڑو اور ہزاروں قسم کی چھوٹی چھوٹی چیزیں بانس ہی کی بنتی ہیں۔ یہاں تک کہ اسی کے ریشوں کو بٹ کر رسیاں بھی بنا لیتے ہیں۔ چھپروں کے سوا پتے ان کاموں میں بھی آتے ہیں۔ چغے کی وضع کی ایک چیز بناتے ہیں کہ مینھ میں اوڑھ لیتے ہیں تو ذرا نہیں بھیگتے۔ جانوروں کو چارے کی طرح بھی کھلاتے ہیں، کیونکہ انہیں بہت بھاتے ہیں۔ دیکھتے ہی جھٹ کھا جاتے ہیں۔ پتے گل سڑ کر کھاد بھی بن جاتے ہیں۔ کھیتوں کے کام آتے ہیں۔

Marfat.com

چاند

چاند کو کون نہیں جانتا ؟ اس کی ٹھنڈی روشنی سے کس کا جی خوش نہیں ہوتا ؟ گرمی کے دن، تڑاقے کی دھوپ، تن بدن میں آگ پھنکی ہوئی، سورج کے چھپتے ہی کیسی جان میں جان آگئی۔ پہاڑ سا دن کس طرح تڑپ تڑپ کر کاٹا ہے۔ اب ہوا میں کچھ کچھ خنکی آئی ہے تو ذرا کل پڑی ہے۔ رات سر پر چلی آتی ہے۔ ساتھ ہی اس کے روشن کرنے کو پورا چاند بھی نکلتا آتا ہے۔ اس کی دھیمی چمک دمک کیا بھلی معلوم ہوتی ہے۔

ایسا کون شخص ہے جس نے چاند کو گھٹتے بڑھتے نہ دیکھا ہو؟ پہلی رات کو پتلا پھانک سا نظر آتا ہے۔ اسے ہلال کہتے ہیں۔ پھر روز بروز بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ پورا چاند ہو جاتا ہے۔ اسے بدر کہتے ہیں۔ پھر گھٹنے لگتا ہے، آخر گھٹتے گھٹتے ایک دن دکھائی بھی نہیں دیتا۔ اس گھٹاؤ بڑھاؤ کا سبب اگلی کتاب میں مفصل آئے گا۔ لیکن غور سے مطالعہ کروگے تو اس بیان سے بھی کچھ نہ کچھ سمجھ میں آجائے گا۔

Marfat.com

آؤ، چاند رات ہی سے شروع کریں۔ کدھر کو دیکھیں کہ نظر آئے؟ مغرب کی طرف جہاں ابھی سورج ڈوبا ہے، اس کے پاس ہی دیکھو۔ کیوں یہاں کیوں دیکھیں؟ بات یہ ہے کہ یہ نیا چاند سویرے مشرق میں نکلتا ہے اور دن بھر مغرب کی طرف چلتا معلوم ہوتا ہے۔ دن کو کبھی اتفاقاً دکھائی دے جاتا ہے، کیونکہ سورج کی روشنی بہت تیز ہوتی ہے، اس میں دبا رہتا ہے۔ شمع بھی اگر دھوپ میں تھوڑی دور پر رکھی جائے تو اس کی لو بمشکل سے دکھائی دیتی ہے۔ مگر دور بین کے ذریعے سے دن کو بھی جب چاہو اس چاند کو دیکھ سکتے ہو۔ آگے آگے سورج معلوم ہوتا ہے، پیچھے پیچھے چاند، جب سورج چھپ جاتا ہے تو چاند مغرب میں دکھائی دیتا ہے۔ یہ چاند پتلی پھانک سا نظر آتا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں چھپ جاتا ہے۔ اب دوسرے دن صبح کو کوئی پون گھنٹے بعد نکلے گا۔ اور اسی واسطے شام تک اتنا رستہ طے نہیں کرے گا، جتنا کل کیا تھا۔ اسی لئے کل جہاں دکھائی دیا تھا آج وہاں سے کچھ اونچا ہوگا اور چونکہ ابھی رستہ زیادہ طے کرنا باقی ہے اس لئے کل کی نسبت آج دیر میں غروب ہوگا۔ دوسرے یہ بھی فرق ہوگا کہ آج کی پھانک کل سے بڑی ہوگی۔ اب چاند روز بروز دیر کرکے نکلا

Marfat.com

کرے گا۔ اسی لئے جب شام کو مغرب کی طرف دیکھیں گے تو زیادہ ہی اونچا معلوم ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک دن مشرق اور مغرب کے بیچوں بیچ [1] سر پر دکھائی دے گا۔ یعنی جہاں ٹھیک دوپہر کو آفتاب ہوا کرتا ہے۔ اس وقت چاند آدھا دکھائی دے گا اور آدھی رات گئے چھپے گا۔

اس کے بعد بھی دن کو روز بروز دیر ہی کرکے نکلتا رہے گا، اور ہر روز شام کے وقت مشرق کے قریب ہوتا جائے گا اور آخر کار ایک وہ دن ہوگا، ادھر سورج مغرب میں ڈوبا ادھر چاند مشرق سے نکلا۔ اس روز پورا چاند ہوگا اور ساری رات دکھائی دے گا۔ صبح کو جس وقت سورج مشرق سے نکلے گا چاند مغرب میں چھپ جائے گا۔

پہلے تو چاند صبح کو دیر کرکے نکلتا تھا، اب شام کو روز بروز دیر کرکے نکلے گا اور ہر روز گھٹتا جائے گا۔ چند روز میں آدھا رہ جائے گا اور یہ آدھی رات کے قریب نکلے گا، مگر اب بھی دیر ہی کرکے نکلتا رہے گا، اور گھٹتے گھٹتے یہاں تک ہو جائے گا کہ ایک دن سورج نکلنے سے کچھ پہلے ایک پتلی سی پھانک مشرق سے نکلی ہوئی دکھائی دے گی،

۱۔ ''میں'' حشو اور غالباً سہو کتابت ہے۔ (ادارہ)

Marfat.com

اور سورج نکلتے ہی نظر سے غائب ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ پھانک سورج نکلنے کے بعد اکثر نظر نہیں آتی مگر ہے آسمان ہی پر۔ اگر اس کو دوربین سے دیکھو تو مغرب کی طرف چلتی دکھائی دے گی، اور سورج سے پہلے مغرب میں پہنچ کر وہیں غروب ہو گی۔ پھر گھٹتے گھٹتے بہت باریک ہو جائے گی، آخر دکھائی بھی نہیں دے گی۔ اب چاند کئی رات نظر نہ آئے گا اور لوگ نہایت شوق سے نیا چاند دیکھنے کے منتظر رہیں گے۔

چاند گیند کی طرح گول ہے اور زمین سے ڈھائی لاکھ میل کے قریب دور ہے۔ جتنا نظر آتا ہے حقیقت میں اتنا نہیں بلکہ بہت بڑا ہے یعنی چھ ہزار میل کے قریب گھیرا ہے۔ تم بڑے حیران ہو گے کہ یہ اتنا بڑا ہے اور ہمیں چھوٹا سا کیوں نظر آتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دور سے ہر چیز چھوٹی دکھائی دیتی ہے۔ دیکھو برج کتنے بڑے ہوتے ہیں اور ایک آدھ میل جا کر تارے سے نظر آنے لگتے ہیں۔ پتنگوں پر نگاہ کرو، اوپر جا کر کیسی چھوٹی سی دکھائی دیتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ چاند بہت ہی بڑا نہ ہوتا تو ڈھائی لاکھ میل کے فاصلے سے بالکل دکھائی نہ دیتا۔

Marfat.com

چاند میں داغ سے نظر آتے ہیں۔ جانتے ہو، کیا چیز ہے؟ شاید تم نے گھر کی عورتوں سے سنا ہو کہ چاند کی ماں بیٹھی چرخا کات رہی ہے۔ مگر حقیقت میں یہ چاند کی ماں نہیں ہے، گھاٹیاں اور پہاڑ ہیں۔ یہ بڑی بڑی دور بینوں سے بخوبی نظر آتے ہیں۔ یہ بالکل خشک پڑے ہیں۔ نہ ان میں پھل اور پھول ہوتے ہیں نہ کسی قسم کے درخت یا گھاس۔ اس کا سبب یہ ہے کہ چاند میں پانی نہیں ہے، نہ وہاں سمندر ہے نہ جھیل، نہ ندی نالے، نہ مینھ برستا ہے، نہ بادل ہوتا ہے۔ اگر تم چاند میں جا بھی سکتے تو وہاں پہنچ کر ایک دم بھی جیتے نہ رہتے، کیونکہ وہاں ہوا بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

تصحیح اغلاط

اردو کی پہلی کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
د	۱۵	تیرا	تیرنا
ر	۲۳	شیروانی	شیرانی
۱۶	۱۷	نہں	میں
۱۹	۷	فورا	فوراً
۳۴	۲	ا کیزہ	پا کیزہ
۳۴	۱۰	ا	یا
۴۳	۵	بہ	یہ
۷۱	۵	میں	(حذف)
۷۷	۸	کھلنڈرا	کھلندڑا
۸۰	۱۳	رہ	رہا
۸۱	۱۳	ھر	بھر
۹۰	۴	کیے	کیا
۹۲	۱	لکے	لگے
۹۲	۱۷	ن	(حذف)
۹۴	۸	بچانی	بچاتی

Marfat.com

اردو کی دوسری کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۸	چوڑیاں	چوریاں (واولین)
۵۱	۱۳	خوبی	خوبی
۷۸	۲	یلے	سیلے
۸۰	۴	حار	حال
۸۰	۱۳	صف	صاف
۸۰	۱۵	حانے	جانے
۸۰	۱۹	حو	جو
۸۱	۲	حی	جی
۸۲	۴	کہ	کہا
۸۲	۵	جنہ ب	جناب
۸۳	۱۵	جو	جوں
۸۳	۱۷	پڑ	پٹا

اردو کی تیسری کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱۰	ھدیوں	ھڈیوں
۲۲	۱۲	سہھ	سیہ
۴۵	۷	پڈری	پدڑی
۵۷	۱۵	گلای	گلابی

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۱۲	گلای	گلابی
۸۱	۱۸	خوش	خوشبو
۹۲	۲۱	حنوب	جنوب
۱۲۳	۲۱	دیکے	دیکھے

اردو کی چوتھی کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۳	لمے	لمبے
۲۶	۲۱	شرف	برف
۳۲	۵	کار	شکار
۳۳	۳	الوں	بالوں
۳۳	۱۵	کری	کرتی
۳۹	۱۹	چرنی	چربی
۳۹	۲۰	چرنی	چربی
۵۱	۲۱	اتک	ایک
۶۰	(عنوان)	سنگھی	سنگھنی
۶۲	۶	جانی	جاتی
۶۳	۱۱	پا	یا

Marfat.com